هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلام
١٢٦٦

فہرست کتب و ابواب و فصول آیات الاحکام

بسم الله الرحمن الرحیم

احمده و هو الله احد الله الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن له کفوا احد و اصلی علی رسوله الاحمد و نبیه الامجد
محمد ن المبعوث الی الاحمر و الاسود و علی آله و اهل بیته و اصحابه الهادین الراشدین بعد حمد و ثنا
کہتا ہے مسکین ہیچمدان حبیب علی کہ مدت سے واسطے نفع برادران دینی و المسلمین کم علم کے میرے سینہ
مین تمنا تہا کہ ترجمہ تفسیر احمدیہ کا کہ اس مین صرف آیات احکام کی تفسیر موافق مذہب حنفیہ کے ہے
اور نزدیک تمام عالمون کے بہت معتبر اور مقبول اور معمول بہ ہے اردو زبان مین کیا جاوے
اور بعضے فائدے اور بہی تفاسیر معتبرہ سے مثل اکلیل اور بیضاوی اور مدارک اور موضح القرآن وغیرہ کے
اسمین زیادہ ہووین اور دلیلین اصول فقہ کے اور فوائد عجیبہ وغیرہ کے بالکل اسمین نہ بڑہائی
جاوین لہذا بعد تلاش بسیار اور تفحص بیشمار کے حافظ قرآن ماحی مراسم بدع و طغیان ذکی
متوقد مقبول بارگاہ ایزد مخلع بخلعت بلند نامی حافظ عبد العلی نگرامی کو کہ بلاواسطہ شاگرد رشید
حضرت استاد الکل فی الکل عالم فقہ و تفسیر مخترع مضامین دلپذیر منبع فضل و کمال مورد انعام
ایزد متعال ماہر حدیث و تفسیر جامع تحریر و تقریر پیرو سنت رسول محب آل بتول مرجع علما و فضلا

رئیس الاتقیا و صلحا سر و فتر کاملین اکلیل مفسرین و محدثین مؤید بتائیدات ازلی مانبع برکات

خفی و جلی مولانا و مقتدانا المولوی سید انور علی صاحب مد ظله العالی علی رؤس المسترشدین کے

ہین لائق اس خدمت کے پا کر تکلیف ترجمہ اور تہذیب اس کتاب کی دی اور عرض کی

کہ ترجمہ ان آیتونکا اور بعضے فائدہ موضح القرآن وغیرہ سے لکھین اور ترتیب ان آیات کی

بطور ابواب فقہ کے دین الحمد للہ کہ انہون نے موافق آرزو کے اس کتاب کو آغاز سے انجام تک

نہایت تہذیب و تنقیح سے تمام کیا اور بعد اسکے اس عاجز نے اول سے آخر تک اوپر موافق

آرزو مترجم کے سبقا سبقا پیچ جناب مولوی صاحب ممدوح کے پڑھا انہون نے بھی بنظر احتیاط کے

فقط اپنی یاد پر تکیہ نکرکے حرف بحرف اس تفسیر کو اسکے ماخذ سے مطابق کیا اور کچھہ فائدے اور

بھی اسپر بڑھائے جزاہ اللہ تعالے الیسکے مترجم اور اسکے بانی اور اسکے درستی کروانے والے اور اسپر

عمل کرنے والے کو بہتر جزا انہ قریب مجیب و هو حسبی و الیه انیب

کتاب الایمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قوله تعالى لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ

ت نیکی یہی نہین کہ منہہ کرو اپنے مشرق کیطرف یا مغرب کے لیکن نیکی وہ ہے جو کوئی ایمان

لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون پر ف اس آیت سے

مفصل معلوم ہوا یعنے یہود کہتے تھے کہ ہم بیت المقدس کی مغرب طرف نماز پڑھتے ہین

یہی نیکی ہے ترک ایمان ہمکو ضرر نہین کرتا حقتعالی نے اس آیت مین بیان کیا ہے
ایمان مفصل اور احکام اسلام معلوم ہوے کہ بندہ خدا اللہ پر ایمان لاوے اور اسکا شریک کسیکو
اور قیامت کا آنا حق جانے اور حساب اور جزا کو سچ اعتقاد کرے اور ایمان لاوے فرشتون پر
مخلوق اللہ کے ہین اسیکے حکم پر چلتے ہین نہ مرد ہین نہ عورت اور چار فرشتے مین انمین چار
مقرب ہین جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل اور جو انبیا پر کتابین اتری ہین سب
حق ہین توریت موسیٰ پر انجیل عیسیٰ پر زبور داؤد پر فرقان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر
اور سو صحیفہ ہین پچاس شیث پر اترے اور تیس ادریس پر اور دس آدم پر اور دس ابراہیم پر
اور بعضون نے کہا ہے کہ آدم پر نہین اترے ابراہیم ہی پر تیس صحیفے اترے اور حق جانے کہ سب پیغمبر
بھیجے ہوے خدا کے ہین نہ جیسے کہ یہود فقط موسیٰ پر ایمان لاے اور نصاریٰ فقط عیسیٰ پر گنتی انکی
بعضے حدیثون مین ایک لاکھ چوبیس ہزار اور بعضون مین دو لاکھ چوبیس ہزار آئے ہین پر بہتر ہے کہ اس
عدد کو منحصر نکرے بلکہ معتقد ہو کہ جتنے شخصون کو حقتعالی نے خلق مین احکام کے پہنچانے کے لئے بھیجا حق
ہین اور لفظ نبیین کو جمع مذکر سالم لانا دلیل ہے کہ سب نبی مرد تھے عورتون کو نبوت نہین ہوا یہی
قول ٹھیک ہے اور جو بعضے قائل ہین کہ چار عورتین نبی تھین حوا سارا یوحانذ مان حضرت موسیٰ
مریم علیہن السلام یہ ضعیف ہے ایسے ہی لکھا ہے تفسیر احمدی مین **قوله تعالیٰ** اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُودُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ رکوع ۲

اللہ اُسکے سوا کسیکی بندگی نہین جیتا ہے سبکا تھامنے والا نہین پکڑتی اُسکو اونگھہ

نہ نیند اُسیکا ہے جو کچھہ آسمان اور زمین مین ہے کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اُسکے

پاس مگر اُسکے اذن سے جانتا ہے جو خلق کے روبرو ہے اور پیچھے پیچھے اور وے نہین گھیر سکتے اُسکے

علم مین سے کچھہ مگر جو وہ چاہے گنجائش ہے اُسکی کرسی مین آسمان اور زمین کو اور تھکتا نہین اُنکے

تھامنے سے اور وہی ہے سب سے بڑا فــ اس آیت سے بار ہ مسئلے معلوم ہوئے اللہ لا الٰہ

الا ہو سے الوہیت اور توحید حقتعالیٰ کی الحی سے حیات ابدی القیوم سے مستقل ہونا

اُسکا اور نہ محتاج غیر کا ہونا کسی کام مین لا تاخذہ سے پاک ہونا اُسکا صفات حدوث

اور غفلت سے لہ ما فی السموات والارض سے مالکیت اور جریان حکم اور تصرف اور نہ

شریک ہونا من ذالذی سے اُسکی عظمت شان اور ہیبت ربوبیت اور شفاعت

نہونا کفار کے لئے اور ہونا مسلمانون کے لئے بعد حکم اللہ کے یعلم سے کمال علم لا یحیطون سے

عاجز ہونا خلق کا اُسکے علم کے دریافت سے اور دلیل ہے اسبات پر کہ اُسکا علم قائم

بالذات ہے نہ جیسے کہ معتزلہ کہتے ہین کہ وہ عالم بلا علم ہے الا بما شاء سے مشیت اور ارادہ

اُسکی وسع کرسیہ سے گھیر لینا اُسکے ملک اور قدرت کا سب چیز کو ولا یؤدہ سے

پیدا کرنا اُسکا سب اشیا کو بغیر آلات کے ہو العلی العظیم سے برتر ہونا اُسکا ... سے

باہر ہونا اُسکا وہم سے گویا اُسکا ترجمہ یہ ہے ع اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

قول اُسکا وسع کرسیہ السموات والارض مراد کرسی سے علم ہے یا قدرت مجازاً یا عرش

یا ایک جسم کہ بیچ عرش کے پاس جیسا کہ حدیث مین آیا ہے ساتون آسمان اور
ساتوان زمین کرسی کے آگے مثل ایک چھلے کے ہین جنگل مین اور بڑائی عرش کی اوپر کرسی کی
جیسی کہ بڑائی اس جنگل کی اس چھلے پر ایسا ہی تفسیر احمدی اور بیضاوی مین ہی قوله تعالى
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ف جو ہوتے آسمان اور زمین بیچ
غیر خدا کے جا رہتے دونو ف یہ آیہ عمدہ دلیل ہے اللہ کی توحید پر اور علما نے اسکے
بیان مین بہت کچھ لکھا ہے اور سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد نسفیہ مین بہت سا
اسکی شرح کی ہے جو چاہے وہان دیکھ لے اور اکلیل مین ہے کہ یہ دلیل عقلی قطعی ہے اسکی
وحدانیت پر قوله تعالى وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ
مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ف اگر ہم چاہتے تو دیتے ہر جیکو سوجھ
اسکی راہ کی لیکن ٹھیک پڑی میری کہی بات کہ مجھکو بھرنی دوزخ جنون سے اور آدمیون سے اکٹھی
ف اس آیہ سے بوجھا گیا کہ جو چیز بندے کو اصلح ہے وہ اللہ پر واجب نہین ہے پس رد ہوا
قول معتزلہ کا کہ اللہ پر وجوب اصلح کے قائل ہین اور تخصیص سے جن اور انس کے دوزخ کے لئے
معلوم ہوا کہ فرشتے ان کامون سے کہ جہنم کو پہنچاوین معصوم ہین یہ ہے تفسیر احمدی مین اور
ملائکہ کے عصمت کا بیان آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے قوله تعالى إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ
اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ف
اگر تم منکر ہوگے تو اللہ پروا نہین رکھتا تمہاری اور پسند نہین کرتا اپنے بندونکی منکری اور اگر حق مانو تو وہ پسند
کریگا تمہارا ف اکلیل مین ہے کہ اس آیہ سے مستنبط ہوا کہ سب علماء سنی اللہ تعالی [illegible] ہے اور

پ ۱۷ سورۂ انبیاء رکوع ۲

پ ۲۱ سورۂ الم سجدہ رکوع ۱

پ ۲۳ سورۂ زمر رکوع ۱

معصیت سے نہین اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ یہہ مسئلہ علم کلام کا بڑی عقائد دینیہ مین سے ہے
لیکن خیر اور شر کا جانب اللہ سے ہونا اس آیت سے نہین بوجھا جاتا ہے اور دلائل سے
ثابت ہے معتزلہ کہتے ہین کہ خیر اللہ کی جانب سے اور شر شیطان کی جانب سے ہے
اہل سنت کہتے ہین کہ سب اسکی مشیت اور تقدیر سے ہے پر اسکے امر اور رضا سے نہین اور معتزلہ
قائل ہین کہ بندے اپنے افعال کے خالق ہین اہل سنت کہتے ہین کہ بندونکے فعل اللہ کے
مخلوق ہین طرفین سے دلائل کتب کلامیہ مین مذکور ہین انہین سے یہہ قول اللہ کا دلیل ہے
اہل سنت کی واللہ خلقکم وما تعملون یعنے اللہ نے تمکو پیدا کیا اور تمہارے سب
اعمال کو طاعت ہون یا معصیت اس مین ایک اور فائدہ ہے کہ جسطرح اللہ اعمال کا خالق
ہے ویسے ہی بندہ اعمال کا کاسب ہے نہ جیسے کہ جبریہ کہتے ہین کہ بندے کو کچھ اختیار
نہین ہے اپنے کامون مین سب اللہ ہی کرتا ہے اور قدریہ کہتے ہین کہ افعال مین اللہ کو
دخل نہین ہے سب بندہ ہی سے ہوتا ہے **قولہ تعالی** وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ
وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ **ف** کتنے منہہ اسدن تازہ ہین اپنے رب کی طرف
دیکھتے اور کتنے اس دن اداس ہین خیال مین ہین کہ ان پر وہ ہووے جس سے
کمر ٹوٹے **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیت سے اہل سنت نے تمسک کیا ہے کہ
اللہ کا دیدار آخرت مین مسلمانون کو بے شک ہوگا کافرونکے نصیب نہین شیخ الاسلام
بزدوی نے کہا ہے کہ یہہ آیت محکم ہے یعنی ثبوت دیدار خدا کے واجب ہے ہمارے علماء کو
کہ اسپر اعتقاد کرے اور کیفیت دیدار کہ کس طرح اور کیسا ہوگا اسکا علم اللہ ہی کو ہے

اور دیدار بھی موافق مراتب کے ہوگا بعضے ہر روز اور شام دیکھینگے بعضے ہفتہ میں ایکبار

بعضے مہینے میں ایکبار بعضے سال میں ایکبار بعضے عمر میں ایک بار تیسری فصل

ملائکہ کی عصمت کے بیان میں ہے اور بشر کی فضیلت کا قوله تعالیٰ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ

وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ

ف کہتے ہیں کہ خدا کے فرزند ہیں پاک ہے اللہ اس بہتان سے بلکہ بندے نزدیک

ہیں پیشی نہیں کرتے اُس سے اپنے قول کی اسکے حکم پر چلتے ہیں ف اعراب فرشتوں کو

اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے انکے رد میں یہ آیۃ آئی اور یہی مضمون اور مقام میں بھی ہے

قوله تعالیٰ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ وقوله تعالیٰ لَا يَعْصُونَ اللّٰهَ

بڑائی نہیں کرتے اسکی عبادت سے اور نہیں ماندہ ہوتے نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی

مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ف ان آیتوں سے فرشتوں کی عصمت مستنبط ہوتی ہے اور

جو بات انکو فرمائی اور وہی کرتے ہیں جو حکم ہوا

علما بھی انکی عصمت پر متفق ہیں اور ہاروت و ماروت کے باب میں کہتے ہیں کہ دونو فرشتے

ہیں ان سے کفر ہوا نہ کبیرہ لوگوں کو سحر سکھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم تو آزمانے کو ہیں

تو مت کافر ہو اور ابلیس کے باب میں کہتے ہیں کہ وہ جن تھا پر فرشتوں کے پاس رہنے

سے ملائکہ میں گنا گیا اور اہل سنت بشر کو افضل جانتے ہیں ملائکہ سے اور معتزلہ ملائکہ کو فضیلت

کی دلیل علم کلام میں مذکور ہے خلاصہ ہے تفسیر احمدی کا قوله تعالیٰ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ

وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ

ف خدا نے برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم اور عمران کی آل کو تمام عالم سے وہ دونو

آل ایک ہی ذریت ہیں ایک دوسری سے نکلی ہیں ف صاحب اکلیل نے

استدلال کیا ہے اِس آیۃ سی کہ سب پیغمبر فرشتون سی افضل ہین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اِسسے معلوم ہوا کہ بشر فرشتون سے افضل ہین اور مفصّل یہہ ہے کہ رسول بشر کی افضل ہین رسول ملائکہ سے اور رسول ملائکہ کی افضل ہین عامہ بشر سے اور عامۂ بشر افضل ہین عامہ ملائکہ سے اور ایک مسئلہ اور نکلا کہ کفار ونکی نکاح آپسمین درست ہین جسطرح پر اعتقاد رکہتے ہون **فصل** پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے فضیلت کا اور ختم نبوت کا اور اجتہاد کا بیان ہے

قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ **ت** اور جب لیا اللہ اقرار نبیونکا کہ جو کچہہ مین تمکو دیا کتاب اور علم پہر آوے تم پاس کوئی رسول کہ سچ بتاوے تمہارے پاس والیکو تو اُسپر ایمان لاوگے اور اُسکی مدد کروگے فرمایا کہ تم نے اقرار کیا اِس شرط پر لیا میرا ذمہ بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا تو اب شاہد ہوا اور مین بہی تمہارے ساتھہ شاہد ہون

ف مدارک مین ہے کہ ظاہر ایہہ وعدہ سب نبیونسی ہے پر اُنکی اولادسے مراد ہے اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیۃ ہی سے معلوم ہوا کہ حضرت سب پیغمبرون سی افضل ہین کیونکہ اللہ نے پیغمبرونسی میثاق لیا حضرت کے ایمان اور مددگاری پر اور ایمان لانا نبیونکا حضرت پر مستلزم ہے حضرت کی فضیلت کا **قولہ تعالیٰ** کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ **ت**

تم ہو بہتر سب اُمتون سے جو پیدا ہوئے ہین لوگون مین حکم کرتے ہو پسند بات کا اور منع کرتے ہو ناپسند سے اور ایمان لاتے ہو اللہ پر **ف** اکلیل مین ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ امت اور اُمتون سے افضل ہے اور سب اُمت مین صحابہ افضل ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبرون سے افضل ہین کیونکہ اُمت کی شرافت نبی کی شرافت سے ہوتی ہے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ فخر الاسلام بزدوی نے اس آیہ سے استنباط کیا ہے کہ اس اُمت کا اجماع حجت ہے اور اجماع کا بیان آگے آویگا انشاء اللہ تعالے **قوله تعا** مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا **ت** محمد باپ نہین کسیکا تمہارے مردون مین لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیون پر اور ہے اللہ سب چیز جانتا **ف** زینب بنت جحش زید بن حارثہ کے نکاح مین تہین اور زید بن حارثہ کو حضرت بیٹا کہتے تھے جب زید نے زینب کو طلاق دی اُنسے حضرت نے نکاح کیا کفار ہنستے تھے کہ آپ اپنے بیٹے کی جورو کو حرام کہتے ہین اور آپ ہی اُسکو نکاح مین لائے ہین اللہ تعالے نے اُنکے رد مین فرمایا کہ محمد حقیقت مین تم مردون مین سے کسیکا باپ نہین ہے تو زید کا باپ نہوا اور زینب اُسکے بیٹے کی جورو کہلاوے اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہمارے حضرت پر نبوت تمام ہوئی بعد آپکے کوئی نبی نہوگا اور جو عیسیٰ اُترینگے آپ ہی کی شریعت پر عمل کرینگے یہہ خلاصہ ہے تفسیر احمدیکا **قوله تعا** اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ...... وَلَا تَكُنْ لِّلْخَآئِنِيْنَ خَصِيْمًا وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيمًا يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللّٰهِ
وَهُوَ مَعَهُمْ اِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللّٰهُ
بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ف ہم نے اتاری تجھکو کتاب سچی کہ تو انصاف کرے لوگون مین جو سوجہاوے
تجھکو اللہ اور تو مت ہو دغابازون کی طرف سی جھگڑنے والا اور بخشوا اللہ سی بیشک اللہ ہے بخشنے
والا مہربان اور مت جھگڑ انکی طرف سی جو اپنے جیمین دغابازی کرتے ہین اللہ کو خوش نہین آتا
جو کوئی ہو دغاباز گنہگار چھپتے ہین لوگون سی اور نہین چھپتے اللہ سی اور وہ انکے ساتھ ہے
جب راتکو ٹھہراتے ہین جس بات سی وہ راضی نہین اور جو کرتے ہین اللہ کی قابو مین ہے
ف موضح القرآن مین ہے کہ یہہ اول اور آخر کے آیت مین ذکر ہے ایک قصہ کا حضرت کے
وقت مین ایک انصاری کی زرہ آٹے مین دہری گم ہو گئی صبحکو تلاش کی تو آٹے کا خط
دیکھا ایک شخص کے گہر تک اسکا نام طعمہ بن اُبیرق تہا وہان جہاڑ لیا تو نہ پائی وہ خط آگے
دیکھا ایک یہودی کے گہر تک زید نام وہان پائی اُس یہودی نے کہا کہ مجھکو طعمہ نے سپرد کی
طعمہ نے کہا مین بری ہون چور وہی ہے طعمہ کے قوم نے رات مشورت کی کہ ہم حضرت کے
پاس سب ملکر گواہی دینگے کہ طعمہ بری ہے تو حضرت ہماری حمایت کرینگے اور یہودی چور
ٹھہریگا صبح کو یہی کیا اللہ تعالی نے حضرت کو خبردار کردیا فی الحقیقہ چور یہی تہا طعمہ اور تفسیر احمدی مین ہے
کہ اس آیہ مین سوای مسئلہ قضا بالحق کے صاحب مدارک نے دو مسئلہ اور ذکر کئے ہین
ایک یہہ کہ حضرت کے حق مین اجتہاد جائز ہے اور بیمار لگ اللہ سے استفادہ ہوا کیونکہ شیخ ابو منصور نے

اسکی معنی لکھے ہین کہ جو الہام کرے اسکے بعد بسبب قلت کے اسکا اہل تنزل [illegible]
اور حضرت کے اجتہاد مین اختلاف ہے بعضے جائز کہتے ہین اور بعضے نہین ہمارا مذہب
یہہ ہے کہ آپ ہر مقدمہ مین انتظار وحی کے مامور تھے اگر وحی آتی تو بہتر ورنہ انتظار کے
بعد جسوقت کہ فوت مصلحت ہونیکا اندیشہ ہوتا اجتہاد فرماتے جو صواب ہوتا قائم رہتا اور
جو خطا ہوتی تو آپ اسی پر نہ رہتے بلکہ وحی آتی جب حکم واقع ہوتا بخلاف اور مجتہدون کے
کہ وہ اپنی خطا پر ابد الدہر رہتے ہین دوسری یہ کہ کلام معنی قائم بالذات کو کہتے ہین کہ
اذ یبیتون مالا یرضی من القول تدبیر کا قول نام رکہا اس مسئلہ مین بہی اختلاف ہے ہمارے
اور معتزلہ کے وہ کلام نفسی کا انکار کرتے ہین اسیسے خلق قرآن کے قائل ہین اور جب آیۃ
کلام نفسی بشر مین بوجہا گیا ممکن ہوا کہ اسکو بہی اللہ کی طرف تعدیہ کرو تاکہ وہان بہی کلام نفسی
ثابت کرین اس مسئلہ کی تحقیقات کتب کلامیہ مین ڈہونڈہنا چاہئیے **فصل** معراج کی حقیقت کا
بیان ہے **قوله تعالیٰ سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ**
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ
مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ؕ ت پاک ذات ہے جو لے گیا اپنے
بندیکو راتی رات ادب والے مسجد سی پرلی مسجد تک جسمین ہمنے خوبیان رکہی ہین کہ دکہاوین
اسکو کچہہ اپنی قدرت کا نمونہ وہی ہے سنتا دیکہتا **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ اسکی معنی آیت قطعی سی تا
بیت المقدس تک ثابت ہوئی اس لئیے اہل سنت کہتے ہین کہ مسجد اقصی تک معراج قطعی ہے
قرآن سی ثابت ہے اور آسمان دنیا تک خبر مشہور سے ثابت ہے اور اور آسمانون تک احادیث

احادیث سے ثابت ہے پہلے کا منکر کافر دوسرے کا منکر بدعتی گمراہ تیسرے کا فاسق بعضے کہتے ہیں کہ معراج ربیع الاول میں تھی اور بعضے کہتے ہیں کہ ربیع الآخر میں اور بعضے رمضان کے قائل ہیں اور بعضے شوال کے اور صحیح یہ ہے کہ رجب کی ستائیسویں رات کو پیغمبری بارہویں برس میں ہجرت کے قبل اور اختلاف ہے کہ معراج خواب میں تھی یا بیداری میں روح تھی یا بجسد صحیح یہ ہے کہ بیداری میں تھی بجسد مع روح یہی اہل سنت کا اعتقاد جو فقط معراج روح کا قائل ہو یا خواب کا وہ گمراہ فاسق ہے اور حکما بالکلیہ انکار کرتے ہیں اس جہت سے کہ آسمانیں انکے نزدیک خرق والتیام منع ہے اسکی بحث علم کلام میں ہے **قوله تعالیٰ** وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى **ف** قسم تارے کی جب گرے بہکا نہیں تمہارا رفیق اور بے راہ نہیں چلا اور نہیں بولتا اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو بھیجا تا ہے اسکو سکھایا سخت قوتوں والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کا میانہ یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا جھوٹھ نہ کہا دل نے جو دیکھا اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو اسپر

جو اُسنے دیکھا اور اُسکو اُسنے دیکھا ہے ایک دوسرے اُتارے مین پرلی حد کی بیری کے
اُس پاس ہے بہشت رہنے کی جب چھا رہا تھا اُس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا بہکی نہین نگاہ اور حد سے
نہین بڑھی بیشک دیکھے اپنے رب کی بڑے نمونے **ف** اِس آیۃ کی دو توجیہین ہین ایک یہ
کہ شدید القوی سے جبرئیل مراد ہین یعنی حضرت نے انکو دو مرتبہ صورت اصلی مین دیکھا ایکبار دنیا مین
دوسرے بار سدرۃ المنتہی مین اور دوسرے یہہ کہ شدید القوی سے اللہ مراد ہے اور سب ضمیرین
اُسکیطرف پہرتی ہین بہرکیف اِن آیتون سے معلوم ہوا کہ حضرت معراج مین جنت الماوی
تک تشریف لیگئے اور عرش اور کرسی اور عجائبات دیکھے اور قوم جو قائل ہین کہ معراج
بیت الاقصی تک قرآن سے ثابت ہے اور باقی حدیث سے وہ کہتے ہین کہ اسری کی آیۃ محکم
قطعی الدلالت اور سورہ نجم مجمل ہے غیر قطعی الدلالت کیونکہ احتمال ہے کہ آپنے دنیا مکان مین جبرئیل کو
یا خدا کو سدریسی دیکھا ہو اس واسطے کہ جسد کے جانیکے لئے کوئی قرینہ یہان نہین ہے اور اسری کی
آیت مین احتمال نہین ہوسکتا ہے کیونکہ وہان سب قرینے جسد کے جانیکے ہین **فصل** قبر کے
عذاب کا بیان ہے **قولہ تعالی** يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِينَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ **ت** مضبوط کرتا ہے
اللہ ایمان والونکو مضبوط باتسے دنیا کے زندگی مین اور آخرت مین اور بہلا دیتا ہے اللہ
بے انصافون کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے **ف** موضح القرآن مین ہے کہ قبر مین جو کوئی مضبوط بات
کہیگا ٹہکانا نیک پاویگا اور بچلی بات کہیگا خراب ہوگا اور اکلیل مین ہے کہ یہہ آیۃ منکر و نکیر کے
سوال مین اُتری چنانچہ بخاری اور مسلم نے تخریج کیا ہے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اِس آیۃ سے قبر کا سوال

اور عذاب اور تنعیم مستنبط ہوتا ہی اور یہی حدیث مین ہی کہ یہ آیۃ عذاب قبر کے بیان
مین ہی قبر مین دو فرشتے آتے ہین مردہ کو زندہ کر بٹھلاتے ہین اور پوچھتے ہین کہ تیرا رب
کون ہی اور پیغمبر کون اور تیرا دین کیا ہی اگر اُسنے کہا اللہ میرا رب ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میرا پیغمبر اسلام میرا دین تو اُسکو آسایش ہوتی اور اُسکیطرف اشارہ ہی یثبت اللہ الذین آمنوا
بالقول سے اور اگر جواب نہ آیا اُسپر عذاب ہوتا اور اُسکیطرف اشارہ ہی یضل اللہ الظالمین

قولہ تعالی اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ
أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ **ت** آگ ہی کہ دکھا دیتے ہین اُنکو صبح اور شام اور
جسدن اُٹھیگی قیامت داخل کرو فرعون والون کو سخت سی سخت عذاب مین **ف**
موضح القرآن مین ہی کہ یہ عالم قبر کا حال کافر کو اُسکا ٹھکانا دکھایا جاتا ہی قیامت کو اُسمین بیٹھیگا
اور مومن کو بہشت اور اکلیل مین ہی عجائب کرمانی نے کہا اسی آیہ مین پہلی دلیل قبر کی عذاب ہی
کیونکہ معطوف غیر ہی معطوف علیہ کا تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیہ سی اہل سنت نے قبر کا عذاب
ثابت کیا ہی کافرون کے لئے علم کلام مین اور تفاسیرون مین اُسکی تصریح ہی پر مسلمان جو نیک ہین
اُنسے فقط سوال ہوگا اور جو فاسق ہین اگر وہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات یا شہید مرے ہین
تو نیک مسلمان کے حکم مین ہین اور جو ایسے بھی نہین ہین اُنکو اللہ چاہے بخشے یا چاہے عذاب کرے پر عذاب
اُنسے بھی موقوف رہتا ہی اُسدن کہ وہ برکت والا ہی جیسے جمعہ یا رمضان کا مہینا یا عاشورہ کا
دن اور اس آیۃ مین دلیل ہی کہ نفس باقی رہتا ہی **فصل** صور کے پہونکنے کا اور بعث کا اور وزن
اعمال کا بیان ہی **قولہ تعالی** وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ

إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ ۝ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ
بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ وَجِيءَ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور پہونکا گیا نرسنگہا پہر بیہوش ہو گئے جو کوئی تہا آسمانوں میں اور زمین
مین مگر جسکو اللہ نے چاہا پہر پہونکا گیا دوسرے بار پہر تبہی وہ کہڑے ہو گئے دیکہتے اور چمکی زمین
اپنے رب کے نور سے اور لا دہرا دفتر اور حاضر آئے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوا انمین انصاف
سے اور ان پر ظلم نہوگا ف ایکبار نفخ صور عالم کے فنا کا دوسرا زندہ ہونیکا تیسرا
بیہوشی کا بعد حشر کے جو تہا خبردار ہوگا اُسکے بعد اللہ کے سامنے حاضر ہو جاوینگے تیسرا یعنی
کہ یہہ آیۃ جامع ہے تینون مسئلہ کے صاحب مدارک نے بیان کیا ہے کہ نفخے ہین دو ایک نفخہ فنا کا
جو مذکور ہے سورہ نمل مین دوسرا نفخہ موت کا تیسرا نفخہ بعث کا یہ دونوں اس آیۃ مین مذکور ہین
نفخہ موت مین سب آدمی اور وحشی اور طیور اور فرشتے مرجاوینگے مگر جسکو اللہ چاہیگا وہ جبرئیل
اور میکائیل اور اسرافیل اور عزرائیل ہین اور بعضوں نے کہا وہ اٹہانے والے عرش کے ہین اور
بعضوں نے کہا کہ رضوان اور مالک اور ملائکہ زبانیہ ہین اور بعضوں نے کہا کہ وہ وہ چیزین ہین
جو آمادہ کی گئین ہین واسطے ثواب یا عذاب کے جیسے حوران جنت اور سانپ بچہو دوزخ کے
اور بعضوں نے کہا شہید ہین بعد اسکے عزرائیل کو حکم ہوگا کہ کیا تو نے نہ سنا قول كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ
الْمَوْتِ نہین سنا پس وہ بہی مرجائیگا پہر زندہ کریگا اللہ پہلے اسرافیل کو پہر میکائیل کو پہر جبرئیل کو
پہر عزرائیل کو پہر سب آوینگے اور براق لیکر حضرت کے قبر کے پاس مکان اُنکے قبر کا بہول جاوینگے
باری باری آواز بلندی پکارینگے آپ جواب نہ دینگے مگر اسرافیل کا اور قبر سے نکلینگے اور براق پر

ہوا ہوسنگے پہر اسرافیل دوسرے پہونکینگے کہ وہ نفخہ اٹھانیکا یعنی حکم ہوگا اور ان دونو
نفخونکے بیچ مین چالیس برس کا فاصلہ ہوگا بہ زندہ ہوجاوینگے سبکے سب اور اٹھہ کہڑے
ہونگے اور بیچ اس نفخے کے آسمان پہٹ جاوینگے اور ستارے ٹوٹ پڑینگے اور پہاڑ اور زمین کو زلزلہ آویگا اور زمین
نکالیگی اپنے پیٹ سے مردے اور خزانے اور سب قبروالے اٹھینگے اور کچہہ انکے سوا کام ہوا ہوگا
یہ سب باتین حق ہین اعتقاد انکا واجب ہے منکر انکا کافر اور وہ صحیفہ کہ جسمین فرشتونے اعمال آدمیونکے
وقت بلوغ سے موت تلک لکہے ہین اور ہر سال کے ساتہہ سو صحیفے ہوتے ہین دیئے جاوینگے بدی کا نامہ ایک
پلہ مین اور نیکی کا دوسرے پلہ مین رکہکر تولینگے جسکا نیکی کا پلہ بہاری ہوگا اسکو عیش ہوگی اور جسکا
ہلکا ہوگا اسکو رنج ہوگا اس سے ثابت ہوا کہ میزان بہی حق ہے **فصل شفاعت کا بیان ہے قوله**
تعالیٰ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۙ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۛ فِیْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ
عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۙ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ۚ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ وَلَمْ نَكُ
نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ۙ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۙ
حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ۭ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ۭ ت ہر جی اپنے کئے مین
پہنسا ہوا ہے مگر داہنے والے باغونمین ہین ملکر پوچہتے ہین گنہگارونکا احوال تم کاہے سے پڑے دوزخ مین وہ بولے
ہم نہ تہے نماز پڑہتے اور نہ تہے کہلاتے محتاج کو اور تہے باتین بنانے ساتہہ بنانے والون کے
اور تہے جہٹلاتے انصاف کے دن کو جبتک آپہنچے ہم پر یقین آنیوالا کام نہ آویگی انکو سفارش
سفارش کرنیوالون کی **ف** اس آیتہ سے معلوم ہوا کہ کفار کو فروع کے ترک کرنے سے عذاب
ہوگا اور انکو ایمان اور معاملات اور عقوبات کا خطاب ہوتا ہے اور عبادات کا آخرت کے حق مین

خطاب تھے بالاتفاق پر دنیا کے حق مین اختلاف تھا ہمیشہ اسکے قائل تھے حنفیہ ہین اور ثنا

تنفعہم شفاعة الشافعین سے پوچھا گیا کہ اہل کبائر مومنونکے لئے پیغمبر اور اولیا

کی شفاعت نفع کرے گی معتزلہ کہتے ہین اہل کبائر کے لئے شفاعت نہوگی طرفین کے دلیلین علم

کلام مین ہین فصل اعراف مین قوله تعالى وبينهما حجاب وعلى الاعراف

رجال يعرفون كلا بسيماهم اور دونون بیچ مین ایک دیوار ہے اسپر

مرد ہین کہ پہچانتے ہین ہر ایک کو اسکی نشانی سے لوگون نے اختلاف کیا اعراف کے حق مین

نزدیک حنفیہ کے اعراف حق ہے موضح القرآن مین ہے کہ جنت اور دوزخ کے بیچ مین دیوار ہے یہ لوگ اسکے

سرے پر رہ مین نجات والے جو حساب سے فارغ ہین بہشتی اور دوزخی کو پہچان کر جنت والونکو

خوشخبری کہینگے سلامتی کی یہ بھی امیدوار ہین خوشخبری سنکر خوش ہونگے تفسیر مین

اور اکلیل مین اہل اعراف کو کوئی قول سے ثابت کیا حذیفہ کی روایت مین وہ قوم ہین انکی نیکی

اور بدی انکی برابر ہے اور اور روایت مین وہ لوگ ہین جو اللہ کی راہ مین شہید ہین پر ماں باپ

کی نافرمانی کی ہے یا وہ لوگ ہین جو ماں باپ بغیر اذن باہر نکلے مین علم شہید ہوئے پھر وہ ایک

مدت تک جنت مین نجاوینگے بسبب عقوق کے یا مسلمان جن مین یا وہ لوگ ہین جنکے

دین غالب ہے یا غزوہ والے ہین تفسیر احمدی مین خیالی لکھا ہے کہ وہ وہ لوگ ہین جو پیغمبرون کے

فترہ مین مرے ہین یا مشرکون کے لڑکے اور قاضی سے نقل کیا ہے کہ یہ موحد ہونگے گروہ جنہون نے

عمل مین کوتاہی کی ہے یا وہ لوگ ہین جو درجہ بلند رکھتے ہین مثل پیغمبرون اور شہیدا اور

اور علما کی اور حسینی مین شعبی سے ہے کہ وہ عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر طیار مین یہ سال الغرف

ہوتا ہے منافق سے واسطے اسکے اسمین شک نہین **فصل** کفار اور مومنون کے اولاد کے

حکم کا بیان **قولہ تعالی** وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ **ت**

جو لوگ یقین لائے اور انکی راہ چلے انکی اولاد ایمان سے ہم نے پہنچا دی ان تک انکی اولاد کو اور گھٹایا نہین ان سے

انکا کیا کچھ ہر آدمی اپنی کمائی مین پہنسا ہے **ف** اکلیل مین ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانونکے

لڑکے اپنے ماں باپ کے ساتھ جنت مین ہونگے انکے درجونمین اگرچہ عمل نہین کیا تفسیر احمدی مین ہے

کہ مسلمانونکے لڑکے مسلمان ہین اور کافرونکے لڑکے کافر ہین دنیا کے احکام مین بالاتفاق پر آخرت کے

احکام مین اختلاف ہے اکثر کہتے ہین کہ اپنے باپون کے پیرو ہونگے خواہ مسلمانونکے لڑکے ہون خواہ

مشرکونکے اور بعضون نے کہا کہ مشرکونکے لڑکے دوزخ مین نجاوینگے کیونکہ اللہ عذاب نہین کرتا

بیگناہ پر اور بعضون نے کہا ہے کہ مسلمانونکے خادم ہونگے جنت مین اور بعضون نے کہا ہے کہ سب

لڑکے اور دیوانے نہ جنت مین جاوینگے نہ دوزخ مین **فصل** صراط کے بیان مین ہے **قولہ تعالی**

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ

اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا **ت** اور کوئی نہین تم مین جو نہ پہنچیگا اسپر ہو چکا

تیرے رب پر ضرور مقرر پہر بچا دینگے ہم انکو جو ڈرتے رہے اور چھوڑ دینگے گنہگارون کو اسمین

اوندہے گرے **ف** اکلیل مین ہے کہ جمہور ورود کی معنی دخول کہتے ہین خطاب سارے عالم سے

کیا ہے اور مین ایسا کہا تفسیر احمدی مین زاہد سے ہے کہ جب آیت وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ

اتری حضرت سلمان اور عائشہ اور فاطمہ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم عمر

بقیع غرقد مین جاکر بہت روئے وہان یہ آیۃ اُتری زیادہ افسوس اور غم ہوا پھر لڑکے تنہا
کے لئے اس آیۃ مین ڈر والونکے نجات کا بیان فرمایا پھر کشاف مین لکھا ہے کہ ورود سے داخل ہونا
مراد ہے جیسی کہ جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت نے فرمایا کوئی بھلا اور برا نہین کہ دوزخ مین
نجاویگا پر مسلمانون پر برد و سلام ہوگی جیسی ابراہیم پر ہوئی اور یہہ اُولٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْن
کی منافی نہین ہے کیونکہ بعد سے مراد یہہ ہے کہ عذاب نہین پاوینگے یا یہ کہ مراد اُس سے دنیا ہے
اُنکے بدنین تپ ہوتی تھی جیسی مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تپ حصہ نار کا ہے
ہر مومن کو یا مراد ہے صراط ممدود پر جانا یا ابن مسعود اور حسن اور قتادہ سے روایت ہے
خلاصہ یہ ہے کہ اس آیۃ سے صراط پر گذرنا بوجھا گیا اور صراط ایک پل ہے دوزخ کے پیٹھ پر پہنچا
جنت کے نیچے بال سے باریک تلوار سے تیز جو شرک سے بچا ہے وہ اُس سے نجات پاویگا اور جنت مین
جاویگا جو کافر ہوگا اُس سے پہسل کر دوزخ مین گریگا **فصل** حوض کوثر کا بیان ہے

قولہ تعالی إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

ت ہم نے دی تجھکو کوثر سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر بیشک جو بیری ہے تیرا وہی رہا
پیچھا **کشاف** موضح القرآن مین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ کوثر نام ہے ایک نہر کا بہشت مین اُسکا
پانی دودہ سی سفید اور شہد سے میٹھا اور برف سی ٹھنڈا اور مکھن سی نرم دو لو کنارے اُسکی
زبرجد کی اور خوشبو تیز مشک سی اور اُسپر خیمے ہین یاقوت اور زبرجد اور موتی کے اور اُسپر
سبز جانور ہین جو کوئی ایکبار پئے ساری عمر پیاس اُسکے نہ لگے اُسکا پانی ایک حوض مین بہتا ہے
محشر مین دو پرنالی گرتے ہین ایک سونیکا ایک روپے کا حوض چوڑا ہے دو دو مہینے

بیچ بیان حوض کوثر

کنارہ چار طرف سے پہونچی اُسکی ایک فرسخ سے تھوڑی سی پونچی اور سونیکی اُور کنارے پر تھوڑے
بیٹھا ایک ایک موتی کے اندر سے خالی جوہر مین آنکہون سے تیرتے مین سینکڑون روشن کے
ستنے تھا نہ کہ تاب سے حضرت اور اُنکے یا دُن اکہڑ سے مین اتنے پہونچتا جاتی ہے بیچو ما
جا پہنچی سکا پانی پیا پھر ساری عمر حضرت کی پیاس نگئی اور اپنی گرد مین یا ملا من میرا یا
جو نہ پہنچا اُسپر افسوس فرماتی حضرت پر ضرور تہی اور امت مین مالداری پر آور کافر کہتے تھے
اُس شخص کے بیٹا نہین زندگی تک ہے کا نام ہے پیچھے کون نام لیگا سو اُنکا نام روشن ہے
قیامت تک اُس کافر کو کوئی نہین جانتا فصل یاس کا ایمان قبول نہوگا قوله تعالیٰ
إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ
يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ
السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ
يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا توبہ قبول کرنی
اللہ کو ضرور سو اُنکی جو عمل کرتے ہین برا نادانی سے پھر توبہ کرتے ہین شتاب سے تو اُنکو اللہ معاف
کرتا ہے اور اللہ سب جانتا حکمت والا اور اُنکی توبہ نہین جو کئے جاتے ہین برے کام جب تک سامنے
آئے کسیکو موت تب کہنے لگا مین نے توبہ کی اب اور نہ اُنکو جو مرتے ہین کفر مین اُنکے واسطے
ہم نے تیار کر رکھی ہے مار دکھ والی ف اکلیل مین ہے کہ ان دونون آیتون مین بیان ہے اسکا کہ جب تک
آدمی موت کے غرغرہ کو نہ پہنچے اور ملائکہ کو نہ دیکھے توبہ قبول ہوتی ہے پھر جب یہ وقت
آیا توبہ قبول ہے نہ ایمان اور تفسیر احمدی مین ہے امام زاہد کہ یاس کے وقت کافر کا ایمان بالاتفاق

مقبول نہین پر عاصی کی توبہ اگر اللہ چاہے تو قبول کرے

اور یہ جو ہے کہ اعتبار ایمان اور کفر کا خاتمہ پر ہے

در پے ہوئے شخصون کی اسوقت اختیار کرتا ہے کفر کو اور جاری کرتا ہے

کرتا ہے اپنے دل مین ان چیزون کو کہ سابق تھے مین ایمان کو اور

ہی ڈوبتے وقت مقبول نہین ہوا اسلئے کہ توبہ کا وقت

صوفیہ مین سے بعضے فرعون کے قبول ایمان کے قائل ہین اور بعضے علما متاخرین

پیرو ہین پر علما راسخین نے انکی سرشکنی کی اس مختصر مین اسکی گنجائش نہین فصل شرک

بخشنے نجانے کا بیان قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ

ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ف تحقیق اللہ

نہین بخشتا یہہ کہ اسکا شریک کیجے اور بخشتا ہے اسکے سوا جسکو چاہے اور جسنے شریک ٹھہرایا

اللہ کا اسنے بڑا طوفان باندھا ف مدارک مین ہے کہ حضرت علی فرماتے ہین کہ سارے قرآن مین

مجھکو یہ آیۃ بہت محبوب ہے اور معنی اس آیۃ کی یہہ ہین کہ جو کوئی شرک پر مرا اسکی بخشش

نہین اور جو گنہگار ہے گناہ اسکے کبیرہ ہون یا صغیرہ اللہ چاہے تو بے توبہ بھی بخشے ف اور تفسیر

احمدی مین ہے کہ یہ مضمون اسی سورہ مین دو مقام مین ہے ایک یہہ جو مذکور ہوا دوسرا وَمَنْ

یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا پہلے کا شان نزول معالم مین دوسرے کا

یہہ ہے کہ ایک پیر نے حضرت کے پاس آکر عرض کی کہ مین گناہون مین ڈوبا ہون مگر جب سے

اللہ کو پہچانا اور اسکا ایمان لایا شرک نہین کیا اور سوا اسکے کسیکو معبود نہین پکڑا اور گناہ

دنی

نہیں کیا اور اللہ کو عاجز نہیں سمجھا اب مین نادم ہون اور تائب میرا حال کیا ہوگا یہ آیتین
ان دونوں سے معلوم ہوا کہ شرک بغیر توبہ کے مغفور نہین اور اسکے سوا اور گناہ ہون پر چاہے
عذاب کرے اور چاہے بخشے اور جو شرک اور گناہ ہون توبہ کرے تو وہ مغفور ہے یہ مذہب اہل
سنت کا **فصل** اولی الامر کی اطاعت کا بیان **قوله تعالى** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ
تَأْوِيلًا **ف** اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم رسول کا اور جو اختیار والے ہین تم مین پھر اگر جھگڑ پڑو
کسی چیز مین تو اسکو رجوع کرو طرف اللہ کے اور رسول کے اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر
یہ خوب ہے اور بہتر تحقیق کرنا **ف** موضح القرآن مین ہے کہ اختیار والے بادشاہ اور قاضی اور
جو کسی کام پر مقرر ہو اسکے حکم پر چلنا ضرور ہے جبتک وہ خلاف خدا اور رسول کے حکم نکرے
اگر صریح خلاف کرے تو وہ حکم نہ مانے اگر دو مسلمان جھگڑتے ہین ایک نے کہا چل شرع مین رجوع
کرین دوسرے نے کہا مین شرع نہین سمجھتا یا مجھے شرع سے کام نہین وہ بیشک کافر ہوا اور
تفسیر احمدی مین ہے کہ اولی الامر سے مسلمانونکے امراء اور خلفا مراد ہین یا سرایا کے امراء اور بعضون کے نزدیک
علما ہین اور حق یہہ ہے کہ اولی الامر وہ ہے کہ جو حکم رکھتا ہو امام یا امیر بادشاہ یا حاکم عالم یا مجتہد
قاضی یا مفتی اور جاننا چاہئے کہ خلافت کاملہ حضرت علی پر ختم ہوئی بخلاف خلافت ناقصہ کے
کہ وہ باقی تھی اور خلفاء عباسیہ مین بھی تھی اور امامت شرطونکی کم ہونے سے اس زمانے
مین باقی نہی ہے کیونکہ اونکی شرط یہہ ہے کہ امام قریشی ہو وہ بالفعل اکثر مقام مین پایا نہین جاتا

پر سلطنت اور امارت باقی ہے انکی اتباع ہمپر اولی الامر ہونے کے سبب چاہیے نہ اس اعتبار سے کہ وہ خلیفہ اور امام ہین **فصل حجت اجماع اور اسکی فضیلت کا بیان**

قوله تعالیٰ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا **ف** اور اسیطرح کیا ہم نے تمکو امت معتدل کہ تم ہو بتانے والے لوگون پر اور رسول ہو تم پر بتلانے والا **ف** اکلیل مین ہے کہ اس آیت سے اس امت کی فضیلت سب امتون پر اور حجت ہونا اس امت کی اجماع کا مستنبط ہوا **قوله تعالیٰ**

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا **ف** اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کھل چکی اسپر راہ کی بات اور چلے سب مسلمانون کے راہ سے سوا ہم اسکو حوالہ کرین وہی طرف جو اسنے پکڑی اور ڈالین اسکو دوزخ مین اور بہت بری جگہ پہنچا **ف** موضح القرآن مین ہے کہ رسول نے فرمایا کہ اللہ کا ہاتھ ہے مسلمانونکی جماعت پر جسنے جدی راہ پکڑی وہ جا پڑا دوزخ مین جس بات پر امت کا اجماع ہوا وہی اللہ کی مرضی ہے اور منکر ہو تو دوزخی ہے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اجماع بھی مثل کتاب اور سنت کی حجت قطعی ہے منکر اسکا کافر اجماع والے وہ ہین کہ مجتہد ہون اور فسق اور ہوا نرکھتے ہون بعضون نے کہا صحابہ کے سوا اورونکا اجماع نہین اور بعضون نے کہا رسول کے عترۃ کے سوا اور کسیکا نہین اور بعضے اہل مدینہ کی تخصیص رکھتے ہین اسمین کلام بہت اصول فقہ مین مذکور ہے **فصل قیاس کا بیان** **قوله تعالیٰ** هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ

اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ
لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ
وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ت وہی جسنے نکال دئے جو منکر تھے
کتاب والے مومنین سی اُنکے گھروں سے پہلی ہی بھیڑ ہوتے ہی تم نہ اٹکلتے تھے کہ وہ نکلینگے اور وہ خیال
رکھتے تھے کہ انکا بچاؤ ہے اُنکے قلعے اللہ کے ہاتھ سی پھر پہنچا اُن پر اللہ جہاں سے انکو خیال نہ تھا
اور ڈالے اُنکے دلمین دھاک اُجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھون اور مسلمانون کے ہاتھون
سو دہشت مانو اے آنکھ والو ف اکلیل مین ہے کہ اس آیہ سی دلیل پکڑتے ہین قیاس کے حجت ہونے پر
اور اسپر کہ قیاس مجتہدونکو فرض کفایہ ہے کیونکہ اعتبار کہتے ہین ایک چیز کو ایک چیز پر
قیاس کرنیکو **فصل** ازواج کے مناقب کا بیان ہے **قوله تعالى** يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ
مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ
قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَّقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ
الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ت اے نبی کی عورتو تم نہین ہو جیسی ہر کوئی
عورتین اگر تم ڈر رکھو سو تم دب کر نبولو بات پھر لالچ کرے کوئی جسکے دلمین روگ ہے اور کہو بات
معقول اور قرار پکڑو اپنے گھرونمین اور دکھاتی نہ پھرو جیسا دکھانا دستور تھا پہلے وقت نادانی
کے اور کھڑی رکھو نماز اور دیتی رہو زکوٰۃ اور اطاعت مین رہو اللہ کے اور اسکے رسول کے
اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سی گندی باتین اس گھر والو اور ستھرا کر دے تمکو ایک ستھرائی سے

بیچ بیان مناقب ازواج پیغمبر

ف اکلیل مین ہے کہ ظاہر آیۃ سی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے ازواج سب بیٹیون سے
مطلقاً افضل ہین حتی کہ مریمؑ اور حضرت کے لڑکیون سی بہی تفسیر احمدی مین لکہا ہے کہ اہل سنت
ہین کہ عائشہ افضل ہین فاطمہ سی برابر اور ازواج کو حضرت فاطمہ پر فضیلت نہین اور ایک
حاشیہ منہیہ مین ہے کہ سوائے عائشہ اور خدیجہ اور ازواج کا فضل حضرت فاطمہ پر علما مین ثبوت نہین
اور محققین اہل سنت کہتے ہین کہ خدیجہ سب ازواج سی افضل ہین پہر تفسیر احمدی مین لکہا ہے کہ یہ آیت
کی ازواج اور اہل بیت کے فضل مین ہے اہل بیت کے مراد مین اختلاف ہے عکرمہ سے روایت ہے کہ حضرت
ازواج مراد ہین یہ جمہور کا مذہب ہے اور عائشہ اور ام سلمہ اور ابی سعید خدری اور انس بن مالک سے
روایت ہے کہ فاطمہ اور علی اور حسین رضی اللہ عنہم مراد ہین اور منصور ماتریدی کا قول ہے
کہ یہ آیۃ عام ہے آپکے سب ازواج اور اولاد کو کسی پر مخصوص نہین فصل صحابہ کے فضل کا بیان

قولہ تعالی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ
شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

ف محمد رسول اللہ کا اور جو کوئی اسکے ساتہہ ہین زور آور ہین کافرون پر نرم دل ہین آپسمین
تو دیکہے انکو رکوع مین اور سجدہ مین ڈہونڈتے ہین اللہ کا فضل اور اسکی خوشی پانا انکا نشان
منہہ پر ہے سجدہ کے اثر سی یہہ کہاوت ہے انکے توریت مین اور کہاوت انکے انجیل مین جیسی

کہیتی نے نکالا اپنا پٹہا پہر اسکی کمر مضبوط کی پہر موٹا ہوا پہر کہڑا ہوا اپنے نال پر خوش لگتا
کہیتی والے کو تا جلاوے ان سے کافرون کا وعدہ دیا اللہ نے انمین سے جو یقین لائے ہین اور کئے نیکیان
کام معافی کا اور بڑے نیگ کا ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اگرچہ یہ آیہ ساری صحابہ کے فضائل مین
نص ہے کسیکو تخصیص نہین پر مفسرون نے خلفاء اربعہ کے خصوصیت کا اشارہ کیا ہے وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ
سے حضرت ابوبکر صدیق اور اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے حضرت عمر اور رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ سے عثمان
ذوالنورین اور تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے حضرت علی مرتضی مراد ہین اور لِيَغِيْظَ بِهِمُ
الْكُفَّارَ سے اشارہ ہے کہ مبغض انکا کافر ہے صحابہ کے فضائل قرآن مین بہت سی آیتین ہین پر ان مین
خلفاء اربعہ کا ذکر ترتیب سے نہ تہا اسلئے اس آیۃ کی تفسیر اختیار کی سورہ حج مین ہے اَلَّذِيْنَ اِنْ
(وہ لوگ کہ اگر)
مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ الآیۃ مفسرون نے کہا ہے کہ اس سے مراد خلفاء اربعہ
(ہم انکو مقدور دیں ملک مین کہڑی کرین نماز الخ)
ہین سورہ نور مین فرمایا وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الآیۃ خلفاء اربعہ اس سے بہی مراد ہین سارے
(وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین الخ)
صحابہ قرآن اور حدیث مین ممدوح ہین سبکا ذکر بخیر چاہئے اور جو ائمہ اور اتقیا اور اولیا اور
صلحا کو ثواب کی امید ہے اس سے زیادہ صحابہ کو رضی اللہ عنہم اجمعین **فصل** شیخین کی خلافت
کا بیان ہے **قوله تعالى** قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ
بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا
وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ت کہدے پیچہے رہگئے
گنوارونکو آگے تمکو بلاوینگے ایک لوگون پر بڑی سخت لڑوتی تم انسے لڑوگے یا وہ مسلمان ہونگے
پہر اگر حکم مانوگے دیگا تمکو اللہ نیگ اچہا اور اگر پلٹ جاؤگے جیسے پلٹ گئے پہلی بار دیگا تمکو

ایک دُکھ کی مار ف مُخلَّفین سے مراد غفار اور مزینہ اور جہنیہ اور اسلم وغیرہ ہیں اور یا
باس شدید سے مراد بنی حنیفہ ہیں مسیلمہ کذاب کی قوم اور جو مرتد ہوئے تھے حضرت کے بعد پس یہ آیت
دو باتوں پر دلیل ہے ایک یہ کہ عرب کے مشرکوں اور مرتدوں سے جزیہ مقبول نہیں بلکہ ان سے یا اسلام
یا سیف بخلاف اہل کتاب کے اور عجم والے مشرک کہ ان سے جزیہ قبول ہے دوسری یہ آیت حضرت
ابوبکر صدیق رضی کی خلافت کیونکہ سوا انکے اسوقت میں اور داعی نہتا اور یہ جو آیت ہے کہ اولی
باس شدید سے مراد فارس اور روم ہیں اس صورتمین فقط حضرت عمر رضی کی خلافت پر دلالت
ہے کیونکہ اسوقتمین فقط داعی وہی تھے **فصل** بیچ بیان اسکا ہے کہ بہتر فرقوں میں سے ایک جنتی اور باقی
دوزخی **قوله تعالی** وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ف اور کہا یہ راہ ہے
میری سیدھی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہیں پھر تمکو ہٹا دینگی اسکی راہ سے یہ کہدیا ہے تمکو تا
تم بچتے رہو **ف** اگرچہ ظاہر آیت سے فرق معروفہ کے اثبات پر کوئی دلیل نہیں ہے پر دارمی نے
ہے کہ حضرت نے ایک خط سیدھا کہینچا اور فرمایا کہ راہ سیدھی ہے اسپر چلو پھر اس خط کے ہر طرف
چھہ خط کج کھینچے اور فرمایا اور راہیں ہیں ہر راہ میں شیطان طرف اپنی کہینچتا ہے اسکے پیچھے اور
یہ آیت پڑھی پھر چھہ راہوں مین بارہ بارہ راہیں ہوئیں تو بہتر فرقے ہوئے اور حدیث میں ہے کہ میری
امت بہتر گروہ ہو گی انمیں سے ایک نجات پاویگا اور سب ہلاک ہوینگے اگرچہ ہر کوئی
اپنے کو ناجی جانتا ہے پر تحقیق وہ ہے کہ جو صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین کے پیرو ہیں ابن عباس
ہے کہ جسمیں دس خصلتیں ہوں وہ ناجی ہے تفضیل الشیخین وتوقیر الختنین وتعظیم القبلتین والصلوة

بیچ بیان ناجی اور ناری کے یعنی بہتر فرقوں سے

نماز جنازہ تین والصلوۃ خلف الامامین وترک الخروج علی الامامین والمسح علی الخفین والقول بالتقدیر والامساک عن الشہادتین وادا الفرضیتین یعنی ابو بکر اور عمر کو افضل جاننا اور عثمان اور علی کی توقیر کرنی بیت المقدس اور کعبہ کی تعظیم کرنی فاسق اور صالح کے جنازہ پر نماز پڑھنی فاسق اور صالح کے پیچھے نماز پڑھنی بادشاہ جابر یا عادل سے خروج نکرنا دونو موزہ پر سفر و حضر میں مسح کرنا خیر اور شر کو تقدیر الله سے جاننا کسیکو جنتی اور دوزخی بعینہ نکہنا جنکو بشارت جنت کی ہے جیسے عشرہ مبشرہ اور حضرت بطین اور غیر انکے بلکہ یون کہا جائے کہ سب مسلمان بہشت پاوینگے اور سب کافر دوزخ مین جاوینگے اور نماز فرضیہ اور زکوۃ کو ادا کرنا یہ خلاصہ ہے تفسیر احمدی کا اور سب مذہبونکی تفصیل اکثر رسالونمین موجود ہے طول کے لئے یہان مذکور نکیا **فصل میثاق کے حق کا بیان** **قوله تعالی**

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ

ف جب وقت نکالے تیرے رب نے آدم کے بیٹون سے پیٹ مین سے انکی اولاد اور اقرار کروایا انسے انکی جان پر کیا مین نہین ہون رب تمہارا بولے ہم البتہ قائل ہین کبھی قیامت کے دن بولو اسکی خبر نتھی یا کہو کہ شرک تو نکالا ہمارے باپ دادون نے پہلے اور ہم ہوئے اولاد انکی پیچھے تو ہمکو کیون ہلاک کرتا ہے ایک کام پر کہ کیا خطا والون نے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ ابن عباس نے کہا ہے کہ الله نے آدم کے پیٹ سے اسکی اولاد کو ظاہر کر کے دکھلایا چیونٹی کی شکل مین اور انکو عقل دی اور فرمایا یہ تیری اولاد ہین ان سے عہد لیتا ہون اپنی عبادت کا اور یہ جنت

جانے سے پیدا ہوا ہے ملکی اور طائف کے بیچ مین اور بعضون نے کہا ہے [illegible]
اور بعضون نے کہا کہ جنت مین خلاصہ یہ ہے کہ جسنے میثاق لیا اور جسنے [illegible]
اُسکا ایمان لایا یعنی اقرار مین ثابت رہا اسکو ثواب ملیگا اسیطرح سے اور جو کوئی [illegible]
خلاف کیا اُسپر عذاب ہوگا اور بعضون نے کہا کہ جب اللہ نے الست بربکم فرمایا [illegible]
اُنہین پہلی صف نے زبان اور دل سے اقرار کیا وہ وہ لوگ ہین کہ جنکی ولادت اور موت دونو
سعادت پر ہوئی جیسے حضرت علیؓ اور فاطمہؓ دوسری صف نے فقط دل سے اقرار کیا وہ وہ لوگ ہین
جنکی فقط موت سعادت پر ہوئی جیسے حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ تیسری صف نے فقط زبان
سے اقرار کیا وہ وہ لوگ ہین کہ جو پیدائش مین سعید ہوے اور مرنے پر شقی ہوے جیسے ابلیس اور بلعم
چوتھی صف نے کچھ اقرار نہین کیا وہ وہ لوگ ہین کہ جنکی پیدائش اور مرگ دونو شقاوت پر ہوا
جیسے فرعون اور ابوجہل **فصل** اللہ سے نڈر رہنے کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ
فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ **ف** کیا نڈر ہوگئے اللہ کی داؤن سے سو نڈر نہین ہوتے
اللہ کے داؤ سے مگر جو لوگ خراب ہونگے **ف** اکلیل مین ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ
اللہ کے مکر سے نڈر رہنا گناہ کبیرہ ہے تفسیر احمدی مین ہے کہ مراد اللہ کے مکر سے سبب پکڑ عذاب
کرنا خدا کا اور ہلاک کرنا اسکا غفلت مین ہے اور جسطرح اللہ کے مکر سے نڈر رہنا کفر ہے ویسا ہی
اللہ کے رحمت سے نا امید ہونا کفر ہے **فصل** شریعت کے استہزا کرنیکا بیان ہے **قولہ تعالیٰ**
وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ
كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَائِفَةٍ مِّنكُمْ

قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ف اور جو تو اُسے پوچھے تو کہیں ہم تو بول
چال کرتے تھے اور کھیل ہوتا کہہ کیا اللہ اور اس کے کلام اور رسول سے ٹھٹھے کرتے تھے بہانے مت بناؤ
کافر ہو گئے ایمان لا کر اگر ہم معاف کریں گے تم میں سے بعضوں کو البتہ عذاب دیں گے بعضوں کو اس سبب کہ وہ
گنہگار تھے ف تفسیر احمدی میں ہے کہ یہ منافق حضرت کے ساتھ غزوۂ تبوک میں تھے
اور کہتے تھے کہ دیکھو اس مرد کو چاہتا ہے فتح کرے شام کے قلعے کیا عقل ہے پھر پیغمبر کو خبر دی
اللہ نے اس بات کی پس بلایا آپ نے انکو اور فرمایا کہ تم نے ایسا ایسا کہا تھا تو انہوں نے انکار
کیا اور قسم کھائی کہ ہم تو یوں ہی باتیں کرتے تھے اور ہمارے ساتھیوں نے ایسا نہیں کہا بلکہ ہم تو ہنسی
ٹھٹھے میں تھے پھر یہ آیت اتری فصل تکلیف ما لا یطاق کا بیان ہے قولہ تعالی لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا
اَوْ اَخْطَاْنَا ف اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اس کی گنجائش ہو اسی کو ملتا ہے
جو کمایا اسی پر پڑتا ہے جو کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ اگر ہم بھولیں یا چوکیں ف اکلیل میں ہے
کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو تکلیف آدمی کے گنجائش میں نہیں ہے منع ہے جیسے اجتماع ضدین
کے تکلیف دینی یا اندھے کو دیکھنے کی یا اپاہج کو اڑنے کی یا بیمار کو نماز میں کھڑے ہونے کی
یا بے پانی وضو کی تکلیف دینی اور تفسیر احمدی میں ہے کہ یہی ہے مذہب اہل سنت کا
اور مدارک میں ہے کہ لا تؤاخذنا سے یوں پایا جاتا ہے کہ نسیان اور خطا سے مواخذہ جائز ہے اور نہیں
تو سوال ساتھ عدم مواخذہ کے جائز نہ ہوتا فصل علم کے چھپانے کا بیان ہے قولہ تعالی
وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ

وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝

اقرار لیا کتاب والونسے کہ اسکو بیان کروگے لوگون پاس اور نہ چھپاؤگے پھر پھینک دیا انہون

اپنے پیٹھ کے پیچھے اور خرید کیا اسکے بدلے تھوڑا سو کیا بری خرید کرتے ہین ف

مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عالمون پر علم کا شائع کرنا واجب ہے کسی غرض فاسد

اور نفع کے لئے یا بخل سے یا اذیت دفع کے لئے اسکا چھپانا بیجا اور تفسیر احمدی مین ہے

معلوم ہوا کہ عالمون پر اور عامی پر عمل اسکے موافق واجب ہے اور یہ نکالا کہ خبر واحد عمل

فصل امر کے واجب ہونیکا بیان ہے **قوله تعالى** لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ

كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ

يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ت مت ٹھہراؤ

بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اسکے جو بلاتا ہے تم مین ایک کو ایک اللہ جانتا ہے ان لوگونکو تم مین

جو سٹک جاتے ہین آنکھ بچا کر سو ڈرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے ہین اسکے حکم کا کہ پڑے انپر

خرابی یا پہنچے انکو دکھ کی مار ف تفسیر احمدی مین ہے کہ بعضے عالمون نے اس سے استدلال

کیا ہے کہ امر مطلق وجوب کا مقتضی ہے اور سورہ احزاب مین بھی ایک آیہ ہے کہ امر کے وجوب پر

دلالت کرتی ہے اکلیل مین ہے کہ اس سے حضرت کو نام سے پکارنا حرام بوجھا گیا چاہئے کہنا یا رسول اللہ

یا نبی اللہ یہ حکم استمراری ہے **فصل** وحی کے تفصیل کا بیان ہے **قوله تعالى** وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ

اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ

مَا يَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ ت اور کسی آدمی کی حد نہین کہ اس سے باتین کرے اللہ مگر

استارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا پہنچے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچاوے اسکے حکم سے
جو چاہے وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا ف روی ہے کہ یہود حضرت سے کہتے تھے کہ تم کیون
نہین اللہ سے بلا واسطہ کلام کرتے اور نہین دیکھتے ہو اگر ہو تم نبی سچے تب یہ آیت آئی اور امام احمد نے
کہا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ تم سے یون نہین کہہ دیتا کہ محمد اللہ کا رسول ہے تب حکم آیا کہ خدا
ہر آدمی سے باتین نہین کرتا مگر اپنے بندوں خالص سے تین وجہون مذکور سے اول وحی کہ مراد
اُس سے جلدی کی بات ہے کہ ملادے بیچ دل مین یا شے اور روبرو ہو جیسے حضرت کے تئین شب معراج مین یا پردہ
کے پیچھے جیسے حضرت موسیٰ کو لیکن یہان مراد پہلی معنیٰ مین یا مراد وحی سے الہام جیسے حضرت
ابراہیم کو تھا دوسرے پردہ کے پیچھے اور اُس سے آواز غیب مراد ہے جیسے ہمارے پیغمبر کے تئین شب
معراج مین تھا کہ آپکے اور اللہ کے درمیان پردے تئین سو اور موتی کے اُنین مسافت ستر برس
کی تھی اور پیغام پہنچنے سے جبرئیل کا پیغام لانا مراد ہے فخر الاسلام کے کلام مین مذکور ہے کہ وحی
دو ہو وحی مین ظاہر اور باطن ظاہر یہ ہو کہ فرشتے کی زبان سے یا اُسکے اشارے سے یا الہام سے ثابت ہو
باطن وہ ہو اجتہاد سے یا خواب اور ہاتف اور مشافہہ کا بیان نکیا اسلئے کہ خواب الہام مین
داخل ہے اور ہاتف اور مشافہہ اب دار دنیا مین نہین ہوتا یہہ خلاصہ ہے تفسیر احمدی کا **فصل**
جن کے ایمان کی نفع کا بیان ہے **قوله تعالیٰ** وَاِذْ صَرَفْنَا اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ
الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ قَالُوْا
يَا قَوْمَنَا اِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْ اِلَى
الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يَا قَوْمَنَا اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ

وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ اَلِيمٍ ۝ ف اور جب متوجہ کر دیے ہم نے تیری طرف کئی
لوگ جنون میں سے سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچے بولے چپ رہو پھر جب تمام ہوا
اُلٹے گئے اپنی قوم کو ڈر سناتے بولے اے قوم ہماری ہم نے سنی ایک کتاب جو اتری ہے موسیٰ کے
بعد سچا کرتی سب اگلوں کو سمجھاتی سچا دین اور ایک راہ سیدھی اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانے
والے کو اور اسپر یقین لاؤ کہ بخشے تمکو کچھ تمہارے گناہ اور بچاوے تمکو ایک دکھ کی مار سے
ف موضح القرآن میں ہے کہ حضرت نکلے تھے حج کے دنوں میں شہر مکہ سے باہر فجر میں پڑھتے
اپنے یاروں سے کہ تھے اسوقت کتنے جن سن گئے اور مسلمان ہوئے اور اپنی قوم کو جا سنایا
حضرت نہیں سے ملے پھر بہت لوگ مسلمان ہو کر ایک رات مکہ کے باہر آئے حضرت ان سے
باہر گئے سب نے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا۔ سورہ جن میں انکی باتیں مفصل ہیں تفسیر احمدی میں
ہے کہ جن بھی کافر ہیں اور مومن کافروں کو نار کا عذاب بالاتفاق ہے مومن میں اختلاف ہے
مالک اور ابن ابی لیلی اور ابو یوسف اور محمد کہتے ہیں جیسے مسلمان آدمیوں کو جنتمیں ثواب ملیگا
ویسے ہی جن مسلم کو بھی قاضی اور صاحب کشاف نے بھی اختیار کیا ہے اور ضحاک کہتے ہیں
کہ جن جنتمیں جاوینگے اور کھاوینگے اور پیوینگے یہی ہے مذہب اکثر کا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جنتمیں
آدمی نعمت کی لذت پاوینگے وہ ذکر اور تسبیح لذت پاوینگے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جنتمیں نہ
جاوینگے اسکے گرد ہوینگے اور امام اعظم فرماتے ہیں کہ ثواب انکو نہوگا ایمان انکو فقط آفت سے
بچا لیگا اکلیل میں ہے کہ ولوا الی قومهم منذرین سے نکلتا ہے کہ جن میں سے کوئی رسول نہیں ہوا رسول
ہونا انس میں مخصوص ہے انمیں ڈرانے والے البتہ ہوتے ہیں فصل قیامت کا علامات میں کا

بیان آیت قولہ تعالی هَل یَنظُرُونَ اِلَّا اَن تَاْتِیَهُمُ المَلٰئِکَةُ اَو یَاْتِیَ رَبُّکَ اَو
یَاْتِیَ بَعضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ یَومَ یَاْتِی بَعضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنفَعُ نَفسًا اِیمَانُهَا لَم تَکُن
اٰمَنَت مِن قَبلُ اَو کَسَبَت فِی اِیمَانِهَا خَیرًا۔ ترجمہ کاہیکی راہ دیکھتے ہین لوگ مگر یہی
کہ آوین اونپر فرشتے یا آوے تیرا رب یا آوے کوئی نشان تیرے رب کا جسدن آویگا ایک نشان تیرے
رب کا کام نہ آویگا ایمان لانا کسیکو جو پہلے ایمان نہ لایا تھا یا اپنے ایمان مین کچھ نیکی نہ کی ف
اس آیۃ مین بعض آیات ربک دوم مرتبہ جو آیا ہے اوس سے قیامت کے علامتین عموما مراد ہین دوسری
آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا خصوصا مراد ہے اور قیامت کے علامتین دو قسم ہین صغری اور کبری
صغری قیامت بہت ہین اور کبری دس ہین پانچ قرآن سے ثابت ہین وہ ہوان دابة الارض کا نکلنا اور
عیسی علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور یاجوج ماجوج کا نکلنا اور آفتاب کا طلوع ہونا مغرب سے اور پانچ حدیث
سے ثابت ہین دہنسنا اونکا مشرق مین اور مغرب مین اور جزیرہ عرب مین اور دجال کا ظاہر
ہونا اور دخان کا نکلنا سو اس آیۃ مین طلوع ہونیکا آفتاب کے مغرب سے بیان ہے اور باقی حال
اونکا تفسیر سے معلوم ہوگا اور جب آفتاب مغرب سے نکلیگا توبہ کا دروازہ بند ہوگا
جو کافر اپنے کفر سے یا مومن فاسق اپنے فسق سے توبہ کریگا قبول نہین اور صغری علامتونکا بیان
مولوی رفیع الدین صاحب نے رسالہ قیامت مین لکھا ہے حضرت علی سے روایت ہے کہ ملک کا
محصول لیا جانا اور زکوۃ دینے کو مثل تاوان کے سمجھنا اور امانت کو مثل غنیمت کے حلال سمجھنا
اور مرد کو عورت کی اطاعت کرنی اور ماکی نافرمانی کرنی اور باپ کو دور کہنا اور دنیا کے
دین کا علم سیکھنا اور جاہلون اور کمینے خلقونکا سردار ہونا اور رشوت لینا فقیرونکو کام ہونا ایذا کے

ورسی تعظیم کرنی رواج اور کثرت شراب خواری کی اور ناچنے والون اور راگ اور بازی
اور بہت ہونا زنا کا اور مسجدون مین لعب کرنا اور سلام کے بجای دشنام سی بازی کرنی اور
لونڈیونسی بہت اولاد ہونی اور نو دولتونکو سرداری ہونی اور مردون کو مردون سی شہوت
رانی کرنی اور عورتونکو عورتون سے اور مسلمانون پر کافرونکا ہجوم ہونا ہر طرف سی اور بہت
ہونا جھوٹھ کا اور دلون سی امانت اٹھ جانی اور فاسقونکا علم سیکھنا اور حیا کا دور ہونا
اور ظلم بہت ہونا یہان تک کہ امن باقی نرہے اور مذہبون باطلہ کا شایع ہونا جھوٹھ باتون
اور بدعتون کا رواج ہونی **قوله تعالی** قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ
رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا **ت** بولا یہ ایک مہر ہے میرے رب کی پھر جب آوے
وعدہ میرے ربکا گراوے اسکو ڈھاکر اور ہے وعدہ میرے ربکا سچا **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ یہ آیت ذوالقرنین
اور یاجوج ماجوج کے قصہ مین ہے یعنے جب قیامت آویگی یہ سد کہ ذوالقرنین نے بنائی تھی گر جاویگی
اور یاجوج ماجوج نکلینگے اور موضح القرآن مین ہے کہ حضرت کے وقت مین روپی برابر سوراخ
اسمین پڑ گیا اور حضرت عیسی کے وقت مین آنکے نکلنے کا وعدہ ہے دنیا کو لڑائی سے غارت
کرینگے آسمان پر تیر چلاوینگے وہ لوہو مین بھر آوینگے آخر حضرت عیسی کے بددعا کیا سے
سارے مر رہینگے **قوله تعالی** وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَاۗبَّةً مِّنَ
الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ **ت** اور جب پڑ چکیگی
انپر بات نکالینگے ہم انکے آگے ایک جانور زمین سے انسے باتین کریگا اسواسطے کہ لوگ ہماری
نشانیان یقین نکرتے تھے **ف** موضح القرآن مین ہے کہ قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکہ کا پھٹیگا

اُسمین سے ایک جانور نکلیگا لوگونسی باتین کریگا کہ اب قیامت نزدیک ہی اور سچے
ایمان والون کو اور جھوٹے منکرون کو جدا جدا کریگا نشان دیکر تفسیر احمدی مین ہی کہ ساٹھ
گز کا اسکا طول ہوگا کوئی بھاگنے والا اُس سے نہ بچیگا اور دوڑنے والا اسکو نپائیگا اُسکے
چار پاؤن ہونگے اور پر اور رونئین اور دو بازو منہہ آدمی کا سر گائی کا انکھہ سور کی کان
ہاتھی کے سینگ بارہ کے گردن شتر مرغ کی سینہ شیر کا رنگ چیتے کا کوکھین بلی کی دم
بہیڑ کی آواز نکالیگا تبہی جیسی اونٹنی صالح علیہ السلام کی آفتاب کیطرح سیر کریگا اور پورا نکلیگا
تین دن کے بعد اور مشہور یہ ہی کہ پہلے ہی پورا نکلیگا اور ہوگا اُسکے پاس موسیٰ کا عصا اور
انگوٹھی سلیمان کی مسلمانونکی چہرے کو عصا سے ملیگا کہ روشن ہونگے انگوٹھی کافرونکے منہہ مین
ملیگا منہہ اُنکے سیاہ ہونگے کسیکو نام لیکر نہ پکاریگا سفید رو کو کہیگا اے اہل جنت اور سیہ رو کو
کہیگا اے اہل نار **قولہ تعالیٰ** وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ
ت اور وہ نشانہ ہی اُس گھڑیکا سو اُسمین دہوکا نکرو اور میرا کہا مانو یہ ہی ایک سیدھی راہ
ف اس آیت سے حضرت عیسیٰ کا اُترنا آسمان سے قیامت کے قریب معلوم ہوا ایسے ہی ہی
اکلیل اور تفسیر احمدی مین اور بیضاوی مین ہی کہ حضرت عیسیٰ ارض مقدس کے ایک ثنیہ پر
کہ اُسکو افیق کہتے ہین اُترینگے آپکے ہاتھہ مین ایک حربہ ہوگا اُس سے قتل کرینگے
دجال کو پھر بیت المقدس مین آوینگے لوگ صبح کی نماز پڑھتے ہونگے امام مہدی پیچھے
ہٹ جاوینگے حضرت عیسیٰ انکو آگے کرینگے اور اُنکے پیچھے نماز پڑھینگے اور شریعت حضرت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر چلینگے پھر سورونکو مار ڈالینگے اور نصاریٰ کے چلیپا کو توڑینگے اور گرجا

پھر ونکو گراوینگے اور قتل کرینگے نصاریٰ کو مگر جو انہین سے ایمان لاویگا وہ بچےگا پھر تفسیر
احمدی مین ہے کہ حضرت عیسیٰ اُترنے کے بعد شادی کرینگے ایک لڑکا بھی ہوگا چالیس برس
رہینگے پھر وفات پاوینگے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ مین دفن ہونگے قیامت کو
ہمارے حضرت اور عیسیٰ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ ساتھی اٹھینگے **قوله تعالیٰ** فَارْتَقِبْ يَوْمَ
تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۙ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ رَّبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا
الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ **ت** سو تو راہ دیکھ جس دن کہ لاوے آسمان دھوان صریح جو گھیر لے لوگونکو
یہ ہے دکھ کی مار اے رب کھول دے ہم سے یہ آفت ہم یقین لاتے ہین **ف** اکلیل مین ہے کہ وہ
بھی قیامت کے علامتون سے ہے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ حضرت نے فرمایا دھوان بھرےگا مشرق
اور مغرب کے مابین کو چالیس دن رہیگا مسلمانون کو زکام سا ہوگا اور کافرونکو نشہ سا ہو
گا اور اُنکے نتھنون سے اور کانون سے اور پاخانہ کے جگہہ سے نکلیگا ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

کتاب الطہارۃ

وضو کا بیان ہے **قوله تعالیٰ** يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا
وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ
ت اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز کو تو دھولو اپنے منہہ اور ہاتھ کہنیون تک اور مل لو اپنے
سر کو اور پانون ٹخنون تک **ف** اکلیل مین ہے کہ زید بن سلمہ نے اذا قمتم کے تفسیر مین
کہا ہے اذا قمتم من النوم اس صورت مین لفظ قیام سے اشارہ ہے کہ جو کوئی بیٹھے بیٹھے ہو سو جاوے
وضو نہ ٹوٹے اور وامسحوا برؤسکم سے حنفیہ نے دلیل پکڑی ہے چوتھائی سر کی مسح پر کیونکہ

با ممسوح پر داخل ہے نہ آلہ پر امام مالک کہتے ہین کہ با زائدہ ہے مراد استیعاب ہے اور امام
شافعی کہتے ہین کہ با الصاق کے لئے ہے ایک یا دو بال کا مسح کفایت کرتا ہے اور ارجلکم مین
دو قراءت ہین نصب اور جر پہلی قراءت سے یہ مراد ہے کہ جب پاؤن مین موزے نہون
تب دھوو اور دوسری صورت سے یہ مراد ہے کہ جو پاؤن مین موزے پہنے ہو تو مسح کر
کیونکہ دو قراءت بمنزلہ دو حکم کے ہین اور بعضون نے اس سے دلیل پکڑی ترتیب کے وجوب پر
اور یہ آیہ دلیل ہے کہ وضو شرط ہے نماز کے صحت کے لئے بدون ارادہ نماز کے واجب
نہین ہوتا اور رد ہے اوسپر جو مضمضہ اور تسمیہ اور استنشاق کو واجب جانتا ہے اس حدیث سے
توضأ کما امرک اللہ تعالی کیونکہ قرآن مین سوا چار عضو کے اور مذکور نہین ہے اور رد ہے اوسپر جو آنکھہ
کی باطن کا غسل واجب کہتا ہے کیونکہ آنکھہ وجہ مین سے نہین ہے اور بعضون نے دلیل پکڑی ہے
لفظ الی سے کہ کہنیان اور ٹخنے غسل مین داخل نہین ہین کیونکہ غایہ خارج ہوتی ہے مغیا سے
اور جو اوسکے دخول کے قائل ہین وہ الی کو بمعنے مع کہتے ہین اور آیہ سے معلوم ہوا کہ عمامہ پر اور
خمار پر اور ان بالون پر جو سر سے بڑہ گئے مسح جائز نہین کیونکہ وہ سر مین داخل نہین ہین اور
سر کا دھونا بھی نہین جائز ہے اور تین بار دھونا عضو کا واجب نہین ہے کیونکہ امر تکرار پر
دلالت نہین کرتا اگر مامور نے مامور بہ کو ایکبار کیا ذمہ سے بری ہوا **فصل** وضو کے ٹوٹنے
کا بیان ہے **قولہ تعالی اَوْجَاءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَائِطِ** یا آیا ہے کوئی
شخص تم مین سے جائے ضرور سے **ف** اکلیل مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو آگے اور پیچھے سے
نکلے اوس سے وضو جاتا رہتا ہے **فصل** مس ذکر سے وضو نجانیکا بیان ہے ۞ ۞ ۞

قوله تعالیٰ والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین
وارصادا لمن حارب الله ورسوله من قبل ط ولیحلفن ان اردنا الا الحسنیٰ ط
والله یشهد انهم لکاذبون ۝ لا تقم فیه ابدا ط لمسجد اسس علی التقوی من
اول یوم احق ان تقوم فیه فیه رجال یحبون ان یتطهروا والله یحب
المطهرین ۝ ف اور جنہون نے بنائی ہی ایک مسجد ضد پر اور کفر پر اور پھوٹ ڈالنے
کو مسلمانون مین اور تہانگ اس شخص کی جو لڑ رہا ہی اللہ سے اور رسول سے آگے کا اور اب قسمین
کہاوینگے کہ بھلائی چاہتے تھے اور اللہ گواہ ہی کہ وہ جھوٹے ہین تو نہ کھڑا ہو اسمین کبھی جس
مسجد کی بنیاد دھری پرہیزگاری پر پہلے دن سے وہ لائق ہی کہ تو کھڑا ہو اسمین اسمین وہ
مرد ہین جنکو خوشی ہی پاک رہنے کی اور اللہ چاہتا ہی ستہرائی والونکو ف موضح القرآن
مین ہی کہ حضرت مکہ سے ہجرت کر آئے تو مدینہ سے باہر اترے ایک محلہ تھا بنی عمرو بن عوف کا
بعد چند روز کے شہر مین جا کر جگہ پکڑی اور مسجد نبوی تعمیر کی اس محلے مین جہان نماز پڑھتے تھے
وہان کے لوگون نے مسجد تیار کی اور جماعت قائم رہی مسجد قبا کر مشہور ہوئی حضرت
ہر ہفتے کے روز وہان جاتے اور نماز پڑھتے اس محلے مین بعضے منافقون نے چاہا کہ اور
مسجد بناوین پہلون کی ضد پر اور اپنی جماعت جدا ٹہراوین اور ایک راہب ابو عامر کہ اسلام
کے ضد سے نکل گیا تہا اسکو نفاق سے بلا کر وہان سردار و امام کرین حضرت سے چاہا کہ ایکبار
اول آپ وہان نماز پڑھین تو ہم جماعت قائم کرین حضرت کو انکی دغا معلوم نتھی وعدہ کیا کہ جنگ
تبوک سے ہم پہر آوینگے تو اول وہان نماز پڑھ کر شہر مین داخل ہونگے حقتعالی نے پہلے خبردار کر دیا

اور مسجد

اغلب

اور مسجد قبا کے لوگون کی تعریف کی اور مدارک مین ہے کہ حبیب اللہ تعالے نے خضر کو اس

حال سے مطلع کیا وحشی قاتل حمزہ و معد بن عدی وغیرہ کو بہیجا انہون نے اس مسجد ضرار کو گرا کر جلا

دیا اور مردار اور کوڑا بہر دیا اس آیت سے اگر چہ مستنبط کیا ہے کہ جو مسجد کے بنا مین ریا اور سمعہ اور

کوئی غرض اللہ کے سوا ہو یا مال خبیث سے بنی ہو وہ مسجد ضرار مین داخل ہے اس آیت سے کئی مسئلے

معلوم ہوئے ایک یہ کہ جو مسجد ریا اور سمعہ سے بنی اسمین نماز نہ چاہئے دوسری یہ کہ پانی سے استنجا کرنا

افضل ہے تیسری یہ کہ پہلے کلوخ سے استنجا کرنا چاہئے پہر پانی سے کیونکہ مسجد قبا والے ایسی ہی

کرتے تہے اسی لئے ممدوح خدا کے ہوئے چوتہی یہ کہ اصولیون نے لکہا ہے کہ ذکر کے چہونے سے وضو

نہین ٹوٹتا کیونکہ اللہ نے مستنجی بالماء کو طہارت سے وصف کیا اور استنجا کے حالت مین مس ذکر ضرور ہے

جو مس ذکر ناقض وضو ہوتا طہارت سے کیون موصوف ہوتے ایسا ہی اکلیل اور تفسیر احمدی مین

فصل غسل کا بیان ہے قولہ تعالےٰ وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا اور اگر تمکو

جنابت ہو تو خوب طرح پاک ہو **ف** جنابت کہتے ہین شہوت رانی کو وہ کئی طرح سے

ہوتی ہے ایک یہ کہ منی شہوت سے کود کر انزال ہو بیداری مین دوسری یہ کہ ایسی ہی ہو نیند مین

اسے فقہا احتلام کہتے ہین یا حشفہ کو قبل مین یا دبر مین داخل کیا اس صورت مین فاعل اور مفعول

یعنے جہان سے لڑکا پیدا ہو ۱۲ زیر پاخانہ کی جگہہ کو کہتے ہین ۱۲ سر ذکر ۱۲ [illegible]

دونون پر غسل واجب ہے اگرچہ منی باہر نہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب صورتین موجب ہین

غسل کے اور غسل مین تین فرض ہین منہہ مین پانی ڈالنا اور ناک مین اور سارا بدن دہونا

کیونکہ یہ صیغہ چاہتا ہے کہ طہارت کاملہ ہو پس واجب ہے منہہ اور ناک مین پانی ڈالنا اور

سارے بدن کا دہونا اور نہ آنکہونکی اندر ایسی ہی ہے تفسیر احمدی مین **فصل پانی کے طہارت کا**

[illegible] بیان غسل کا [illegible]

بیان ہے قولہ تعالیٰ اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ وَیُذْهِبَ عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ت جسوقت ڈال دے تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اُس سے تمکو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست اور محکم گرہ دے تمہارے دل پر اور ثابت کرے تمہارے قدم ف موضح القرآن میں ہے کہ جب دو لشکر مقابل ہوئے رات کو مسلمانون کو حاجت غسل ہوگئی اور پانی پینے کا بھی تھا اور زمین ریت تھی جہان پانو نہ ٹھہرین صبح کو لڑائی درپیش ہوئی یہ چیزین دیکھ کر مسلمان در کا تر ہتے تھے مین اُسوقت باران کامل برسا کہ غسل اور پیاس کو کافی ہوا اور زمین جم گئی اور ایک اونگھ آپڑی اُس سے چونکے تو دل کا خوف جاتا رہا اور اکلیل مین ہے کہ طہارت کی اصل پانی ہے احداث اور نجاسات مین اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیہ سے معلوم ہوا کہ آسمانکا پانی پاک کرنے والا ہے پس طاہر بھی ہے چنانچہ فرمایا حقتعالے نے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا

قولہ تعالیٰ وَهُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا لِّنُحْیِیَ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ کَثِیْرًا ت اور وہی ہے کہ جسنے چلائین باوین خوشخبری لانے والیان اسکی مہر کے آگے اور اُتارا ہم نے آسمان سے پانی ستھرائی کرنے کا کہ جلاوین اس سے مرے گئے دیس کو اور پلاوین اسکو اپنے بنانے مین بہت چوپایون اور آدمیونکو ف اس آیۃ سے بھی معلوم ہوا کہ آسمانکا پانی بہت پاک ہے اسکی طہارت جاتی نہین مگر جب کوئی نجاست اسمین ملجاے یا بدن

مین استعمال کرین قربت کے لئے خواہ کوئی وصف اُسکا متغیر ہو یا نہ ایسی ہی ہے تفسیر
احمدیہ مین کشاف سے **فصل** تیمم کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا
تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ
سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ
مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا
بِوُجُوْہِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا **ف** اے ایمان والو نزدیک نہو
نماز کے جب تم کو نشا ہو جبتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ جب جنابت مین ہو مگر
راہ چلتے ہوئے جبتک غسل کرلو اور اگر تم مریض ہو یا سفر مین یا آیا ہے کوئی شخص تم مین
جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتون سے پھر نہ پایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پھر ملو اپنے
منہہ کو اور ہاتھون کو اللہ ہے معاف کرنے والا بخشنے والا **ف** موضح القرآن مین ہے کہ پہلے حکم آیا تھا
کہ نشا مین نماز کے پاس نہ جاؤ یہ حکم جب تھا کہ نشا حرام نہوا تھا لیکن نماز سے مانع ٹھہرایا تھا
اور اب اگر نیند سے بیہوش ہو یا مرض سے کہ اپنے مونہہ کی لفظ نہ سمجھے تو اُس حالت کی
نماز درست نہین پھر قضا کرے پھر فرمایا کہ جنابت مین نماز کے پاس نجاؤ جبتک غسل
نکرو مگر راہ چلتے یعنے سفر مین کہ اُسکا حکم آگے ہے پھر فرمایا کہ اگر پانی کا عذر ہو اور طہارت
ضرور ہو تو زمین سے تیمم کرو پانی کا عذر تین صورت سے بتایا اور طہارت کا ضرور ہونا دو صورت سے
ایک صورت پانی عذر کی یہ کہ مریض ہو یا پانی ضرر کرتا ہے دوسرے یہ کہ سفر درپیش ہے
یا پانی پینے کو رکھا ہے آگے دور تک نہ ملیگا تیسرے یہ کہ پانی موجود ہے پہنچ نہین سکتے

ساتھ دو صورتین طہارت کے ضرورت کی فرمائین ایک یہ کہ شخص جاگے نیند سے یا
آیا وضو کی حاجت ہے دوسری یہ کہ عورت سے لگا غسل کی حاجت ہوئی اب تیمم کا طریق
ہے کہ زمین پاک پر دونو ہاتھ مارے پھر منھ کو مل لے تمام پھر دونو ہاتھ مارے پھر ہاتھوں کو
مل لے کہنی تک اور تفسیر احمدی مین ہے کہ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً سے سب تیمم کے
شرطین معلوم ہوئین جو تم پانی کے استعمال پر قادر نہو یا اسکے نہونے سے یا اسکے
دوری سے یا رسی اور ڈول گم ہونے سے یا اژدہا اور درندے اور دشمن کے ڈر سے
تو تیمم کرو اور تیمم قصد کو کہتے ہین اس مفہوم سے نیت کا فرض ہونا تیمم مین ثابت ہوا
یہ حکم بالاتفاق ہے اور صعید کہتے ہین روے زمین کو خواہ مٹی ہو خواہ اور کچھہ اس سے ابو حنیفہ
مٹی اور ریگ اور پتھر پر اگرچہ اسپر غبار بھی نہو تیمم درست رکھتے ہین مگر شرط ہے کہ طہارت
کامل ہو اسی پر ایک مسئلہ متفرع ہوتا ہے کہ جو زمین نجس سوکھہ جاے نماز اسمین پڑھے پر تیمم
نکرے اور تفرع کرنا تیمم کو پانی کے نملنے پر دلیل ہے کہ پانی کی طہارت اصل ہے اور تیمم عوض
ہے یہ بالاجماع ہے پر ہمارے نزدیک عوض مطلق ہے یعنے جسطرح پانی حدث کو زائل کرتا ہے
ویسے ہی تیمم بھی اس سے جایز رکھا ہے کہ ایک تیمم سے بہت نمازین پڑھے جبتک کہ تیمم نہ ٹوٹے
اور شافعی کے نزدیک عوض ضرورہ ہے یعنے اس سے نماز ہو جاتی ہے پر حدث حقیقتاً
باقی رہتا ہے اس سے ہر فرض کے لئے تیمم واجب کہتے ہین **قوله تعالى** وَاِنْ كُنْتُمْ
مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ
تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ت

اور اگر تم بیمار ہو یا سفر مین یا آیا ہی کوئی شخص تم مین جائے ضرور سے یا لگے ہو عورتونسی پہر نپایا پانی تو ارادہ کرو زمین پاک کا پہر ملو اپنے منہہ کو اور ہاتھونکو وہان سے **ف** اکلیل مین ہی کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ تیمم حدث اصغر اور حدث اکبر دونو سے ہوتا ہی اور فقط منہہ اور دونو ہاتھ کا ملنا چاہئے گو حدث اکبر سے بہی ہو اور تفسیر احمدیہ مین ہی کہ اگرچہ آیت سے تیمم ہاتہونکا بغلونتک معلوم ہوتا ہی مگرچہ تیمم خلیفہ وضو کا ہی اور وضو مین کہنیونکا دہونا واجب ہی یہان بہی ہاتھ کا پہیرنا کہنیون تک ضرور ہی اور اکلیل مین ہی کہ لَمْ تَجِدُوا مَآءً سے معلوم ہوا کہ پانی کا ڈہونڈہنا تیمم کے قبل واجب ہی تا اُسکا گم ہونا ثابت ہو اور پوچہا گیا کہ جو تہوڑا پانی کہ وضو کو کافی نہین ہی پایا تو استعمال کرنا واجب ہی کیونکہ اُسپر ثابت ہوتا ہی کہ وہ واجد الماء ہی اور شافعی کے نزدیک قبل وقت کے تیمم نچاہئے بدلیل اُسکے قول کے اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اور حنفیہ کے نزدیک درست ہی اور معلوم ہوا کہ اس سے فرض ساقط ہوجاتا ہی سفر اور حضر مین کیونکہ اللہ تعالے نے وجوب قضا کا ارشاد نہین کیا شرح وقایہ مین ہی کہ جو چیز زمین کے جنس سے ظاہر ہو اُس پر تیمم درست ہی جیسی مٹی اور ریت اور پتھر اور سرمہ اور ہرتال اور کہریا وغیرہ اور جو چاندی اور سونا گلا گیا ہو اُس پر درست نہین پر جو کہا نین گہولا ہوا نہو اور مٹی سے ملا ہو اُس پر درست ہی **فصل** حیض کا بیان ہی **قوله تعالے** يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ

الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ نِسَآءُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ف اور پوچھتے ہین تجہکو
حیض کا تو کہہ وہ گندگی ہے سو تم پرے رہو عورتون سے حیض کے وقت اور نزدیک ہوا ئنکے
جبتک پاک ہوویں پہر جب ستہرائی کرلین تو جاؤ ان پاس جہان سے حکم کیا تمکو اللہ نے
اللہ کو خوش آتے ہین توبہ کرنے والے اور خوش آتے ہین ستہرائی والے عورتین تمہاری کہیتی ہین
تمہاری سو جاؤ اپنی کہیتی مین جسطرح چاہو اور آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے اور ڈرتے
رہو اللہ سے اور جان رکہو کہ تمکو اسسے ملنا ہے اور خوشخبری سنا ایمان والونکو ف موضح
القرآن مین ہے کہ حیض کہتے ہین خون کو کہ جو عورتون کو عادت ہے اور خلاف عادت جو آوے
سو آزار ہے حکم ہوا کہ اسوقت پرے رہو عورت سے رسول خدا نے فرمایا کہ آزار سے آگے چلے
پہر جب پاک ہون تو جاوے جہان سے حکم فرمایا اللہ نے یعنے دوسری جگہہ جو ناپاک ہے
اسکا تو حکم کبہی نہین اور مدارک مین ہے کہ عرب حیض والی عورتونکے ساتھہ نہ کہاتے پیتے
نہ رہتے انکے ساتھہ اور مجوس کیطرح ثابت بن وحداح نے حضرت سے پوچھا کہ حیض مین عورتونسے
کیا معاملہ چاہئے تب یہ آیۃ آئی اور تفسیر بیضاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ ان عورتونسے صحبت
کرتے تھے بی ڈر ہوکر اور یہود انسے علیحدہ رہتے برابر مین اللہ نے حکم اعتزال کا بیچ مین افراط
اور تفریط کے فرمایا اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اجتناب کے حد مین ہمارے علما مختلف ہین شیخین کہتے
ہین کہ ناف کے نیچے سی زانو تک اجتناب چاہئے اور محمد کہتے ہین کہ فقط فرج کا موضع مراد ہے
حضرت عائشہ سی بہی یہی مروی ہے اور حَتّٰی یَطْهُرْنَ مین دو قرأتین ہین تخفیف اور تشدید

[illegible]

اور دو قرائتین بمنزلہ دو آیتون کے ہین دونو پر عمل واجب ہے پہلی قرات کو حمل کیا اسوقت پر
کہ دس دن کامل ہین کہ اکثر مدت ہے حیض کی اگر خون بند ہو پس اسوقت مین صحبت
کرنی درست ہے گو غسل نکیا ہو دوسری قرات کو حمل کیا اسوقت پر کہ دس دن سے کم مین خون بند ہوا
اسوقتمین جبتک غسل نکرے یا ایک وقت نماز کا گذر نجاوے گو خون موقوف ہو صحبت
نکرے کہ معنے أَنَّى شِئْتُمْ کی یہ ہین کہ اپنی کھیتی کرنیکی جگہہ مین خواہ کھڑی ہو عورت
خواہ لیٹی کروٹ پر خواہ اوندھی آؤ اور اسمین رد ہے یہود پر کہ جائز نہین رکھتے تھے عورتونکے
پاس آنا اوندھی ہونیکے حالمین اور کہتے تھے کہ یہ موؤدہ صغری ہے اور معالم التنزیل مین ہے
کہ حرث کے لفظ مین دلیل ہے اس بات پر کہ عورت سے لواطت حرام ہے اور خلاف ہے علما کا
بیچ اس بات کے کہ اگر لوطی اپنی عورت سے کفارہ دے یا استغفار اور توبہ کرے بعضے کفارہ واجب
(لوطی اسکو کہتے ہین کہ جو پیچھے سے آوے ۱۲)
کہتے ہین اور اکثر استغفار اور توبہ پر اکتفا کرتے ہین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اسی سبب سے فقہا نے لکھا ہے
کہ جو مرد اپنی عورت سے لواطت کا ارادہ کرے اور حیض مین صحبت چاہے اور وہ عورت اسکو
قتل کرے اسپر قصاص اور دیت کچھہ واجب نہین اور مستنبط ہوا کہ جو کسی نے نادانستہ
اس حالتمین صحبت کی اسکو توبہ واجب ہے ایک دینار کی بدون تصدق کے گناہ اسکا
نہین جاتا اور مستحب ہے کہ صحبت سے فقط شہوت رانی منظور نرکھے بلکہ لڑکا چاہنا غرض
رہے اور جب صحبت کا ارادہ کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے حصن حصین مین ہے کہ جب ارادہ
جماع کا کرے کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا
اور جب انزال منی ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيمَا رَزَقْتَنِي نَصِيبًا فصل

جنب وغیرہ کے مصحف چھونے کا بیان ہے **قولہ تعالی** فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ
الْعَظِيمِ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ
فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ **ت** سو بول پاکی اپنے رب کے نام
جو سب سے بڑا ہے سو مین قسم کہاتا ہون تارے ڈوبنے کی اور یہ قسم اگر سمجہو تو بڑی قسم ہے بیشک
یہ قرآن ہے عزت والا لکہا ہے چہپے کتاب مین اُسکو وہی چہوتے ہین جو پاک بنے ہین **ف**
اِس آیہ سے معلوم ہوا کہ رکوع مین سُبحان ربي العظيم پڑہنا مستحب ہے اور محدث اور جنب
اور حائض اور نفسا کو قرآن چہونا نچاہیئے پر ساتہہ غلاف علیحدہ کے اور محدث حافظ کو پڑہنا
قرآن کا جائز ہے اور ناظر کو نہین مگر قلم سے یا چہوری سے ورق گردانتا جا کراہت کے ساتہہ جائز ہے
اور لکہنا قرآن کا جنب اور حائض کو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اِس شرط پر کہ ورق
زمین یا رحل پر ہوں اُسکے زانو پر نہوں اور محمد کے نزدیک مطلقا جائز نہین الی آخرہ ہے
تفسیر احمدی مین **فصل** بچہونکے طاہر کرنیکا بیان ہے **قولہ تعالی** وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم
مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُم مِّن جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ
وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ وَمِنْ أَصْوَافِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا أَثَاثًا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ
وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّمَّا خَلَقَ ظِلَالًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْجِبَالِ أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ
تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ
ت اور اللہ نے بنا دیے تمکو تمہارے گہر بسنے کی جگہہ اور بنا دیے تمکو چوپاؤنکے کہال سے
ڈیرے جو ہلکے لگتے ہین تمکو جس دن سفر مین ہو اور جس دن گہر مین اور اُنکی اون سے اور بالون

اور بالون سی کتنی اسباب اور برتنی کی چیز ایک وقت تک اور اللہ نے بنا دی تمکو اپنی
بنائی چیزونکی چہانوین اور بنا دی تمکو پہاڑونمین چہپنے کی جاگہین اور بنا دیے تمکو کرتے
جو بچاؤ ہین گرمی کا اور کرتے جو بچاؤ ہین لڑائی کا اسیطرح پورا کرتا ہی اپنا احسان تم پر شاید
تم حکم مین آؤ **ف** اکلیل مین ہی کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ماکولات کا چمڑا اور اون
اور پشم اور بال جب زندگی مین کاٹے ہون یا بعد تزکیہ کے یعنے بسم اللہ کہکر ذبح کئے
جاوین سو طاہر ہین اور بعضون نے مطلقًا اسکو مباح کیا ہی گو غیر مزکاة بھی ہو اور تفسیر
احمدیہ مین ہی کہ یہ آیۃ دال ہی اوپر پہنی اون اور پشمینہ اور موینہ اور روئی اور زرہ کو ہمیشے
کی اور قبون اور خیمونکی استعمال پر شرح وقایہ مین ہی کہ مردے کے بال اور ہڈی اور پٹھے
اور سم اور سینگہہ اور آدمی کے بال اور ہڈی پاک ہی

کتاب الصلوة

قوله تعالی وَاَقِیمُوا الصَّلٰوةَ **ت** اور کہڑی کرو نماز **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی
کہ نماز اور زکوة کا فرض ہونا بدیہی ہی ہمارے دین مین دلیل کی حاجت نہین اور اللہ نے
اپنے کتاب مجید مین بارہا بیان اسکا فرمایا اور پنجگانہ نماز کو بھی کئی جگہہ ذکر کیا **قوله
تعالی** حَافِظُوا عَلَی الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی **ت** خبردار ہو نمازون سی
اور بیچ والی نماز سے **ف** تفسیر احمدیہ مین ہی کہ اس آیۃ سی سب نمازون کی فرضیت
عمومًا اور صلوة الوسطی کی خصوصًا معلوم ہوئی اور صلوة الوسطی کی تفسیر مین اختلاف ہی ابو حنیفہ کہا ہی کہ عصر کی نماز ہی
تو ثابت ہوا کہ اکابر صحابہ کا مثل حضرت عمر اور علی اور عائشہ اور ام سلمہ اور حفصہ اور ابن

مسعود ... کیونکہ مصحف حفصہ مین ہے والصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر اور جنگ

احزاب مین فرمایا جب کہ نماز عصر کی آپ سے فوت ہوئی تہ باز رکھا ہمکو صلوٰۃ الوسطیٰ

صلوٰۃ العصر سے اللہ انکے گھرون کو آگ سے بہرے اور انس بن مالک اور معاذ بن جبل

اور ابو امامہ نے کہا ہے کہ فجر کی نماز ہے کیونکہ وہ بیچ مین ہے دن کے دو نمازون اور رات کے دو

نمازون کے اور ابن عمر اور زید بن اسامہ نے کہا ہے کہ ظہر کی نماز ہے کیونکہ وہ دن کے بیچ مین ہے

اور ابن عباس کے روایۃ مین ہے کہ مغرب کی نماز ہے کیونکہ بیچ مین ہے دو نمازون ... کے اور

دو نمازون جہر کی اور بعضون نے کہا ہے کہ عشا کی نماز ہے کیونکہ وہ دو وتر کے بیچ مین ہے

اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ غیر معین ہے مثل لیلۃ القدر کے تا سب نمازون پر خبردار رہین اور بعضون نے کہا

کہ جمعہ ہے یا وتر یا ضحی یا عید الفطر کی نماز یا عید الاضحی کی یا رات کی نماز یا جماعت

یا خوف کی **قولہ تعالیٰ** اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّیْلِ

ت کہڑی کرو نماز دونو سرے دن کے اور کچہہ ٹکڑون رات کی **ف** دن کے دونو سرے

غدوہ اور عشیہ مین غدوہ سے مراد فجر کی نماز ہے اور عشیہ سے مراد ظہر اور عصر کی نماز ہے اور

زلفا من اللیل سے مغرب اور عشا کی نماز مراد ہے حاصل یہ ہے کہ یہ آیۃ ان آیتون سے ہے

کہ پنجگانہ نماز کا اسمین ذکر ہے ایسا ہے تفسیر احمدی اور اکلیل مین **قولہ تعالیٰ** اَقِمِ

الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ اللَّیْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کَانَ

مَشْہُوْدًا **ت** کہڑی رکھہ نماز سورج کے ڈہلنے سے رات کے اندہیری تک اور

قرآن پڑہنا فجر کا بیشک قرآن پڑہنا فجر کا ہوتا ہے روبرو **ف** دلوک کی معنی زوال ہے

اور

اور غروب پہلی صورت مین آیہ جامع ہے پانچون نمازکی کیونکہ زوال سی رات کے اندھیرے
تک چار نمازین ہین یعنے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا ہوتی ہین اور قرآن الفجر سے فجر کی نماز
بوجہی جاتی ہے اور دوسری صورت مین ظہر اور عصر شامل نہوگی اور قرآن الفجر سے معلوم ہوا
کہ نماز مین قراءت رکن ہے قولہ تعالی فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ
قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ آنَاۤءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ
لَعَلَّكَ تَرْضٰی ف سو تو سہتا رہ جو کہین اور پڑھتا رہ خوبیان اپنے رب کی سورج
نکلنے سی اور ڈوبنے سی پہلے اور کچھ گھڑیون مین رات کی پڑھا کر اور دن کی حدون پر شاید
تو راضی ہوگا ف اکلیل اور تفسیر احمدی مین ہے کہ قبل طلوع شمس سے فجر کی نماز مراد ہے اور قبل
غروبہا سی عصر کی ومن آناء اللیل مغرب اور عشا کی اور اطراف النہار سے ظہر کی نماز قولہ
تعالی فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ف سو پاک اللہ کی یاد ہے جب شام کرو
اور صبح کرو اور اسی کی خوبی ہے آسمان اور زمین مین اور پچھلے وقت اور جب دوپہر
ہون ف تفسیر احمدی مین ہے ابن عباس کی روایت سے کہ یہ آیہ جامع ہے پانچون نمازکی کیونکہ
حین تمسون سی مغرب اور عشا وحین تصبحون سی فجر اور عشیا سی عصر اور حین تظہرون سے
ظہر مراد ہے اور اصح یہی ہے کہ پانچون وقت کی نماز مکہ مین فرض ہوئی اور حسن نے کہا ہے
کہ پانچون نمازین فرض ہوئین مدینہ مین مکہ مین فقط دو رکعت واجب تہین جبوقت جا
پس یہ آیہ انکے نزدیک مدنی ہے **فصل** اذان کے مشروع ہونے کا بیان ہے قولہ تعالی

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ

ت اور جب وقت پکارو نماز کو اسکو ٹھہراوین ہنسی اور کھیل یہ اسواسطے کہ وہ لوگ بے عقل ہین

ف سو فتح القرآن مین ہے کہ بعضے یہود اور بعضے مشرک اذان کی آواز پر ہنستے تہے انکو نہ تعلق تہی اللہ کی بڑائی ہر دین مین بہتر ہے تفسیر احمدیہ مین ہے کہ مدینہ مین ایک نصرانی تہا جب مؤذن کہتا تہا اشہد ان محمدا رسول اللہ وہ کہتا جلاوے اللہ کاذب کو ایک رات انکا غلام آگ لایا اسکی گہر والی سوتی تہی آگ کی چنگاریان سارے گہر مین پہیل گئین اسکو اور اسکے اہل کو جلا دیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اذان نص کتاب سے ثابت ہے نہ فقط خواب کے سہارے سے جیسا کہ فقیہون نے کہا ہے اور اذان سنت مؤکدہ ہے پانچون وقت اور جمعہ کے لئے اور مستحب ہے مؤذن کو طہارت اور وضو اور قبلہ رو کہڑا ہونا اور وقت سے پہلے درست نہین اگر کسی نے پہلے اذان کہدی تو اعادہ واجب ہے اور لحن اور ترجیع نہو اور حدیثون مین اسکی فضائل بیان مین ہین جا بجا کہ جو مؤذن کہے سننے والا خوب سنکر اسکو اعادہ کرے

فصل نماز کے شرطونکا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

ت اے لحاف مین لپٹے کہڑا ہو پہر ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکہہ اور پلیدی کو چہوڑ دے اور ایسا نکر کہ احسان کرے اور بہت چاہے اور اپنے رب کی راہ دیکہہ **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ کہا صاحب ہدایہ نے وربک فکبر سے تحریمہ کا فرض ہونا معلوم ہوا اسواسطے کہ کبر سے مراد تکبیر افتتاح ہے اور ماثور تکبیر تحریمہ مین لفظ اللہ اکبر کی

ہے لیکن اگر اسکے عوض اللہ اجل یا اللہ اعظم یا الرحمن اکبر یا لا الہ الا اللہ کہے طرفین کے نزدیک
جائز ہے اور ابو یوسف اس شخص کے لئے جو اللہ اکبر یا اللہ الکبیر اچھی طرح سے کہہ سکتا ہے اور الفاظ
جائز نہیں رکھتے اور تحریمہ ہمارے نزدیک شرط ہے اور شافعی رکن جانتے ہیں اور وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ سے
فرضیت پاک ہونی بدنکی اور کپڑونکی نجاستوں سے معلوم ہوئی اور نجاست دو قسم کی ہے ایک غلیظہ
دوسری خفیفہ غلیظ جیسے پیشاب آدمی یا گدھی یا بلی یا چوہی کا اور خون اور مرغی کی بیٹ اور گوبر
وغیرہ اور خفیفہ جیسے پیشاب گھوڑیکا اور جسکا گوشت کھانا حلال ہے اور بیٹ اس جانور کی کہ وہ
حرام ہے غلیظ اگر درم کے برابر ہے نماز اسسے ہو جاتی ہے اور خفیفہ اگر ربع کپڑے یا ربع عضو کے اوپر ہے
تو وہ بھی نماز کی جواز سے مانع نہیں **قوله تعالى** وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا **ت** اسکی بڑائی کر
بڑا جانکر **ف** تفسیر احمدیہ میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ تحریمہ نماز کا فرض ہے **فصل** ستر عورت کا
قوله تعالى يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ **ت** اے
اولاد آدم کی لے لو اپنی رونق ہر نماز کے وقت **ف** موضح القرآن میں ہے کہ اپنی رونق یعنے
لباس نماز میں فرض ہے مرد کو کمر سے زانو تک ڈھاکنا اور عورت کو سارا بدن مگر مونہ ہاتھوں اور پانو
نیچے اور بغل سے اوپر کھلنا معاف ہے اور کپڑا باریک جسمیں بدن یا بال نظر آویں معتبر نہیں
فصل استقبال قبلہ کا بیان ہے **قوله تعالى** قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي
السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ
مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ
اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ **ت** ہم دیکھتے ہیں پھر پھر

جاتا تیرا منہہ آسمان مین سو البتہ پھیر دینگے تجھکو جس قبلے کیطرف تو راضی ہے اب پھیر منہہ اپنا
طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہہ تم ہوا کرو پھیرو منہہ اُسی کیطرف اور جنکو ملی ہے کتاب البتہ
جانتے ہین کہ یہی ٹھیک ہے اُنکے رب کے طرف سی اور اللہ بیخبر نہین اُن کامون سے جو کرتے ہین

ف تفسیر احمدی مین ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کعبہ کو بنا کر اُسی کیطرف نماز پڑھتے تھے جب
اُنکی وفات ہوئی تب حضرت موسی اور داود اور غیرہما اللہ کے حکم سے بیت المقدس کیطرف
پڑھنے لگے جب ہمارے حضرت کو نبوت ہوئی اور بعد اُسکے تیرہ برس مکہ مین رہکر کعبہ کیطرف نماز
پڑھا کئے جب مدینہ کو ہجرت کی بیت المقدس کیطرف حکم ہوا کتاب والے الفت کرنے لگے کہ ہمارا
قبلہ بدستور ہے محمد تابع ہوا حضرت کو اس کلام سے رنج ہوا اللہ سی توجہ کرکے آسمان کو دیکھنے لگے
کہ کیا حکم آوے آپنے بنی سلمہ کے مسجد مین ہجرت کی سولہ مہینے کے بعد نصف رجب کو دو شنبہ کے
دن بیت المقدس کیطرف دو رکعت ظہر کی پڑھائین تہین کہ جبرئیل آیۃ لائے حضرت نے کعبہ کے
طرف پھر کر بقیہ نماز کو تمام کیا سو اُس مسجد کو جامع القبلتین کہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ قبلہ کیطرف
ہونا فرض ہے اور قبلہ کعبہ کی ہوا اور اُسکے عرصہ کو کہتے ہین نہ اُسکے دیوارون کو اور جہت واسطے بلاد بعیدہ
مین آفتاب کے مغرب شتائی اور صیفی کے مابین مین ہے **قولہ تعالی قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ
وَاَقِیْمُوْا وُجُوْهَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ** **ف** تو کہہ میرے
رب نے فرمائی دینداری اور سیدھے کرو اپنے منہہ کو ہر نماز کے وقت اور پکارو اُسکو نرے
اُسکے حکم بردار ہوکر **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیۃ سے تین مسئلے معلوم ہوئے ایک فرض ہونا
قیام کا دوسرے منہہ کرنا قبلہ کے طرف تیسرے شرط ہونا نیت کا ساری عبادات مین عموماً

اور نماز میں خصوصاً قولہ تعالیٰ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِیْنَ ٹ اور کھڑے رہو اللہ کے
آگے ادب سے ف تفسیر احمدی میں ہے کہ قانتین کے کئی معنے ہیں دراز کرنے والا قیام کے
ساتھ خاموشی کے ذکر ماسوای اللہ سے یا خاشعین یا داعین واکرین مطیعین یا ملکفین الایدی والابصار
پس قوموا اللہ سے معلوم ہوا کہ نماز میں اللہ کے لیے ساتھ قنوت کے فرض ہے پس
اگر قیام نماز میں پایا جاوے یا بطور لہو بیٹھ کے نماز پڑھے یا اللہ کے لیے قیام ہو یا ساتھ قنوت
یعنے خشوع اور سکوت کے نہو نماز فاسد ہو جاتی ہے پس پہلے معنوں سے معلوم ہوا کہ قیام اللہ کے
لیے ساتھ خاموشی کے فرض ہے اور نماز میں کلام کرنا حرام ہے اور ایک معنوں سے بوجھا گیا کہ
سنگریزونکا الٹنا اور راست اور چپ التفات کرنا اور نظر بڑھانا مکروہ ہے قولہ تعالیٰ
فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط سو پڑھو جتنا آسان ہو قرآن ف اس سے
قرآن کا پڑھنا نماز میں فرض ہوا اور فرض کا مقدار ہمارے نزدیک ایک آیہ بڑی ہے جیسی آیۃ کرسی
وغیرہ یا تین آیتین چھوٹی مثل مدہامتان کے اور اصح یہی ہے تفسیر احمدی میں اور جامع الرموز میں
کرمانی سے ہے کہ تین آیتین کم ہوں بڑی ایک آیہ سے قولہ تعالیٰ وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ
بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ٭ ت اور یہ قرآن ہے اُتارا جہان کے
صاحب کا لے اُترا ہے اسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہو ڈر سنانے والا کھلی عربی زبان سے
اور یہ لکھا ہے پہلوں کی کتابوں میں ف تفسیر احمدی میں ہے صاحب کشاف اور مدارک اور بدایہ نے
حجت پکڑی ہے کہ قرآن کو غیر عرب کی زبان میں مترجم ہو قرآن ہے اسے بوجھا گیا کہ قرآن پڑھنا

بزبان فارسی نماز مین جائز ہے ابو یوسف اور محمد اور شافعی کہتے ہین کہ جو عربیہ پڑہ نہ سکے

تو البتہ درست ہے بقدر جائز نہین مگر ابو حنیفہ پہلے قول مین دونو حال مین جائز کہتے ہین

اور آخر امام صاحب نے بھی صاحبین کے قول کیطرف رجوع کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے **قولہ تعالیٰ**

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا ف اے ایمان والو رکوع کرو اور سجدہ کرو **ف**

اکلیل اور ہدایہ مین ہے کہ اس آیت سے رکوع اور سجدہ فرض ہوا **قولہ تعالیٰ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ**

اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا

تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِكَ سَبِیْلًا ف کہ اللہ کر پکارو یا رحمٰن کر جو کچہہ کہکر پکارو

سو اسیکے ہین سب نام خاصے اور تو نہ پکار اپنے نماز مین نہ چپکی پڑہ اور ڈہونڈہ لے اسکے بیچ

مین راہ **ف** موضح القرآن مین ہے کہ رحمٰن نام اللہ کا عرب کے لوگ نہ جانتے تھے اسپر فرمایا

کہ نام بہتیرے ہین اللہ وہی ایک ہے اور پکارنے کے نماز مین بہت چلانا بھی نہین اور

بہت دبنی آواز بھی نہین بیچ کی چال پسند ہے اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم پکار کے قراءت کرتے تھے اور مشرک جب سنتے تھے برا کہتے تھے پس یہ آیت اتری

یعنے اتنا چلا کر پڑہو کہ مشرک سنین نہ اتنا آہستہ کہ پیچہے والے نہ سنین بلکہ اسکے بین بین

اور روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ دبی آواز سے پڑہتے تھے اور کہتے تھے کہ مین اپنے

رب سے مناجات کرتا ہون وہ میری حاجت جانتا ہے اور عمر رضی اللہ عنہ چلا کر پڑہتے تھے

اور کہتے کہ مین شیطان کو بہگاتا ہون اور غافلونکو جگاتا ہون جب یہ آیہ آئی حضرت ابو بکر کو تہوڑا سا

چلانیکا حکم دیا اور عمر کو تہوڑا سا دبی آواز کا یہ آیہ جہر اور مخافت کی مقدار مین ہے فقہا کہتے ہین

آہستہ ۔ آواز ۔

اکثر جہر وہ ہے کہ غیر سُنے اور کمتر مخافت وہ ہے کہ خود سُنے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ آیہ نماز کے لئے اُتری یعنے نہ سب نمازین چلا کر پڑہو اور نہ سب دبا کر بلکہ رات کی نمازین چلا کر اور دن کی دبا کر اور اکلیل مین ہے بخاری سے کہ یہ آیہ دُعا کے شان مین اُتری ہے **قولہ تعالے** وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ **ف** اور جب قرآن پڑہا جاوے تو اُسطرف کان رکہو اور چپ رہو شاید تم پر رحم ہو اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل مین گڑگڑاتا اور ڈرتا اور پکار سے کم آواز بولنے مین صبح اور شام کے وقتون اور مت رہ بیخبر **ف** اکلیل مین ہے کہ ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت کے پیچھے قرآن پڑہتا تھا یہ حکم آیا حنفیہ اس سے دلیل پکڑتے ہین کہ مقتدیکو پڑہنا قرآن کا مطلقا منع ہے اور مالک نے دلیل پکڑی ہے کہ فقط جہریہ مین منع ہے اور شافعیہ نے دلیل پکڑی ہے کہ جہریہ مین سورہ نہ پڑہے پر فاتحہ آہستہ سی پڑہنا منع نہین ہے اور جمہور نے استدلال کیا کہ اس آیہ سے معلوم ہوا کہ نماز مین قراءت واجب ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ آیہ خطبہ کے لئے اُتری اور وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ سی بوجھا گیا کہ ذکر مستحب ہے قلب اور زبان سی پر اخفا افضل ہے **قولہ تعالے** سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى **ت** پاکی بول اپنے رب کے نام کی **ف** اکلیل مین ہے کہ جب یہ آیا آئی حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اسکو سجدہ مین داخل کرو اور جلالین مین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ جب آیہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ آئی حضرت نے فرمایا کہ اسکو رکوع مین داخل کرو **قولہ تعالے** اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ

وسلموا تسلیما ف اللہ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہین رسول پر اے ایمان والو رحمت
بھیجو اُس پر اور سلام بھیجو سلام کہکر ف موضح القرآن مین ہے کہ یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز مین السلام
علیک ایہا النبی واللہم صل علی محمد سے اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر پر اور اُسکے ساتھ
اُسکے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے اُن پر اُسکے لائق رحمت اُترتی ہے اور دس رحمت
اُترتی ہین مانگنے والے پر جتنا چاہے اُتنا حاصل کرے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ یہ امر وجوب کے
لئے بالاتفاق ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت پر صلوۃ واجب ہے اسکے اوقات اور
عدد مین اختلاف ہے مالک اور طحاوی کے نزدیک ایکبار تمام عمر مین واجب ہے اور باقی
مستحب جسطرح اظہار شہادتین اور بعضون کے نزدیک جس مجلس مین کہ ذکر حضرت کا
ایکبار واجب ہے جسطرح سجدہ قرآنکا اور تشمیت عاطس کی اور کرخی کے نزدیک جب
(جواب چھینک والیکا ۱۲ چھینک ۱۲)
حضرت کا ذکر ہو یا آپ کا نام سُنے تب واجب ہے اسی سے پڑھیں جمہور اور نماز مین ابو حنیفہ کے
نزدیک قعدہ اخیرہ مین تشہد کے بعد سنت ہے اور قعدہ اولی مین جائز نہین اور شافعی کے
نزدیک قعدہ اولی مین سنت ہے اور اخیرہ مین واجب اور آپکے آل پر اور غیر پر تبعیت
جائز ہے اور بالاستقلال مکروہ ہے آل کا ذکر کرنا بعد آپکے صلوۃ کے مثل اجماع کے ٹھرا ہے بلکہ
بعضونے کہا ہے کہ بدون صلوۃ آل کے صلوۃ مقبول نہین ہے **فصل** نماز کے مفسدات کا
بیان ہے **قولہ تعالی** انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون
الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وہم راکعون ف تمہارا رفیق وہی اللہ ہے اور اسکا رسول
اور ایمان والے کہ جو قائم ہین نماز پر اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ نوے ہین ف مدارک مین ہے

کہ بعضون نے کہا کہ یہ آیہ حضرت علی کے شان مین نازل ہوئی ایک سائل نے سوال کیا
وہ نماز کے رکوع مین تھے اسکو انگشتری پھینک دی اور انگشتری آپکے خنصر مین خوب ٹھیک
نتھی اسکے نکالنے مین عمل کثیر کی حاجت نہوئی اس سے معلوم ہوا کہ صدقہ نماز مین دینا جائز ہے اور عمل
قلیل نماز کو کھوتا نہین دلالت کرتی ہے اوپر اسکے حضرت کا نماز مین جوتی اُتارنا اور عبد اللہ بن عباس کے
جوتیون کو داہنی جانب سے بائین جانب کر دینا اور یہ اُن سب اقاویل سے بہتر ہے کہ اسمین ایک
فائدہ جدید ہے شرح وقایہ مین ہے کہ عمل کثیر بعضون کے نزدیک وہ ہے کہ دونو ہاتھ اسمین پھنس
جاوین اور بعضون کے نزدیک وہ ہے کہ اُسکا کرنے والا نمازی نہ معلوم ہو مشائخ اسکو اچھا
جانتے ہین اور بعضون کے نزدیک وہ ہے کہ نمازی خود اُس عمل کو بہت جانے امام سرخسی نے کہا ہے کہ یہ ابو حنیفہ
کے مذہب سے بہت قریب ہے **ف** **قولہ تعالی** الَّذِینَ هُمْ فِی صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ
ت جو اپنی نماز مین نوے ہین **ف** اکلیل مین ہے کہ حضرت نماز مین راست وچپ التفات
فرماتے جب یہ آیہ آئی تب آپنے اپنی آنکھونکو جھکا لیا اس سے معلوم ہوا کہ التفات نماز مین
مکروہ ہے **فصل** نوافل مین سے تہجد کا بیان ہے **قولہ تعالی** وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً
لَکَ عَسَى أَنْ یَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُودًا **ت** اور کچھ رات جاگتا رہ اسمین یہ
بڑھتی ہے تجھکو شاید کھڑا کرے تجھکو تیرا رب تعریف کے مقام مین **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ اس سے
معلوم ہوا کہ حضرت پر تہجد کی نماز فرض تھی اور آپکی اُمت پر نفل **قولہ تعالی** یَا أَیُّهَا
الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ إِلَّا قَلِیلًا نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیلًا أَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیلًا
ت اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا اُس سے کم تھوڑا

ہٹایا زیادہ کر اُس پر اور کھول کھول کر پڑھ قرآن کو صاف ف تفسیر احمدی میں ہے کہ قیام سے مراد تہجد ہے ابتداء اسلام میں واجب تھا جب اسقدر رات تک کھڑے رہتے پاؤں سوج جاتے کفار اُس پر طعنہ کرتے تب اللہ تعالی نے یہ حکم منسوخ فرمایا حضرت نے اصل قیام باقی رکھا اور مقدار معاف ہوا چاہے دو رکعت پڑھے اور چاہے سو رکعت اتنا ضرور ہے فرض تمام ف

فصل صلوٰۃ الاستسقا قولہ تعالی فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ت تو میں نے کہا گناہ بخشواؤ اپنے رب سے بیشک وہی ہے بخشنے والا چھوڑ دے آسمان کی تم پر دھاریں اور بڑھتی دے تمکو مال اور بیٹوں سے اور بنا دے تمکو باغ اور بنا دے تمکو نہریں ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ استغفار سبب ہے پانی کے اُترنے کا یہی معنے صلوٰۃ الاستسقا کی ہیں حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ جب پانی کی حاجت ہو امام قوم کے ساتھ صحرا میں جاوے اور دعا اور استغفار کرے اور قبلہ رو ہوے اور چادر کو نہ پھیرے جیسا کہ مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالے کا ہے اور ذمی کو لے نہ دے اور جو جُدی جُدی نماز پڑھیں تو جائز ہے اور جماعت اور خطبہ سنت نہیں پر تینوں جماعت کے قائل ہیں اور محمد کہتے ہیں دو خطبے چاہییں اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایک ہی خطبہ چاہیے ف

فصل نماز قضا قولہ تعالی فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ت سو میری بندگی کر اور نماز کھڑی رکھ میری یاد کو ف لِذِكْرِي کی بہت معانی ہیں انمیں سے ایک یہ کہ جب نماز بھولنے کے بعد یاد آوے یعنے نسیان سے فوت ہوئی قضا کرے اٹکلیں ان میں ہے

تبارک الذی ۲۹ کے نویں رکوع میں صلوٰۃ استسقا کے بیان میں ۱۲

صحیحین سے بروایت انس کہ حضرت نے فرمایا جب کوئی نماز سے غافل ہو چاہئے کہ پڑھ لے جب یاد آوے **فصل** نماز مریض **قولہ تعالیٰ** فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِکُمْ **ف** پھر جب چاہو تم کہ نماز ادا کرو یاد کرو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور پڑے **ف** اکلیل میں ہے ابن مسعود سے کہ یہ مریض کے حق میں ہے یعنے نماز پڑھے کھڑا ہو کر جو نہ ہو سکے تو بیٹھ کر جو نہ ہو سکے تو پہلو کے بل تفسیر احمدیہ میں ہے کہ جنوب کے لفظ سے جو کتاب اور سنت میں ہے دلیل ہے کہ کروٹ کے بل پڑھنا مختار ہے نہ چت **فصل** تلاوت سجدہ **قولہ تعالیٰ** وَاِذَا قُرِئَ عَلَیْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا یَسْجُدُوْنَ **ف** اور جب پڑھا جاوے ان پاس قرآن سجدہ نہیں کرتے **ف** جب آیہ واسجد واقترب اتری حضرت پڑھ کر آپ اور سب مسلمانوں نے سجدہ کیا اور کفار قریش انکے سروں پر کھڑے رہے پر سجدہ نکیا انکے برائی میں یہ آیۃ آئی اس سے ابو حنیفہ نے حجت پکڑی کہ تلاوت کا سجدہ واجب ہے وہ چودہ میں آخر سورۂ اعراف اور رعد اور نحل اور بنی اسرائیل اور مریم اور پہلے حج اور فرقان اور نمل اور الم السجدہ اور ص اور حم السجدہ اور والنجم اور والنشقت اور اقرا میں شافعی کے نزدیک بھی چودہ ہیں پر ص میں انکے نزدیک نہیں ہے حج میں دو ہیں ایک جو ہمارے موافق ہے دوسری وَارْکَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَافْعَلُوا الْخَیْرَ اور حم سجدہ میں اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ پر سجدہ کرتے ہیں اور ہم لَا یَسْاَمُوْنَ پر اور سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر واجب ہوتا ہے اور شروط ہیں شرائط نماز مثل طہارت اور استقبال قبلہ اور ستر عورت کے یہ ایک سجدہ دو تکبیروں کے بیچ بدون تحریمہ اور تشہد اور سلام کے باقی اور مسئلے فقہ کے کتابوں میں ہیں **فصل** رکوع سجدہ

تلاوت کے قائم مقام ہوتا ہے قوله تعالى فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ

ت پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور گرا جھککر اور رجوع ہوا ف تفسیر احمدی میں ہے کہ راکع

اًکو ساجداً کے مقام پر اطلاق کیا تو جانا گیا کہ تلاوت کے سجدہ میں رکوع قائم مقام ہے سجدہ

کی یہی ہے مستدل ابی حنیفہ کا اور ایسا ہے اکلیل میں بھی ہے ف۲ فصل نماز مسافر

قوله تعالى وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا

مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ت اور جب تم سفر کرو ملک

میں تو تم پر گناہ نہیں کہ کچھ کم کرو نماز میں سے اگر تمکو ڈر ہو کہ ستاوینگے تمکو کافر ف موضح

القرآن میں ہے کہ سفر جو تین منزل کا ہو اسمین چار رکعت فرض میں سے دو پڑھنی بتا ہیں اور کافروں کے

ستانیکا ڈر اسوقت تھا جب یہ حکم ہوا اس تقریب سے معافی ملی ہر وقت کو اور پوری نہ

پڑھے کہ اللہ صاحب کی بخشش سے بے پروائی ہوتی ہے اور سنت کا تقید سفر میں نہیں بیٹھا

ف۳ اور تفسیر احمدی میں ہے کہ قصر سے مراد قصر رکعات ہے یعنے چار رکعت فرض میں سے

دو پڑھے اور تین اور دو سے قصر نکرے کیونکہ اجماع سے یہی ثابت ہے آگے یہ نص عام ہے

ہر قسم کو اور کمتر مدت سفر کی کہ جسمین قصر جائز ہے ابو حنیفہ کے نزدیک مسافت ہے تین دن

اور تین رات کے سیر وسط سے اور سیر وسط کا اعتبار خشکی میں اونٹ کے قدموں کے چال پر ہے

اور بعضوں نے میل کے اعتبار سے بتالیس میل کہا ہے اور بعضوں نے چون اور بعضوں نے

ترسٹھہ میل اور دریا میں ہوا کی اعتدال پر اور پہاڑ میں اسکے لیاقت پر چلنے والے کی دوری

اور جلدی کا اعتبار نہیں ہے جو کسی نے تین رات دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کیا وہ قصر کرے

اور جو کسی نے ایک رات دن کی مسافت کو تین دن مین طے کیا وہ قصر نکرے اور

بعضون نے قصر سے قصر اوصاف یعنے تخفیف قراءۃ اور رکوع اور تسبیح یا اشارہ وائتہ چار پایۂ

مراد رکھی ہے الیسی ہی نقل ہے ابن عباس سے وہ مختار ہے فخر الاسلام بزدوی کا **فصل**

جمعہ کے نماز کا بیان ہے **قوله تعالی** یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ

مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ

تَعْلَمُوْنَ فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ **ف** آیان والوجب

اذان ہو نماز کی دن جمعہ کے تو دوڑو اللہ کی یاد کو اور چھوڑو بیچنا یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اگر تمکو

سمجھ ہے پھر جب ہو چکی نماز پھیل پڑو زمین مین **ف** اکلیل مین ہے کہ اس آیہ مین مشروعیت

نماز جمعہ کے اور اسکی اذان کی اور اسکے لئے دوڑنے کی اور حرمت ہے خرید اور فروخت کے

اذان کی بعد دلیل پکڑی ہے بعضون نے کہ جمعہ کے سعی مین بادشاہ کے اذن کی حاجت نہین

کیونکہ اللہ نے سعی واجب کیا ہے کسی کے اذن کو شرط نہین کیا اور دلیل ہے کہ عورتون پر

سعی واجب نہین اس لئے کہ وہ مردون کے خطاب مین داخل نہین ہین اور فَانْتَشِرُوْا سے

معلوم ہوا کہ خطبہ نماز پر مقدم ہے کیونکہ نماز کے بعد انتشار مباح فرمایا اور وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً الآیہ سے

خطبہ کی مشروعیت معلوم ہوئی اور بوجھا گیا کہ خطبہ مین قیام چاہئے اور جماعۃ نماز جمعہ مین شرط ہے

اور حاضرین کو خطبہ سننا ضرور ہے اور متفرق ہونا حرام ہے اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ سعی سے

مراد چلنا ہے نہ دوڑنا اور ندا سے مراد اذان پہلی ہے نہ دوسری جو خطبہ کے وقت ہوتی ہے

اس سے معلوم ہوا کہ سعی اور ترک بیع پہلی ہی اذان سے واجب ہوتی ہے ابو حنیفہ کے مذہب

مین یہی قول صحیح ہے ف اور فاقضو واسی ممکن ہے کہ اشارہ ہو اسپر کہ جمعہ کے بعد اور کوئی
نماز فرض نہین ہے تو اوجہا گیا کہ ظہر بھی جمعہ کے بعد فرض نہین ہے اور ظاہر آیہ مین اگرچہ خطاب ہے
سب مسلمانون سے صحیح ہون یا معذور پر واجب ہے جمعہ اسپر جو مرد مکلف آزاد اور صحیح ہو شہر کا
رہنے والا آنکھہ اور پانوُن اُسکے سالم ہون اور اُسکے ادا کے شرط چھہ مین مصر یا فنا اُسکا اور
بادشاہ یا نائب اُسکا اور وقت ظہر اور خطبہ اور جماعت اور اذن عام بدون اُنکے صحیح
نہین پر دو شرطون پہلی مین ہی زمانہ بہت کلام ہے کیونکہ مصر کے معنوُن مین اختلاف ہے
بعضے کہتے ہین کہ مصر وہ موضع ہے کہ جسمین امیر ہو اور قاضی اور نافذ ہون احکام اور قائم
ہون حدود شرعی اور بعضون نے کہا ہے کہ اسکے اہل اس مسجد مین کہ سب مسجدون مین بڑی ہو
نہ سماوین اور سلطان اور نائب مین نہین معلوم ہے کہ اُسکا حضور شرط ہے یا فقط اذن کافی ہے
اگرچہ کلام صاحب کشاف کا مشعر ہے اسپر کہ جب حاضر نہو تب اذن واجب ہے اسلئے لوگ
مختلف مین بعضون نے جمعہ کو چھوڑ ہی دیا بالکلیہ اور بعضے جمعہ پڑہتے ہین اور اسی پر کفایت کرتے
اور بعضے پہلے ظہر پڑہتے ہین پہر جمعہ کے لئے سعی کرتے ہین اور اکثر پہلے جمعہ کو ادا کرتے ہین بعد
اُسکے ظہر پڑہتے ہین شکون کی سبب گو جمع بین الفرضین اہل اسلام کے نزدیک جائز نہین تمام ہوا

خلاصہ تفسیر احمدیکا **فصل** صلوۃ العید **قولہ تعالی** فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ دت

سو نماز پڑھ اپنے رب کی اور قربانی کر **ف** اکلیل مین ہے کہ اس آیۃ مین نماز عید کی اور قربانی کی
مشروعیت ہے اور معلوم ہوا کہ قربانی نماز کے بعد چاہیئے دلیل پکڑی ہے اُسنے کہ جسنے کہا ہے کہ قربانی کا
وقت نماز کے گذرنیکے بعد ہے اور خطبونکا اعتبار نہین اور قربانی اونٹ کی بہتر ہے گائی بکری سے

قولہ تعالیٰ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝ **ت** بھلا ہوا اُسکا جو سنوارا اور پڑھا نام اپنے ربکا پھر نماز کے **ف** **فصل** صلوۃ خوف کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ **ت** پھر اگر تمکو ڈر ہو تو پیادہ پڑھلو یا سوار پھر جسوقت چین پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جیسا تمکو سکھایا ہے جو تم نہین جانتے تھے **ف** موضح القرآن مین ہے کہ لڑائی کا وقت ہو تو ناچار کیو سواری پر بھی اور پیادہ بھی اشارہ سے نماز روا ہے گو کہ قبلہ کیطرف بھی نہو **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیت سے صاحب ہدایہ نے استدلال کیا ہے کہ جب بڑا ڈر ہو تو نماز پڑھین سوار علیحدہ علیحدہ رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرین جسطرف چاہین جب قادر نہون قبلہ کیطرف بقولہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا اور محمد رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھین مگر یہ صحیح نہین ہے **فصل** خوف کی نماز باجماعت کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ **ت** اور جب تو اُن مین ہو پھر اُنکو نماز مین کھڑا کرے تو چاہیے اُنکی ایک جماعت کھڑی ہو تیرے ساتھ اور ساتھ لیوین اپنے ہتھیار پھر جب یہ سجدہ کر چکین تو پرے ہو جاوین اور آوے

دوسری جماعت جنہوں نے نماز نہین کی وہ نماز کرین تیرے ساتھہ اور پاس لیوین اپنے بچاؤ اور
ہتھیار کافر چاہتے ہین کسی طرح تم بیخبر ہو اپنے ہتھیارون سے اور اسباب سے تو تم پر جھک پڑین
ایک حملہ کر کر اور گناہ نہین تم پر اگر تمکو تکلیف ہو مینہہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار اور
ساتھہ لو اپنا بچاؤ اللہ نے رکھی ہے منکرون کے واسطے ذلت کی مار **ف** موضح القرآن میں ہے
کہ یہ نماز خوف فرمائی کہ اگر وقت مقابلہ کا ہو تو فوج دو حصے ہو جاوے ہر جماعت آدھی نماز میں امام کے
شریک ہو اور آدھی جدی پڑھے جبتک دوسری جماعت دشمن کے مقابل رہے اور اسوقت
نماز مین آمد و رفت معاف ہے اور ہتھیار اور زرہ پاس ساتھہ رکھین اور اگر اسقدر بھی فرصت نہو
تو جماعت موقوف کرین تنہا پڑھہ لین پیادہ اور سوار باشارہ اگر یہہ بھی فرصت نہ ملے تو قضا
کرین **ف** اس آیہ مین دونو طائفہ کا حکم مفصل نہین بیان ہے اسلئے اسکی کیفیت مین اختلاف ہے
امام مالک کہتے ہین کہ اسکا طریقہ یہ ہے کہ امام طائفہ کے ساتھہ ایک رکعت پڑھہ کر کھڑا رہے
یہانتلک کہ یہ گروہ اپنی نماز تمام کرکے بعد سلام چلے جاوین پھر دوسرے طائفہ کے ساتھہ
ایک رکعت اور پڑھہ کر بیٹھا رہے یہانتلک کہ یہ دوسرا گروہ اپنی نماز تمام کرکے سلام کرے یعینہ
مذہب ہے شافعی کا اور ہمارے نزدیک طریقہ یون ہے کہ امام پہلی رکعت ایک گروہ کے
ساتھہ پڑھے پھر گروہ جاوے دشمن پاس کھڑا رہے دوسرا گروہ آوے امام اسکے ساتھہ
پہر رکعت دوسری پڑھے پھر تنہا سلام کرے پھر پہلا گروہ آوے نماز کے مقام مین دوسری رکعت
تنہا پڑھے بغیر قراۃ اور سلام کر دشمن کے پاس جاوے پھر دوسرا گروہ آوے اسی مقام مین دوسری رکعت
تنہا پڑھے بقراۃ یہ مذاہب منحصر ہین مسافر کے نماز مین اور اگر مقیم ہو تو رباعی مین پہلے طائفہ کے

ساتھہ دو رکعت پڑہے پھر دوسری گروہ کے ساتھہ دو رکعت اور پڑہے اور تلاثے تین پہلے کے ساتھہ دو رکعت پڑہے اور دوسرے کے ساتھہ ایک رکعت خلاصہ یہ ہے کہ خوف کی نماز حضرت کے بعد بھی درست ہے اور یہی صحیح ہے اور ابو یوسف کہتے ہین کہ واذا کنت فیہم مین خطاب ہے حضرت کو اس سے معلوم ہوا کہ یہ نماز خاص حضرت کے لئے تھی اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت سے خطاب ہونا عین ائمہ سے خطاب ہے کیونکہ ائمہ حضرت کے نائب ہین انتھی ہے تفسیر احمدی سے

کتاب الجنائز

فصل جنازہ کے نماز کا بیان ہے قولہ تعالی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ت اور نماز نہ پڑہہ انمین کسی پر جو مرجاوے کبھی اور نہ کھڑا ہو اسکے قبر پر وہ منکر ہوئے اللہ سے اور اسکے رسول سے اور مرے ہین بے حکم ف اکلیل مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ کافر پر نماز پڑھنی اور اسکے قبر پر کھڑا ہونا حرام ہے پر دفن اسکا جائز ہے اور مسلمان پر نماز پڑھنی اور دفن کرنا اسکا واجب ہے اور اسکے قبر پر کھڑا ہونا اور دعا اور استغفار کرنا مشروع ہے تفسیر احمدی مین ہے کہ فاسقون سے معنے کافرون ہے کیونکہ اگر نماز نہ پڑھنے کی علت فسق ہو تو باطل ہو فاسق پر نماز پڑھنا اور حالانکہ جائز ہے باجماع صحابہ اور تابعین کے ف۲ فقہا نے ذکر کیا ہے کہ کافر پر نماز کسیطرح درست نہین اگرچہ ولی اسکا مسلمان بھی ہو یہان تک کہ جو ایک شخص مین اشتباہ ہو کہ کافر تہا یا مومن اسپر نماز نہ پڑھے کیونکہ اگر کافر ہے تو کسیطرح نماز روا نہین اور جو مسلمان ہے تو اس سے نماز ترک کردی فی الجملہ جائز ہے بخلاف اور احکام کے مثلا ایک کافر مرا اور اسکا ولی مسلمان ہے اسکو

غسل دیوے مثل غسل نجاست کے نہ غسل مسنون اور ایک خرقہ مین کہ اسکے ستر کو ڈھانک سکے
لپیٹے اور کفن نہ دیوے طریق مسنون سے اور گڑھا کھود کر گاڑ دے نہ لحد کرے اور نہ کفن کرے طریق مسنون سے

باب شہید

قولہ تعالیٰ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ
ت اور نکہو جو کوئی مارا جاے اللہ کی راہ مین کہ مردے ہین نہ بلکہ وہ زندے ہین لیکن تمکو خبر نہین
ف تفسیر احمدی مین ہے کہ یہ آیہ شہداء بدر کے شان مین ہے کہ چودہ مرد تھے اس سے معلوم ہوا کہ شہیدونکو
حیات بقدر ذوق نعمت کے ہوتی ہے اور یہ آیہ اگر خاص شہیدون کے حق مین ہے تو اور مسلمانونکی تنعیم اور کافرونکی
تعذیب اور آیہ سے معلوم ہوتی ہے اور اگر عام ہے تو دلیل ہے ہر مومن صالح کی تنعیم اور حیوۃ پر اور خصوص
شہدا کا ذکر شرافت کے لئے ہے اور بعضے اصول کے کتابون مین ہے کہ اشارۃ النص عام ہوتی ہے
اس سے خاص کر لیتے ہین جیسے کہ شافعی نے کہا کہ شہید پر نماز نچاہیے کیونکہ وہ حکم زندہ مین ہین
بل احیاء عند ربہم کے اشارۃ النص سے ثابت ہے جب بعضون نے شافعی پر اعتراض کی کہ حضرت نے
حمزہ رضی پر ستر نماز پڑھین اگر شہدا پر نماز پڑھنا نہوتا تو کیون پڑھتے انہون نے جواب دیا کہ حمزہ رضی
اس عموم سے خاص ہین اُنکے غیر پر عموم باقی ہے اور شہید وہ ہے جو مسلمان پاک اور بالغ مارا گیا
تیز چیز سے مظلومیت مین جس مارنے سے مال واجب نہو یا معرکہ مین مردہ یا زخمی پایا گیا اور مرتث
نہوا ایسے پر دنیا کے احکام جیسے غسل اور کفن نہ دینا اور نماز پڑھنا جاری ہوتے ہین اور آخرت مین
مرتبہ بڑا ملتا ہے ف قولہ تعالیٰ ثُمَّ أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ت پھر اسکو مردہ کیا پھر اسکو قبر مین
رکھوایا ف اکلیل مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مردون کو دفن کرنا واجب ہے فصل صلوۃ

فی الکعبہ کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** وَعَہِدْنَا اِلیٰ اِبْرٰہِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ

ت اور کہہ دیا ہم نے ابراہیم اور اسمعیل کو کہ پاک کر رکھو میرا گھر **ف** اکلیل میں ہے کہ رازی نے

کہا کہ لفظ بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود سے یوجہا گیا کہ نفس کعبہ میں نماز

درست ہے بخلاف مالک کے اور میں کہتا ہوں کہ لفظ للطائفین سے اس استنباط کو رد کرتی ہے کیونکہ

طواف نفس کعبہ میں نہیں ہوتا جب معطوف علیہ نفس کعبہ میں نہوا معطوف بھی نہوگا

کتاب الزکوٰۃ

قولہ تعالیٰ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ **ت** اور دیا کرو زکوٰۃ **ف** اس سے زکوٰۃ کی فرضیت معلوم

ہوئی **فصل** سونے اور چاندی کے زکوٰۃ کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ

الذَّہَبَ وَالْفِضَّۃَ وَلَا یُنْفِقُوْنَہَا فِیْ سَبِیْلِ اللہِ فَبَشِّرْہُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ

یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْہَا فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ فَتُکْوٰی بِہَا جِبَاہُہُمْ وَجُنُوْبُہُمْ وَظُہُوْرُہُمْ

ہٰذَا مَا کَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِکُمْ فَذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَکْنِزُوْنَ **ت** اور جو لوگ گاڑ

رکھتے ہیں سونا اور روپا اور خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں سو انکو خوشخبری سنا دکھ والی

مار کی جس دن آگ دہکاوینگے اسپر دوزخ کی پھر داغینگے اس سے اُنکے ماتھے اور کروٹیں

اور پیٹھیں یہ ہے جو تم گاڑتے تھے اپنے واسطے اب چکھو مزا اپنے گاڑنیکا **ف** اور تفسیر احمدی میں ہے

کہ اس سے معلوم ہوا کہ سونے اور روپے میں زکوٰۃ واجب ہے یہ آیۃ اگرچہ وجوب میں مفصل ہے

پر مقدار اور شرطوں میں مجمل حضرت نے اسکی تفصیل فرمائی کہ سونے میں جبتک بیس مثقال نہو

زکوٰۃ نہیں واجب ہے اور چاندی میں جب تک دو سو درم نہو زکوٰۃ نہیں لیکن اس سے بھی

بیان صاف منکشف نہین ہوتا لہذا ایک شرط اور وجوب زکواۃ مین کی وہ پورے سال کا گذرنا ہی نصاب مذکور پر اور فارغ ہونا سب حاجتون اصلی سے اور ہونا اسکا مملوک بملک تام ہر مکلف کو اور موجود ہونا اُسکے پاس اور یہ عام ہی مردون اور عورتون کے حق مین اس سے معلوم ہوا کہ عورتونکے زیور مین بھی زکوۃ واجب ہی اور شافعی کے نزدیک نہین **فصل** تجارہ کے زکوۃ کا بیان ہی **قولہ تعالی** یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّا اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ **ف** اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنے کمائی مین سے اور جو ہم نے نکال دیا تمکو زمین مین سے اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ وہ نہ لوگے مگر جو آنکھین موندلو اور جان رکھو کہ اللہ بے پروا ہی خوبیون والا **ف** اکلیل مین ہی کہ اس آیہ سے معلوم ہوا کہ مال تجارتین اور دانون اور پھلون مین زکوۃ واجب ہی اور ناقص مال کا تصدق کرنا مکروہ ہی اور بہتر کا مستحب ابو حنیفہ نے اس سے دلیل پکڑی کہ جو زمین سے نکلی کم ہو یا زیادہ اسمین زکوۃ واجب ہی اور وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ عام ہی روئیدگی ہو یا گہاس یا اگر مال جو کسی نے زمین کو اکرا تا ہو یا اُس سے زکوۃ چاہی نہ مالک زمین پر **ف ۲** **فصل** زکوۃ خارج کا بیان ہی **قولہ تعالی** وَهُوَ الَّذِیْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُکُلُهٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِهٍ کُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ **ف**

اور اُسنے پیدا کئے باغ چھتریوں کے اور بغیر چھتریونکے اور کھجور اور کھیتی کئی طرح ہے اُسکا پھل اور زیتون
اور انار آپسمین ملتا اور جدا کہاؤ اُسکے پہل مین سے جسوقت پھل لاوے اور دو اُسکا حق جس دن
کٹے اور بیجا نہ اُڑاؤ اُسکو خوش نہین آتے اُڑانے والے ف موضح القرآن مین ہے کہ اُسکا حق
جس دن کٹے یعنے زکواۃ اور مال کی زکوۃ ہے برس کے بعد اور اُسکی زکواۃ اُسی دن ہے جب
ہاتھ لگے جو زمین اپنی ملک مین ہو اور اُسین خراج نہ آتا ہو اُسکے محصول مین حق اللہ کا ہے اگر پانی
ڈولی سے ہو تو بیسوان حصہ اگر مینہ پانی دیوے ہو تو دسوان حصہ اور تفسیر احمدی مین ہے
کہ آتوا صیغہ وجوب اسکے لئے ہے اور حق سے مراد زکواۃ ہے عشر ہو یا اُسکا نصف اور اسکو زکوۃ الزمین
زکوۃ فی الخارج کہتے ہین اور بیان مسئلہ کا یہ ہے کہ جو چیز زمین سے نکلی اُسمین ابو حنیفہ کے نزدیک
زکوۃ واجب ہے مگر ہیزم اور نے اور گیاہ مین پر جو آسمان سے پانی پاوے اُسمین عشر چاہیئے
اور جو مشکیزہ اور ڈول سے پانی پاوے اُسمین نصف عشر چاہیئے اور سال بھر باقی رہنا
اور پانچ وسق کو پہنچنا شرط نہین ہے اور صاحبین شرط کہتے ہین اور ترکاری مین امام کے نزدیک
صدقہ ہے پر صاحبین کے نزدیک نہین اور جو شہد عشری زمین مین ہو اُسمین بھی عشر ہے خواہ
قلیل ہو خواہ کثیر اور شافعی کے نزدیک واجب نہین اور جو شہد اور پھل پہاڑ مین ہو اُسمین
عشر واجب ہے ابو حنیفہ کے نزدیک اور ابو یوسف کے نزدیک نہین جو گھر کہ باغ ہو گیا اگر مسلمان
اُسکو پانی عشری دیتا ہے تو عشر اُسمین واجب ہے اور جو پانی خراجی دیتا ہے تو خراج واجب ہے
اور جو ذمی اسکو پانی دیتا ہے تو خراج ہی واجب ہے گو عشری پانی دیتا ہو اور جو گھر کہ رہنے کے
لئے ہو اُسمین کچھ واجب نہین کیونکہ حضرت عمر نے مساکن مین عفو کیا ہے ف اکلیل مین ہے

کہ اسس آیہ سی دلیل پکڑی ہے جسنے کہ زکاۃ ہر کہیت مین اور پہل مین جسمین ہمانی ہوتون اوراناج مین واجب کروانا ہے **فصل** مصارف زکوۃ کا بیان ہے **قولہ تعالی** إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ **ت** زکوۃ جو ہے سو حق ہے مفلسونکا اور محتاجونکا اور اسکا کام پر چلنے والونکا اور جنکا دل پرچانا ہے اور گردن چہڑانے مین اور جو تاوان بہرین اور اللہ کی راہ مین اور راہ کے مسافرکو ٹہرا دیا ہے اللہ کا اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا **ف** موضح القرآن مین ہے جسپاس مال نہو وہ مفلس ہے گو حاجت چلی جاوے جیسے ہر روز کے غنی اور محتاج جنکی حاجت بند ہو اور زکوۃ عامل مینہ پاوے موافق خرچ کے اور دل جنکا پرچانا ہے وہ لوگ تہے کہ طمع پہ مسلمان ہوئے لیکن سردار قوم تہے انکے طفیل سے یہہ بہی مسلمان ہوئے اب علما انکو نہین گنتے اور گردن چہڑانی غلام کی آزادی یا بندی کی اور تاوان دار جو قرضدار ہو اگرچہ مالدار ہو اور قرض برابر رکہتا ہو اور اللہ کی راہ یعنے جہاد کا خرچ اور مسافر جو نے خرچ ہو اگرچہ گہر مین سب موجود رکہے **ف[٢]** **فصل** مسلمانون سے زکوۃ لینا اور دعا دینے کا بیان ہے **قولہ تعالی** خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ **ت** لے انکے مال مین سے زکوۃ کہ انکو پاک کرے اس سے اور دعا دی انکو **ف** اکلیل مین ہے کہ ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اخراج کیا ہے کہ خذ من اموالہم سے مراد اونٹ اور گائی اور بکری اور غیر انکے ہے اس سے دلیل ہے کہ زکوۃ امام کو دینا واجب ہے اور مستحب ہے کہ امام زکوۃ دینے والے

کو دعا

کو دعا دے اور ظاہر اً معلوم ہوتا ہے کہ دعا امام پر واجب ہے اور بعضوں نے ظاہر آیہ سے استدلال کی ہے کہ پیغمبر کے سوا اور پر بھی درود یا استقلال درست ہے

کتاب الصوم

قوله تعالی یا ایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات فمن کان منکم مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر وعلی الذین یطیقونه فدیة طعام مسکین فمن تطوع خیرا فهو خیر له وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون ط ف اے ایمان والو حکم ہوا تم پر روزے کا جیسے حکم تھا تم سے اگلوں کو شاید تم پرہیزگار ہو جاؤ کئی دن ہیں گنتی کے پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو گنتی چاہیے اور دنوں سے اور جنکو طاقت ہے تو بدلا چاہیے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اسکو بہتر ہے اور روزہ رکھو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو ف تفسیر احمدی میں ہے کہ کتب علیکم الصیام سے روزے کی فرضیت معلوم ہوئی اور کما کتب میں جو تشبیہ ہے سو فقط روزے کی فرضیت میں ہے نہ تعین ایام میں اسلئے کہ امتوں سابقہ پر روزے رمضان کے فرض نہ تھے بلکہ اور روزے تھے جیسے ایام بیض کے روزے آدم پر اور عاشورہ کا روزہ موسی پر اور تشبیہ کیفیت میں اسلئے کہ مریم کا روزہ چپکے کا تھا اور اور لوگوں کا روزہ اسطرح تھا کہ آفتاب کے ڈوبنے کے بعد وقت عشا تک کھانا اور پینا اور صحبت کرنا درست تھا نہ صبح تک اور ایام معدودات سے روزے مہینے رمضان کے مراد ہیں اور فمن کان منکم مریضا او علی سفر سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر کو

رخصت ہے افطار کی ف ۲ اور اللہ تعالیٰ نے علی سفر فرمایا اور مسافر اِلّا جیسے کہ مریضا
فرمایا تھا اس لیے کہ علی استعلا کی معنوں پر آتا ہے وہ مشعر ہے اس پر کہ سفر اختیاری ہے بخلاف مرض کے
کہ وہ غیر اختیاری ہے اس سبب سے ہے کہ جو مقیم نے افطار کیا پھر مسافر ہوا اس سے کفارہ ساقط
نہیں ہوتا اور جو مریض کہ صحت کی حالت میں افطار کرے پھر اسی دن بیمار ہوا اس سے کفارہ ساقط
ہو جاتا ہے اور فعدۃ من ایام اخر سے معلوم ہوا کہ جو رمضان میں مریض اور مسافر نے افطار
کیا سوائے رمضان کے تمام سال میں اسکو اختیار ہے کہ قضا کرے لیکن پانچ دن ایک عید الفطر دوسرا
عید الضحیٰ اور تین دن ایام التشریق کہ گیارھویں اور بارھویں اور تیرھویں تاریخ ذی حجہ کو کہتے ہیں یہی
مستثنیٰ ہیں کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ ان دنوں میں روزہ نہ رکھو کہ وہ ایام کھانے اور پینے اور بی بی سے
صحبت کرنیکے ہیں اور قضا میں پے در پے ہونا شرط نہیں جدا جدا اور فصلاً فصلاً بھی درست ہے
اور وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین کے دو معنے ہیں ایک یہ کہ جو لوگ طاقت روزے
کی رکھتے ہیں پر عادت نہیں ہے انکو چاہیے بدلے ایک فقیر کا کھانا اس صورت میں یہ آیت ابتدائے
اوائل اسلام پر کہ پہلے ایسے ہی تخییر تھی جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے اسکے بدل فدیہ دے بعد اسکے
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے اختیار منسوخ ہوا دوسرے یہ کہ لا نفی کا اس مقام
محذوف ہے یا ہمزہ افعال کا سلب کے لئے ہے معنے یہ ہیں کہ جو طاقت روزے کی نہیں رکھتے ہیں
وہ فدیہ دیں ایک غریب کا کھانا اس صورت میں یہ آیت شیخ فانی کے حق میں ہے ف ۳ اکلیل میں ہے
فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا الآیہ سے دلیل پکڑی ہے اس نے کہ مباح کیا ہے فطر کو بمجرد مرض کے
اگرچہ آسان بھی ہو اور بمجرد سفر کے اگرچہ چھوٹا بھی ہو یا غیر مباح اور فعدۃ من ایام اخر سے بعضوں نے

ف ۲ [illegible]

ف ۳ [illegible]

دلیل پکڑی ہے کہ قضا بر فور لازم نہیں ہے بخلاف داؤد کے کہ بر فور کے قائل ہیں اور جو کوئی سارا
رمضان افطار کرے وہ قضا کرے موافق دنوں گنتی کے جو رمضان کے تیس دن پورے تھے
اور قضا کا مہینا کم نقصان ہو نہیں کر سکتا اور جو رمضان کے انتیس دن تھے اور قضا کا مہینا تیس
کامل ہوا تو پورا مہینا قضا لازم نہیں بخلاف اس شخص کے کہ جسنے دونوں صورتوں میں مخالفت کی ہے
اور دلیل پکڑی ہے آیہ سے اس بات پر کہ جو روزے رمضان کے ٹوٹے دنوں میں تھے اور قضا چھوٹے
دنوں میں کیا تو درست ہے اور کلمہ طعام مسکین سے معلوم ہوا کہ اس فدیہ کا مصرف مسکینونکا
گروہ ہے نہ اہل زکوٰۃ اور ابو عبیدہ نے کہا کہ عورت حاملہ اور دودھ پلانے والی میں اختلاف ہے
بعضوں نے کہا ہے انپر فقط فدیہ ہے قضا نہیں اور بعضوں نے کہا کہ فقط قضا ہے فدیہ نہیں اور بعضوں نے
کہا کہ انپر دونوں ہیں ہر قائل نے اپنے موافق آیہ میں تاویل کی ہے جو فقط فدیہ کے قائل ہیں وہ کہتے
ہیں کہ یہ دونوں عورتیں ان میں سے ہیں جو طاقت نہیں رکھتیں اور اہل سفر اور اہل مرض سے نہیں ہیں
ایسے لوگ اہل فدیہ ہیں اور جو فقط قضا کے قائل ہیں انہوں نے ان دونوں کو بیماروں میں گنا ہے
اور جو فدیہ اور قضا کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے عذر والوں کے دو حکم فرمائے ایک آیہ میں
قضا کا حکم دوسری آیہ میں فدیہ کا ان دونوں کو کسی میں نہ پایا اسلئے احتیاطاً قضا اور فدیہ دونوں
واجب کیا اور بعضوں نے دلیل پکڑی ہے آیہ سے کہ مسافر اور بیمار بھی فدیہ دیں عموم لفظ کے لئے
اسکا جواب یہ ہے کہ مسافر اور مریض کے حق میں پہلے فعدة من ايام اخر ارشاد کیا ہے
وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين کو اسپر معطوف کیا اور معطوف غیر ہوتا ہے
معطوف علیہ کا اور آیہ میں رد ہے اس شخص پر جو قائل ہے کہ شیخ فانی سے روزہ ساقط ہو جاتا ہے

بالا فدیہ ادا کرنا ہے فدیہ بالکل ہی دا نیہ ف قوله تعالى شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ

أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ

مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ

عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ؕ ف مہینا رمضان کا جس مین نازل

ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگونکے اور کھلی نشانیان راہ کی اور فیصلہ پھر جو کوئی پاوے تم مین یہ مہینا

تو اُسکو روزہ رکھے اور جو کوئی ہو بیمار یا سفر مین تو گنتی چاہیے اور دنون سے اللہ چاہتا ہے

تم پر آسانی اور نہین چاہتا تم پر مشکل اور اسواسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو اللہ کے

اُسپر کہ تمکو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو ف موضح القرآن مین ہے اس سے معلوم ہوا

کہ رمضان کا مہینا اس سبب برا ہے کہ اُسمین اترا قرآن پس قرآن کی خدمت اس مہینہ مین

اول چاہیے اسی سبب رسول خدا نے تقید کیا تراویح کا اور آپ چند روز جماعت کر کر پھر نکوتی

کہ قرآن اشارہ ہے جسکے فرض نہ ہو جاوے ف اور اکلیل مین ہے کہ بعضے اصولیون دلیل پکڑی

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ سے کہ مسافر اور مریض اور حائض پر روزہ واجب ہے

کیونکہ وہ بھی مَن شهد مین داخل ہین اور ابو [illegible] نے دلیل پکڑی ہے کہ جو بعض شہر مین پاوے تو

اُسکو تمام روزے لازم ہین جو سفر کرے تو اُسکو افطار مباح نہین ہے اخرج سعید بن منصور نے

ابن عمر سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی سے اخراج کیا کہ جو کوئی رمضان پاوے گھر مین

پھر مسافرت اختیار کرے اُسکو روزہ لازم ہے کیونکہ اللہ نے فرمایا مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

الشهر فليصمه ف قوله تعالى أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ

فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللهُ لَكُمْ

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ف حلال ہوا تمکو روزہ کی راتین بے پردہ ہونا اپنے عورتوں سے

وہ پوشاک ہین تمہاری اور تم پوشاک ہو انکی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے

سو معاف کیا تمکو اور درگذر کی تمسے اب ملو انسے اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تمکو اور کھاؤ

اور پیو جبتک صاف نظر آوے تمکو دھاری سفید جدی اور دھاری سیاہ سے فجر کی پھر پورا

کرو روزہ رات تک ف تفسیر احمدی مین ہے کہ مفطرات یعنے صحبت عورت کی اور کھانا

اور پینا سونے سے پہلے عشا تک حلال تہا بعد اسکے حرام یہ حکم ہمارے حضرت کے زمانہ تک باقی رہا

یہانتک کہ حضرت عمر اور بہت صحابہ نے شہوت سے رمضان کے راتوکو صحبت کی پھر نادم

ہوکر صبح کو حضرت سے عرض کیا تب آیۃ أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اتری اس سے معلوم ہوا

کہ تمام رات فجر تک صحبت روا ہے فخر الاسلام بزدوی نے اشارۃ النص کے بحث مین

کہا ہے کہ اللہ نے سبب جنابت کو یعنے جماع کو فجر تک مباح کیا اسمین اشارہ ہے کہ جنابت

روزے کی منافی نہین ہے اس واسطے کہ جب ہو کر صبح کو اٹھا اسنے کہ جو آخر رات تک جماع کیا نہانے

وہین غسل واقع ہوگا اور بعضو نے کہا کہ صرمہ بن القیس الغنوی ایک شخص فقیر تمام دن مزدوری کر

لیتا ابا کہ کملاتا تھا ایک مرتبہ رمضان مین تہک گیا اور راتکو سوگیا کھانا اسکو نہ ملا

تفسیر احمدی مین ہے یا ہدی اور بیضاوی اور حسینی ... امن سے ... کہ ... قتل

اور غارت حرام ہے یا بناہ ہے جنون اور جذام اور برص سے یا نہ ہد ستی یا شکار ہرن کا

بناہ ہے یہان تک کہ شیر یا بہیریا یا جو ہرن کا پیچہا کرے اور ہرن حرم مین آوے تو اسکے پیچہے

باز رہتا ہے یا بناہ ہے اللہ کے عذاب سے ف۲۴ اور مکہ کے حرم مشہور کتابون مین ہین برخی کے

حاشیون مین ہے کہ حرم مکہ کے گرد کو کہتے ہین مشرق کیطرف چہ میل اور مغرب کیطرف

چوبیس میل اور بعضونکے نزدیک تین میل ہین یہ صحیح ہے اور شمال کیطرف اٹھارہ میل اور

جنوب کیطرف چوبیس میل **قولہ تعالیٰ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ**

مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ

کَانَ اٰمِنًا وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ت تحقیق پہلا گہر

جو ٹہرایا گیا ہے لوگونکے واسطے یہی ہے جو مکہ مین ہے برکت والا اور نیک راہ بہلانیکے لوگونکو انمین

نشانیان ظاہر ہین کہڑے ہونیکی جگہہ ابراہیمؑ کی اور جو اسکے اندر آیا اسکو امن ملا اور اللہ کا

حق ہے لوگون پر حج کرنا اس گہر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ ف من دخلہ کان آمنا سے

اکثرون نے یہ مراد لی ہے کہ جو اسکے اندر آیا جاہلیت والا امن ہوا قتل اور غارت سے اور جو

اسکے اندر آیا اسلام والا خون ریزی وغیرہ کئے ہوئے وہ امن ہوا حدود اور قصاص سے

ف۲۳ اور وللہ علی الناس حج البیت الآیہ سے معلوم ہوا کہ جو استطاعت رکہتا ہو اسپر حج

فرض ہے استطاعت السبیل مین اختلاف ہے شافعی کہتے ہین کہ استطاعت عبارت ہے زاد اور

راحلہ سے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی استطاعت السبیل کو زاد اور راحلہ کے تفسیر کی ہے اور

مالک کہتے ہین کہ صحیح ہونا بدنکا اور قادر ہونا چلنے پر اور ہنر پر کہ اسی سے زاد اور راحلہ حاصل ہو یا استطاعت ہے اور ہمارے امام فرماتے ہین کہ بدنکا صحیح اور قادر ہونا زاد راحلہ پر شرط ہے بلکہ امن راہ بھی اور زاد اور راحلہ مین شرط ہے کہ کفایت کرے تا اور جانے اور فاضل ہو اسکے ضروریات سے اور اسکے عیال کے نفقہ سے اور اسوقت تک کہ وہ پھرے اپنے گھر کو اور راحلہ مین اسقدر چاہیے کہ ایک جانب محمل کے دونو جانبون اسکے سے بکرایہ لے سکتا ہو یا ایک سواری اونٹ کی کہ اسکا اسباب لے چلے اور ہدایہ مین ہے کہ اگر اسقدر مال ہو کہ ایک اونٹ کو دو آدمی کرایہ کرین اور ایک پیچھے دوسرے کے بیٹھے تو اسپر حج فرض نہین

فصل قولہ تعالی

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ اور جب ٹھیک کردیا ہم نے ابراہیم کو ٹھکانا اس گھر کا کہ شریک نکر میرے ساتھ کسیکو اور پاک رکھ میرا گھر طواف کرنے والون واسطے اور کھڑے رہنے والون کے اور رکوع اور سجدہ کرنے والون کے اور پکار دے لوگو مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پانو چلتے اور سوار ہو کر دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے

ف یاتوک رجالا بوجھا گیا کہ حج مین پیادہ اور سوار چلنا درست ہے ابن عربی نے کہا کہ ہمارے علما نے رجالا کی تقدم سے دلیل پکڑی ہے کہ پیادہ جانا افضل ہے ایسا ہی ہے احمدی اور بیضاوی اور اکلیل مین موضح القرآن ہے کہ اپنے شوق سے ہزارون خلق پیادہ آتی ہین لیکن فرض تب ہے کہ سواری پیدا ہو اگر مکہ نزدیک ہے یا کسی شخصکو چلنے کی عادت ہے تو اما[م]

مالک کے نزدیک فرض ہے **فصل حج کے وقت کا بیان** آیتیں **قولہ تعالیٰ**

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی وَاتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَاۤ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ **ف** حج کے گنتی کے مہینے ہیں معلوم پھر جسنے لازم کرلیا ان مین حج تو نہ بے پردہ ہونا ہے عورتون سے نہ گناہ کرنا نہ جھگڑا کرنا حج مین اور جو کچھ تم کروگے نیکی وہ اللہ کو معلوم ہوگی اور خرچ راہ لیا کرو کہ خرچ راہ مین بہتر ہے گناہ سے بچنا اور مجھسے ڈرتے رہو اے عقلمندو کچھ گناہ نہین تم پر کہ تلاش کرو اپنے ربکا فضل پھر جب طواف کر چلو عرفات سے تو یاد کرو اللہ کو نزدیک مشعر الحرام کے اور اسکو یاد کرو جسطرح تمکو سکھایا اور تم تھے اس سے پہلے راہ بھولے پھر طواف کو چلو جہان سے سب لوگ چلین اور گناہ بخشواؤ اللہ سے اللہ ہے بخشنے والا مہربان **ف** حج کا وقت شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحج کے ہین ہمارے نزدیک اور شافعی کے نزدیک نو دن ذی الحج کے مع دسوین تاریخ کی رات اس صورت مین عید قربان کا دن حج کے وقتمین داخل نہین ہے اور مالک کے نزدیک تمام ذی الحج کا مہینا ہے اور خلاف اسلئے ہے کہ شافعی کے نزدیک وقت سے مراد وقت احرام ہے وہ نحر کے دن صحیح نہین اور مالک کے نزدیک مراد وقت ہے کہ جسمین سوائے

حج کے بیان مین آیتین

حج کے اور مستحسن بہتر ہے اس صورت میں عمرہ اُنکے نزدیک ذی الحجہ کے بقیہ میں مکروہ ہے اور ہمارے
نزدیک وہ وقت ہے کہ اُسمین حج کے اعمال اور اُسکے مناسک بھی ادا ہوں وہ ہمارے
قول مین حاصل ہے اور رفث سے مُراد جماع ہے یا ذکر جماع کا عورتوں کے پاس یا کلام فاحش
اُس سے معلوم ہوا کہ احرام مین نکاح کرنا منع نہین جو محرم اور محرمہ نکاح کرین تو اُسکو درست ہے
پر جماع نکرین اور فسوق وہ گناہ ہے کہ شرع کے حدون سے نکل جاوے یا اُنسانون کو لقب بد
پکارنا اور جدال سے مُراد جھگڑا کرنا رفیقون اور خادمون سے یا جھگڑا کرنا مُشرکون کا حج کے وقت
تقدیم اور تاخیر مین کیونکہ مشرک مخالف تھے تمام عرب کے وہ مشعر الحرام مین ٹہرتے اور سب
عرفہ مین اور یمن والے بے زاد اور راحلہ جاتے شدت حاجت سے اہل مکہ سے سوال کرتے لوگوں کو
رنج ہوتا اللہ نے فرمایا وتزودوا یعنے اپنے گھرون سے زاد لو اور کھانا نہ مانگو اور ایک قوم گمان
کرتی تھی کہ جو لوگ حج کو آتے ہیں اور تجارت وغیرہ کرتے ہیں تو وہ حاجی نہین ہین اور حج کا
ثواب انکو نہین اللہ نے فرمایا لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم یعنے تمکو نفع
اور فائدہ تجارت کا مباح ہے اس سے معلوم ہوا کہ حج کے راہ مین تجارت اور سب کسب درست
ہین اور فمن فرض مین مشروعیت ہے نیت کی اور تلبیہ کی ابن منذر نے ابن مسعود اور ابن زبیر سے
اور ابن جریر نے ابن عباس سے اخراج کیا ہے کہ فرض سے مُراد احرام ہے اور ابن حاتم نے ابن عمر سے
اور ابن المنذر نے ابن عباس سے اخراج کیا کہ اہلال مُراد ہے اور سعید بن منصور نے عطا سے اخراج کیا کہ
تلبیہ مُراد ہے اور تزودوا فان خیر الزاد التقوی مین کئی باتین ہین ایک یہ کہ تزود مستحب ہے
دوسری یہ کہ تزود توکل کی منافی نہین تیسری یہ کہ سوال بد ہے اور فاذا افضتم من

بہتر ۱۲
لبیک کہنا ۱۲
یعنے احرام کہولنا ۱۲
لبیک ۱۲

عرفات فاذکروا الله عند المشعر الحرام مین دلیل ہے کہ وہان ہین ٹھہرنا فرض تھا
کیونکہ افاضت نہین ہوتا ہے مگر وقوف کے بعد اسلئے کہ افاضت کے معنے ہین ٹھہرنا اور کثرت
پانی کا گرنا اور افضتم کا مفعول محذوف ہے یعنے پہیر دو اونٹ اپنے کو عرفات سے اسسے
معلوم ہوا کہ پہلے عرفات مین ٹھہرے تھے پہر حکم ہوا وہان سے چلنے کا اور عرفات جمع عرفہ
کی ہے نام ایک موقف کا ہے ف ۲ اکلیل اور موضح القرآن مین ہے کہ یہ بھی کفر کی غلطی تھی
کہ مکے کے ساکن عرفات تک نجاتے کہ عرفات حرم سے باہر ہے حد پر کہڑے رہتے سو فرمایا
کہ جہان سے سب لوگ چلین طواف کو تم بھی چلو اور اگلی تقصیر پر نادم ہو فصل طواف
زیارۃ کا بیان ہے قوله تعالی ولیطوفوا بالبیت العتیق ط ف اور طواف
کرین اس قدیم گھر کا ف یہ امر وجوب کے لئے ہے اس سے مراد ہے طواف زیارت کا
اور ہو سکتا ہے کہ طواف رجوع مراد ہو اسلئے کہ آیۃ افاقی کے حق مین ہے اور عتیق قدیم کو کہتے
ہین اسلئے کہ پہلے وہی گھر بنا ہے یا یہ کہ جبابرہ کے ہاتھ سے آزاد رہا اور حجاج نے دوبارہ
اسکو کعبہ کا ہدم منظور نتھا فقط ابن زبیر کے لئے حیلہ کیا تہا پہر بنا دیا یا نوح کے طوفان مین
غرق سے آزاد رہا اور اہل اصول نے ذکر کیا ہے کہ محدث کو طواف کعبہ کا جائز ہے اور شافعی
کہتے ہین کہ نہین جائز ہے کیونکہ اسکے اعمال مین شرطین نماز کے چاہئین اسلئے کہ حضرت نے
فرمایا الطواف الصلوۃ ہم جواب دیتے ہین کہ نص غیر مقید ہے طہارت سے وہ خاص ہے محتمل
بیان کے نہین پس خبر واحد اسکی بیان نہوگی بل زیادت ہوگی اور زیادت بمنزلہ نسخ کے
ہے ہمارے نزدیک اور خبر واحد سے کتاب کا نسخ ہرگز جائز نہین پس محدث کو طواف درست

ہوگا

ہوگا اور حطیم کعبہ مین داخل ہے اُسکا بیان شرح وقایہ مین مفصل ہے کہ طواف اُسکے ورا مین
دیوار میزاب خانہ کعبہ
واجب ہے پر اُسکے طرف نماز جائز نہین ایسی ہی ہے تفسیر احمدیہ مین **فصل** خلف مقام کے
دوگانہ پڑھنے کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی **ت**
اور کر رکھو جہان کھڑا ہوا ابراہیمؑ نماز کی جگہ **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ مقام ابراہیمؑ وہ پتھر ہے کہ جسمین
ابراہیمؑ کی قدمونکا نشان ہے یہ امر استحباب کے لئے ہے کیونکہ نماز کعبہ کے گرد چارون طرف
روا ہے کسی سمت کو تخصیص نہین **ف**۲ اور بعضے سارے حرم کو مقام ابراہیمؑ کہتے ہین اور بعضے
مواضع مناسک کو اور بعضے مکہ کو اور مسجد اور خانہ کعبہ کو **فصل** سعی بین الصفا والمروہ کا بیان
ہے **قولہ تعالیٰ** اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ
ت صفا اور مروہ جو ہین نشان مین اللہ کے پھر جو کوئی حج کرے اس گھر کا یا زیارت
تو گناہ نہین اُسکو کہ طواف کرے ان دونون مین جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ
قدردان ہے سب جانتا **ف** موضح القرآن مین ہے کہ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہین مکے کے شہر مین
عرب کے لوگ حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے ہمیشہ حج کرتے رہین ہین لیکن کفر کے وقتمین اکثر
غلطیان پڑگئین تہین ان دو پہاڑون پہ دو بت دھرے تھے حج مین وہان بھی طواف کرتے
جب لوگ مسلمان ہوئے جانا کہ یہ کفر کی غلطی تھی اب وہان نہ جایا چاہئے اُسپر یہ آیہ اتری **ف**۳
اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ سعی احمد بن حنبل کے نزدیک سنت ہے یہی قول ہے انس بن مالک
اور ابن عباس کا جیسا کہ تصریح کی قاضی بیضاوی اور صاحب کشاف نے کیونکہ آیہ کے مفہوم سے

اباحت ہی اور رسول اور صحابہ کے فعل سے جانب واجب کی رجحان ہوا پس ثابت ہوئی اور

مالک اور شافعی کہتے ہیں کہ رکن ہی کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ دوڑو تم اسلئے تم پر دوڑنا لکھ

دیا ہی اور ہمارے نزدیک واجب ہی کیونکہ حضرت اور آپکے اصحاب اس پر مداومت

فرماتے کبھی ترک نہیں کیا پس واجب ہوا اور ترک سے دم واجب ہوتا ہی جیسا کہ متن میں

معلوم ہوا اور حضرت کے قول میں جو لکھ دیا مذکور ہی سو لکھ دینا استحبابا یا مراد ہی وجوبا

فصل عمرہ کا بیان ہی قولہ تعالیٰ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ف اور پورا کرو حج

اور عمرہ اللہ کے واسطے ف حج میں تین فرض ہیں احرام باندھنا اور عرفہ میں ٹھہرنا اور طواف

زیارت کرنا اور چار واجب ہیں مزدلفہ میں ٹھہرنا اور صفا اور مروہ کے مابین میں سعی کرنا اور

رمی الجمار اور طواف رجوع کرنا آفاقی کو اور حلق وغیرہ سنت اور آداب ہیں اور عمرہ میں دو

کنکر پھینکنا ۱۲

رکن ہیں طواف اور سعی اسمیں توقیت نہیں سال بھر درست ہی پر عرفہ کے دن اور دسویں

گیارہویں بارہویں تیرہویں ذی الحجہ کی مکروہ ہی یہ فرق ہی درمیان حج اور عمرہ کے جو کوئی کہے کہ اگر

اتموا کا صیغہ وجوب کے لئے ہی تو چاہئے عمرہ بھی واجب ہو حج کی طرح جیسے کہ مذہب ہی شافعی کا اور اگر

ندب کے لئے ہی چاہئے حج مثل عمرہ کے سنت ہو یہ خلاف ہی مذہب کے تو اسکا جواب زاہدی میں

ہی کہ یہ امر ندب کے لئے اسلئے ہی کہ ابتداء اسلام میں حج اور عمرہ دونو مندوب تھے پر حج کی فرضیت

وللہ علی الناس حج البیت سے ثابت ہوئی اور اتموا کے لفظ سے دلیل ہی اسبات کی

کہ جو حج اور عمرہ شروع کرے فرض ہو یا نفل اسکو تمام کرنا واجب ہی بعضوں نے دلیل پکڑی ہی

کہ حج اور عمرہ دونو کا علیحدہ ہونا افضل ہی اور بعضوں نے اتمام سے یہ مراد لی ہی کہ قصد حج اور عمرہ کا

[illegible]

خالص ہو نہ قصد ہو اُسمین تجارت اور تماشا دیکھا اور نفقہ حلال ہو اور بعضون نے کہا کہ دونوں کی
مناسک تمام اور کمال یہ علیحدہ علیحدہ ادا کرے اور بعضون نے عموم آیت سے حجت پکڑی کہ جو احرام جماع
سے فاسد ہو تو تمام کرے **فصل** عمرہ مین حلق کا شرط ہونیکا بیان ہے **قولہ تعالیٰ**
لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ
مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ
ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا **ت** اللہ نے سچ دکھایا ہے اپنے رسول کو خواب تحقیق تم داخل ہو
رہو گے ادب والی مسجد مین اگر اللہ نے چاہا چین سے بال مونڈتے اپنے سرون کے اور کترتے بے خطرہ
پھر جانا جو تم نہین جانتے پھر ٹہرادی اُسکے ورے ایک فتح نزدیک **ف** اکلیل مین ہے کہ لتدخلن
المسجد الحرام ان شاء اللہ سے بوجھا گیا کہ ہر کلام مین مشیت کا ذکر مستحب ہے اور محلقین
رؤسکم ومقصرین سے معلوم ہوا کہ حلق غیر معین ہے بلکہ اُسکے عوض تقصیر ہے اور حلق اور تقصیر
خاص ہے سر کے لئے نہ داڑہی اور تمام بدن کے بال کے لئے **قولہ تعالیٰ** وَاذْكُرُوا اللّٰهَ
فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ
عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ **ت** اور یاد کرو اللہ کو
کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن مین اُسپر نہین گناہ اور جو کوئی رہگیا اُسپر نہین
گناہ جو کوئی کہ ڈرتا ہے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ تم اُسی پاس جمع ہو گے **ف**
ایام معدودات سے ایام تشریق مراد ہین اور ذکر سے تکبیر نمازون کی پیچھے کہ واجب ہے
اُسپر جو جماعت سے نماز پڑہے عرفہ کی فجر سے عید کی عصر تک امام کے نزدیک اور آخر ایام تشریق تک

عصر تک صاحبین کے نزدیک اور اُسی پر عمل ہے اِس صورت مین امر وجوب کے لئے ہے یا وہ تکبیر
جو بطن وادی جمرہ عقبہ کو سات کنکر پھینکتے اور ہر کنکر پر تکبیر کہتے ہین اِس صورت مین اگرچہ
رمی واجب ہے پر تکبیر سنت ہے امر استحباب کے لئے ہے ف فصل احرام مین صید
حرام ہونے کا بیان ہے قولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ
لَکُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ف
اے ایمان والو پورا کرو اقرار حلال ہوئے تمکو چوپائے مواشی سوائے اُسکے جو تمکو سنا دینگے مگر حلال
نجانو شکار کو اپنے احرام مین ف موضح القرآن مین ہے کہ مواشی وہ جانور ہین کہ جنکو لوگ پالتے
ہین کہانیکو جیسے گائے بکری پھر جنگل کے ہرن اور نیلگاؤ وغیرہ اُسمین داخل ہین کہ جنس ایک ہے
اُنکو احرام کے وقت اور اِسیطرح حرم کے مکان مین حرام فرمایا اُسکے ساتھ حرم کے ادب اور بھی
فرمائے ف قولہ تعالیٰ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ
حُرُمٌ ف اے ایمان والو نہ مارو شکار جسوقت تم ہو احرام مین ف صید سے مراد وہ حیوان ہے
کہ اُس سے وحشت ہو خواہ ماکول اللحم ہو خواہ غیر ماکول اللحم اور مالک اور شافعی خاص کرتے ہین
ماکول اللحم کو ہر تقدیر مین گزندہ کتا اور کوا اور بچھو اور چوہا اور چیل آیہ سے مستثنی ہین اور بھیڑیا اور
پسو اور قراد اور کچھوا اور چیونٹی ہمارے نزدیک عفو ہے بخلاف زفر کے اور بعضون نے عموم آیہ سے
دلیل پکڑی ہے کہ چوہا اور کوا اور کتا اور مثل اُسکے موذیات محرم نہ قتل کرے مگر حدیث سے یہ
مردود ہے ایسا ہی ہے تفسیر احمدی اور اکلیل مین قولہ تعالیٰ اُحِلَّ لَکُمْ صَیْدُ الْبَحْرِ
وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِلسَّیَّارَةِ وَحُرِّمَ عَلَیْکُمْ صَیْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ف

حلال ہوا دریا کا شکار اور اسکا کہانا فائدہ کو تمہارے اور مسافرون کے اور حرام ہے تم پر
شکار جنگل کا جب تک ہو احرام مین **ف** موضح القرآن مین ہے کہ احرام مین دریا کا شکار یعنے
مچہلی حلال ہے اور دریا کا شکار کہانا یعنے مچہلی پانی سے جدا ہو کر مر گئی اور اسنے نہین پکڑی وہ بھی
حلال ہے اور مدارک مین ہے کہ حلال ہے دریا کا شکار ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم اور وہ وہ ہے
کہ سوا پانی کے اور جگہ نہ جئے مدعا یہ ہے کہ دریا مین جتنی چیزین شکار ہوتی ہین ان سب سے نفع لینا
حلال ہے اور جو چیز دریا کی کہائی جاوے اسکا کہانا حلال ہے مقیمون کے لئے کہ وہ گوشت تازہ
کہاوین اور مسافرون کے لئے یعنے فقط مچہلی کہ اسکے ہوئے گوشت کو راہ مین لیجاوین جیسے
حضرت موسیٰ جب خضر پاس چلنے لگے مچہلی کا توشہ لیگئے اور جنگل کا شکار وہ ہے کہ جو جنگل مین بچے
دیوے گو بعض وقت پانی مین رہتے جیسے بطخ کہ جنگلی ہے بچے جنگل مین دیتی ہے دریا اسکا گویا چراگاہ
ہے **ف**[۲] **فصل** تمتع کا بیان ہے **قوله تعالیٰ** فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ
فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ
وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ **ت** پھر جب تمکو خاطر جمع ہو تو جو کوئی فائدہ لیوے عمرہ ملا کر
حج کے ساتھ جو میسر ہو قربانی پہنچاوے پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ تین دن کا حج کے وقتمین اور
سات دن جب پھر کر جاؤ یہ دس ہوئے پورے یہ اسکو ہے جسکے گہر والے نہون رہتے مسجد الحرام
پاس اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان رکھو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے **ف** تفسیر احمدی مین ہے
کہ حج اور عمرہ کی تین طریق ہین ایک یہ کہ حج کا احرام باندھے اور اسکے اعمال اور افعال ادا کرے

پھر عمرہ کا احرام باندھے اور اُسکے اعمال اور افعال ادا کیجیے اُسکو افراد کہتے ہین دوسری
یہ کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوکا احرام باندھے اور کہے لبیک بحجۃ و عمرۃ اور شافعی کے نزدیک
اس صورت مین فقط حج کے اعمال کرتے ہین عمرہ اُسکے ضمن مین ہو جاتا ہے پر ہمارے نزدیک
دونوکا احرام ساتھی باندھتے ہین پہلے عمرہ کے افعال کرے سات بار طواف بعد اُسکے
صفا اور مروہ مین دوڑنا پھر حج کے افعال کرے سات بار طواف قدوم کرے بعد اُسکے کرے
وہ حج کے افعال کہ جسکا بیان گذرا اُسکو قران کہتے ہین تیسری یہ کہ عمرہ کا احرام میقات سے
باندھے اور مکہ مین آکر اُسکے اعمال سے فارغ ہوکر احرام سے نکلے اور ممنوعات سے فارغ ہو
پھر احرام باندھے مکہ مین حج کا ترویہ کے دن اور قبل اُسکے افضل ہے اور حج کے افعال ادا کرے
یعنے اٹھوین تاریخ ذیحجہ کے ۱۲
یہ اُسکا حکم ہے کہ جو قربانی نلاوے اور جو قربانی لاوے وہ احرام سے نہ نکلے پھر حج کا احرام
ترویہ کو مکے کے رہنے والونکی طرح باندھے اُسکو تمتع کہتے ہین شافعی کے نزدیک افراد قران
اور تمتع سے افضل ہے اور مالک کے نزدیک تمتع قران سے افضل ہے اور قران افراد سے اور ہمارے
نزدیک قران افضل ہے تمتع اور افراد سے اللہ تعالے نے اس آیۃ سے تمتع کے احکام بیان فرمائے
یعنے متمتع کو قربانی ضرور ہے نحر کے دن اونٹ یا گائی یا بکری یہ عید کے قربانی کے قائم مقام
نہین اور ہمارے نزدیک متمتع کو اُسکا کہانا درست ہے اور شافعی کے نزدیک نہین اور جو
قربانی نپاوے تو دس روزے رکھے تین روزے حج کے تو یہ مین یعنے حج اور عمرہ کے احرام کے
مابین حج کے مہینونمین اور سات روزے جب حج سے فراغت پاوے اور شافعی کہتے ہین کہ تین
روزے احرام کے باندھنے کے بعد اور حلال ہونے کے قبل جن دنونمین کہ حج مین مشغول ہو اور سات

جب اہل مین پہنچے اور بہتر یہ ہے کہ ذی الحج کی ساتوین آٹھوین نوین روزہ رکھے جو یہ دن تیا
رہین ہمارے نزدیک وہ مستحب ہے اور شافعی قضا کے قائل ہین اور مالک کے نزدیک
عید کے دن ... یا ایام تشریق مین جائز ہے اور جو ہم قائل ہین کہ بعد فراغت حج کے یہ سات روزے
رکھے اسکی وجہ یہ ہے کہ اذا رجعتم سے مراد ہے اذا فرغتم اور شافعی کے نزدیک سوائے وطن کے
اور کہین جائز نہین کیونکہ رجوع کی معنے لینے ظاہری پر ہین اور ذلک کا مشار الیہ ہمارے نزدیک
تمتع ہے یعنے تمتع اسکو ہے کہ جب کی گھر والی رہتی ہون مسجد الحرام پاس یعنے مکے اور میقات سے
باہر ہون کیونکہ ہمارے نزدیک مسجد الحرام کے حاضرونکو تمتع اور قران نہین ہے اور شافعی کے
نزدیک ذلک کا مشار الیہ احکام ہین یعنے قربانی اور روزہ اسپر ہے جو مکے کا رہنے والا
یعنے حرم سے قصر کی مسافت پر ہو مدعا یہ کہ شافعی مکے کے لئے بھی تمتع تجویز کرتے ہین لیکن
اسپر قربانی یا روزے واجب نہین گردانتے ہین اور ہدایہ کی حواشی مین ہے کہ تمتع کو مشار الیہ
کرنا حق ہے کیونکہ جو حکم مشار الیہ ہوتا تو علی من لم یکن ہوتا نہ لمن لم یکن **فصل** ہدی اور
قلائد کے مشروعیۃ کا بیان ہے **قولہ تعالی** جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ
قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ **ف** اللہ نے کیا
کعبہ یہ گھر بزرگی کا ٹھہراؤ لوگوں کے واسطے اور مہینا بزرگی کا اور قربانی پہنچانی اور گلے مین لٹکن والیان
یہ اسواسطے کہ تم سمجھو کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمان اور زمین مین اور اللہ ہر چیز سے واقف
ہے **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیہ سے دلیل ہے اوپر مشروعیت ہدی اور قلائد کے

بخلاف اُسکے جو ابتداء سورہ مین اُسکا ذکر ہی اور ہدی کا اطلاق بکری اور گاے اور اونٹ
پر ہوتا ہی اور بدنہ کا ہمارے نزدیک گائے اور اونٹ پر اطلاق ہوتا ہی اور شافعی کے نزدیک فقط
اونٹ پر اور قلادہ گای اور اونٹ کے لئے ہی بکری کو نہین ف۲ قولہ تعالیٰ

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ
فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ۝ ف اور پڑھین اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہین
ذبح پر چوپاؤن مواشی کے جو اُسنے دئے ہین اُنکو سو کھاؤ اُسمین سے اور کھلاؤ برے حال
محتاج کو ف حضرت علی اور ابن عباس اور قتادہ کا قول ہی کہ ایام معلومات ذی
حج کا عشرہ ہی یہی ہی مذہب ابو حنیفہ کا یا ایام نحر ہین یہ مذہب ہی صاحبین کا اور اُسکے عید کا
بہر تقدیر اس مقام مین بعض دن مراد ہی وہ خاص عید کا دن ہی اگرچہ قربانی کے تین دن ہوتے
ہین اور ذکر سے احتمال ہی کہ اول صورت مین ذبح کے ساتوین اور نوین کا خطبہ مراد ہووے اور دوسری
صورت مین تکبیرات تشریق مراد ہی اور مقاتل کا قول ہی کہ ذکر سے یہان مراد وہ ہی کہ ہدی کے
ذبح پر پڑھتے ہین اور بعضون نے ایام کے لفظ سے استدلال کیا ہی کہ رات کو ذبح درست نہین ہی
اور بہیمہ سے اونٹ گای بھیر بکری مراد ہی اور امر بالاکل اباحت کا ہی ف۳ فصل
ہدی کے نہ عیب ہونیکا بیان ہی قولہ تعالیٰ ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ
فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ۝ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ
الْعَتِيقِ ۝ ف یہ سن چکے اور جو کوئی ادب رکھے اللہ کے نام لگے چیزون کا سو وہ دلکی پرہیزگاری
سے ہی تمکو چوپاؤن مین فائدے ہین ایک ٹھہرے وعدے تک پھر اُنکو پہنچنا اُس قدیم گھر تک

ف شعائر اللہ سے مراد ہدی ہے اور اسکی تعظیم یہ ہے کہ خوب صورت اور موٹی اور گران قیمت ہون اسی سے فقہا فرماتے ہین کہ جانور اندھا اور دبلا اور لنگڑا کہ منسک تک نہ چلے اور ہاتھ پاؤن کا کٹا اور جسکا کان اور دم اور آنکھ تہائی حصہ سے زیادہ جاتا رہا ہو جائز نہین کیونکہ اضحیہ بھی ہدی کیطرح واجب التعظیم ہے لکم فیہا منافع الایہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نفع لینا ہدی کے دودہ اور نسل اور سواری سے جائز ہے اور واجب ہے کہ ہدایا حرم کعبہ مین ذبح کیے جاوین اسی سے شافعی نے ہدی سے انتفاع مطلقاً جائز کہا ہے اور ہم کہتے ہین مجاہد کے قول سے کہ آیہ کی معنے یہ ہین کہ تمکو چوپاؤن مین فائدے ہین ایک وعدہ تک یعنے جب تک کہ اُسے ہدی نکرو جب ہدی کیا تو اُس سے انتفاع حرام ہے جب تک کہ اپنے مقام مین نہ پہنچے یعنے کعبہ مین اسی سے حنفیہ کا مسئلہ ہے کہ ہدی کا دودہ اور نسل اور سواری حرام ہے جو چلنے سے عاجز ہو تو سواری جائز ہے اور دودہ جو ہدی کو ضرر ہو تو وہ لینا جائز ہے پر فقرا کو تصدق کر دے یہ خلاصہ ہے تفسیر احمدی کا **قولہ تعالیٰ** وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذَٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ لَنْ يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ كَذَٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ **ت** اور کعبے کے چڑہانیکی اونٹ ٹہرائے ہین ہمنے تمہارے واسطے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اسمین بھلا ہے سو پڑہو اُن پر نام اللہ کا قطار باندہ کر پھر جب گر پڑے اُنکی کروٹ تو کھاؤ اُسمین سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھے کو اور بیقراری کرتے کو اسیطرح

تمھارے بس مین دیۓ جانور شاید تم احسان مانو اللہ کو نہین پہنچتے انکے گوشت نہ لہو
لیکن اسکو پہنچتا ہی تمہاری دل کا ادب اسیطرح انکو بس مین دیا تمہارے کہ اللہ کی بڑائی
پڑھو اسپر کہ تمکو راہ سوجہائی اور خوشی سنا نیکی والونکو ف تفسیر احمدی مین ہی کہ ثابت
کہ ہدی پر بسم اللہ کا ذکر کرنا یہ ہی کہ ذبح کے وقت اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
واللہ اکبر اللہ اکبر اللہم تقبل منك و الیك ف۲ اور لن ینال اللہ لحومها کے تفسیر مین ابن ابی حاتم سے ہی
کہ جاہل اونٹ کی گوشت اور خون سے کعبہ کو بھرتے تھے مسلمانون کو اللہ نے اس سے
منع فرمایا اس سے بوجھا گیا کہ اور جو عوام قربانیونکے خون سے گھر بھرتے مین بچاسے
اور لتکبروا اللہ سے معلوم ہوا کہ تسمیہ کے ساتھ وقت ذبح کے تکبیر ملانا مستحب ہی اور
بعضون نے کہا کہ ذبح کیوقت تسمیہ ساتھ جب حل مین ہو تب اللہ اکبر کہے جیسے احرام مین
لبیک کہتے مین **فصل** جنایات کا بیان ہی **قوله تعالی** یا ایها الذین امنوا لا تقتلوا
الصید وانتم حرم ومن قتله منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل من النعم یحکم به
ذوا عدل منکم هدیا بالغ الکعبة او کفارة طعام مساکین او عدل ذلك
صیاما لیذوق وبال امره عفا اللہ عما سلف ومن عاد فینتقم اللہ منه
واللہ عزیز ذو انتقام ت اے ایمان والو نہ مارو شکار جس وقت تم ہو احرام مین
اور جو کوئی تم مین اسکو مارے جان کر تو بدلا ہی اسی مارے کے برابر مواشی مین سے وہ ٹھہرا دین
دو معتبر تمہارے کر نیاز پہنچا وے کعبہ تک یا گناہ کا اتار ہی کئی محتاج کا کھانا یا اسکے برابر روزے
کہ چکھے سزا اپنے کام کی اللہ نے معاف کیا جو ہو چکا اور جو کوئی پھر کریگا اس سے بدلے گا

الله اور الله زبردستا ہے بدلا لینے والا ف تقریر مسئلہ کی شیخین کے نزدیک یون
ہے کہ جو کسی شخص نے شکار مارا تو دو عادل اسکی قیمت ٹھہرادین اس طرح سے کہ جو مقتل مین تقرر ہو
اور جو مقتل مین اسکی قیمت مقدر نہو تو اس مکان کہ مقتل سے بہت نزدیک ہے جسقدر قیمت
دو عادلون نے ٹھہرادی قاتل مختار ہے اسے قیمت کی چاہے ہدی مول لیکر مکہ مین ذبح کرے
کیونکہ اللہ نے کہا ہے بالغ الکعبۃ اور چاہے غلہ لیکر غربا کو تصدق کردے ہر ایک غریب کو
جو گیہون ہون تو آدھا صاع اور جو خرمے یا جو ہون تو ایک صاع دیوے اور چاہے ہر غریب
کہانے کے عوض روزے رکھے اور جو غلہ غریبون کے کہانے سے بڑھ پڑے مثلاً سوا تین
صاع گیہون مول لئے اور چھ غریبون کو تین صاع دے ایک پاؤ جو بڑھ پڑا اسکو تصدق
کرے یا اسکے عوض روزہ کامل رکھے اور محمدؒ اور شافعی کے نزدیک جو شکار کا مثل ہو
صورت مین تو وہی مثل چاہیے مثلاً شترمرغ کے جزا مین اونٹ اور گورخر کے جزا مین گاے
اور ہرن اور کفتار مین بکری اور خرگوش مین بزغالہ اور درازگوش مین بزغالہ چہارماہہ
اور فقط شافعی کے نزدیک کبوتر مین بکری اور جو مثل صورتین نہین ہے جیسے کنجشک تو قیمت
چاہیئے لیکن جب قیمت ہوئی تو موافق قول ابو حنیفہؒ کے جو قاتل کے لئے مذکور ہے شافعی کے
نزدیک بھی ہر جگہہ وہی حکم چاہیئے اور قیمت کرنے والا ایک ہی کافی ہے پر دو اولی ہین اور
بعضون کے نزدیک دو واجب ہین اور سوای مکہ کے ہدی کی ذبح نہین چاہیئے کیونکہ اللہ فرماتا ہے
ہدیا بالغ الکعبۃ یہ کنایہ ذبح فی الحرم سے ہے کیونکہ عین کعبہ مین ذبح درست نہین ہے اور کہانا
کہلانا غیر مکہ مین بھی درست ہے ہمارے نزدیک بخلاف شافعی کے اور روزہ غیر مکہ مین بالاتفاق

درست ہے اور جو اضحیہ میں درست ہے وہ ہدی میں بھی درست ہے اور محمد اور شافعی کے
نزدیک چھوٹے چوپائے بھی ہدی میں درست ہیں اور بعض مفتی ہے کہ جزا فقط متعمد پر ہوئے یعنے
اُسپر جو احرام کو یاد رکھتا ہے اور جانتا ہے کہ شکار مارنا اُسپر حرام ہے پر اکثروں نے خاطی
پر بھی واجب کیا ہے مثل متعمد کے اور تعمد کے قید اسلیے ہے کہ فعل میں اصل وہی ہے خطا اسکے
ملحق ہے اور ایسا ہی آیۃ سے بوجہا جاتا ہے کہ فقط قاتل پر جزا ہوا اور ہم کہتے ہیں کہ جو قاتل کو
شکار بتلاوے یا اشارہ کرے یا مدد کرے اُسپر بھی واجب ہے اس دلیل سے کہ حضرت نے
ابی قتادہ کے اصحاب سے جس حال میں کہ محرم تھے فرمایا ایا تمنی اشارہ کیا ایا تمنی مدد کیا
ایا تمنی بتلا دیا اور شافعی کے نزدیک سوا قاتل کے اور پر واجب نہیں ف ۲ فصل
احصار کا بیان ہے قولہ تعالیٰ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا
رُؤُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ
فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ ت پھر اگر روکے گئے تو جو میسر ہو قربانی
بھیجو اور حجامت نکرو سر کی جبتک پہنچ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر پھر جو کوئی تم میں مریض ہو
یا اُسکو دکھ دیا اُسکے سر نے تو بدلا دیو روزے یا خیرات یا ذبح کرنا ف تفسیر احمدی میں
کہ آیۃ کی معنے یہ ہیں کہ جو تم حج یا عمرہ شروع کر کعبہ کو چلے احرام باندہ اور پھر کسی عرض یا دشمن
کے خوف سے روکے گئے اور چاہا تمنی کہ احرام سے نکلو تم پر واجب ہے جو میسر ہو اونٹ یا گائے
یا بکری قربانی بھیجو اور احصار ہمارے نزدیک عام ہے مرض سے ہو یا دشمن کے خوف سے یا عرا اسکے
اور شافعی اور مالک کے نزدیک خاص ہے کہ دشمن کے خوف سے ہو اس قرینہ سے کہ بعد اسکے فاذا

احصِرتم فرمایا اور ہماری دلیل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جسکو شکست اور لنگی پہنچے وہ حلال ہو گیا
اُسپر حج ہے سال آیندہ کو ہے حدیث سنن کیا مین شکست اور لنگی احصار مین داخل ہے اور فاذا احصرتم
چونکہ کیا ہے جو دال ہے عموم پر یعنے جب ہو تم مانع ہوا بیماری اور خوف دشمن سے
اور احصار مطلقًا حج سے ہوتا ہے جیسا کہ عمرہ سے بھی ہوتا ہے اور امام مالک کے نزدیک عمرہ سے
نہین ہوتا ہماری دلیل یہ ہے کہ حدیبیہ مین حضرت اور آپکے اصحاب رک گئے تھے اور سب
ذوی حیث سنے اور نص سے بھی معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے حج اور عمرہ کا بیان کیا پھر احصار کا حکم فرمایا
اور مشروط ہے کہ قربانی حرم مین ذبح ہو جبتک حرم مین پہنچ نہ لے وہ حلال نہین ہوتا مقرر کرے
ایک دن ذبح کے لئے منا مین اور صاحبین کہتے ہین کہ جو حج سے روکا گیا تو قربانی کے دن
ذبح مقرر ہے اور جو عمرہ سے روکا گیا تو کوئی دن مقرر نہین جون سا دن ٹھہراوے اُسیدن
ذبح کرے اور شافعی کہتے ہین کہ قربانی کا حرم مین شرط نہین ہے جہان روکا گیا وہین ذبح کرے
کیونکہ حضرت حدیبیہ مین عمرہ کے قصد سے اُترے پھر رکے گئے دشمن سے مکے کو کوئی قربانی
نہین پہنچی وہین ذبح کیا ہم کہتے ہین کہ آیہ ہماری دلیل کافی ہے اور جو بیمار ہو کہ حلق کی حاجت
ہوئی یا اُسکے سر مین زخم ہو گیا یا جون تو ہدی کا پہنچنا منا مین حلال کی شرط نہین ہے بلکہ
ضرورۃً اُسکو رخصت ہے لیکن جو حلق کیا اِس صورت مین فدیہ چاہئے تین روزے یا چھہ
غریبون کو کھلانا یا بکری ذبح کرنا کیونکہ نسک سے ذبح گوسفند مراد ہے عذر کی صورت مین
ان تینون مین اُسکو اختیار ہے اور جو بیعذر حلق کیا چوتھائی سر کی حلق مین دم چاہئے
اُس سے کم مین صدقہ چاہئے ف ٢

کتاب النکاح

قولہ تعالے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰٓی اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا ت اور اگر ڈرو کہ انصاف نکرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تمکو خوش آویں عورتیں دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نرکھو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھہ کا مال ہے اس میں لگتا ہے کہ ایکطرف نہ جھک پڑو

ف موضح القرآن میں ہے یعنے اگر جانو کہ یتیم لڑکی کو ہم نکاح کرینگے تو اسکا حق ادا نکرینگے کیونکہ اسکا حق مانگنے والا نہیں تو اور عورتیں بہت ہیں کچھہ کمی نہیں ایک مرد کو دو بھی تین بھی چار بھی روا ہے اس سے زیادہ جمع کرنا روا نہیں کیونکہ اتنے میں بھی انصاف کرنا مشکل ہے زیادہ میں کب ہو سکتا ہے سو اسقدر بھی جب کرو کہ جانو انصاف سے رہو گے نہیں تو ایک ہی بس ہے یا اپنی لونڈی کفایت ہے مدارک میں ہے کہ ما طاب کی معنے ما حل کی ہیں اسلیے کہ جو عورتیں آیہ تحریم میں ہیں وہ حرام ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ جہال زنا کرنے میں بے باک تھے اور ولایت یتامی سے اندیشہ کرتے اللہ نے فرمایا کہ جو تمکو خوف جور یتامی کا ہے تو زنا کو بھی ڈرو اور حلال عورتیں ہیں انسے نکاح کرو اور محرمات کی گرد نجاؤ اور بعضوں نے کہا ہے کہ خوف کرتے تھے یتیمونکی ولایت سے اور بہت سے عورتوں کی نکاح سے پروا نرکہتے تھے پس فرمایا کہ اگر ولایت یتیموں کی سے اندیشہ ہے تو کثرت نکاحونکی سے بھی ڈرو اور تفسیر احمدی میں ہے کہ یتیم شرع میں اسکو کہتے ہیں کہ نابالغ ہو اور باپ مرگیا ہو مرد ہو یا عورت زائد نہیں ہے

کہ جائز ہے او ما ملکت ایمانکم کا معطوف ہونا ما طاب لکم پر اس صورتین لنساء سے
خاص حرائر مراد ہونگے اور ایمانکم کا خطاب غیر کے ملک یمین کیطرف منصرف ہوگا اور معنا
یہ ہوگا کہ بعضے تزوج کرین بعضو نکے لونڈیون سے نہ اپنے لونڈیون سے کیونکہ بیوی اور مملوکہ کے
مابین نکاح نہین ہے بلکہ بے نکاح حلال ہین اب رد ہوگی شافعی کے مذہب پر جو قائل ہین
کہ لونڈی سے نکاح اسوقت جائز ہے کہ حرہ کی طاقت نہو اور رد کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے اختیار
دیا خواہ حرہ سے نکاح کرے خواہ لونڈی سے اور بھی رد ہے ان پر جو قائل ہین کہ لونڈی سے نکاح
بشرطیکہ مومنہ ہو درست ہے کتابیہ سے نہین درست اس رد کی وجہ یہ ہے کہ او ما ملکت
ایمانکم مطلق ہے قید ایمان سے اور جائز ہے او ما ملکت کا معطوف ہونا النساء پر اس صورتین
یہ بیان ہے ما طاب کا معنے یہ ہونگے کہ نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین
چار چار یہ عورتین خواہ حرہ خواہ لونڈیان ہون غیر کی مملوکہ یہ بھی شافعی پر رد ہے جو قائل ہین
کہ لونڈی ایک ہی درست ہے فقط حرہ البتہ چار روا ہین **ف** [۲] اور اکلیل مین ہے کہ
ما طاب سے اشارۃً معلوم ہوا کہ قبل نکاح کے دیکھنا جائز ہے کیونکہ خوش آنا دیکھنے پر موقوف ہے
اور عورت جمیلہ سے نکاح کرنا مستحب ہے کیونکہ قریب تر ہے عفت سے اور مثنیٰ اور ثلاث اور
رباع کے ظاہر سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ غلام کو بھی چار نکاح مباح ہین ابن عربی نے
کہا کہ غلام کو اسمین دخل نہین کیونکہ یہ خطاب انکو ہے کہ جنکو ولایت اور ملک اور
تولی اور تعصی ہو یہ صفات حرہی مین ہے **ف** [۳] **فصل** بیان ہے کہ نکاح کن لفظون سے
منعقد ہوتا ہے **قولہ تعالیٰ** زَوَّجْنَاكَهَا **ف** ہمنے وہ تیرے نکاح مین دی **ف**

اکلیل مین ہے کہ اس سے اور شعیب کے قصہ سے دلیل پکڑی گئی ہے کہ تزویج اور نکاح کے
لفظ سے نکاح منعقد ہوتا ہے مگر یہ قول شافعی کا ہے اور ہمارے یہان بلفظ ہبہ وغیرہ بھی
نکاح جائز ہے **قوله تعالى** يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ
أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ
وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ
وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ
الْمُؤْمِنِينَ ۝ **ف** اے نبی ہم نے حلال رکھین ہین تجھکو تیری عورتین جنکی مہر تو دے چکا اور
جو مال ہو تیرے ہاتھہ کا جو ہاتھہ لگا دے تجھکو اللہ اور تیرے چچا کی بیٹیان اور پھوپھیون کی
بیٹیان اور تیرے مامون کی بیٹیان اور خالاؤن کی بیٹیان جنہون نے وطن چھوڑا تیرے ساتھہ
اور جو کوئی عورت مسلمان اگر بخشے اپنی جان نبی کو اگر نبی چاہے کہ اسکو نکاح مین لے نری
تجھے کو سوا سب مسلمانون کے ۳ **ف** آیہ احللنا لک سے مفہوم ہوا کہ حضرت کو جسقدر
کہ بیبیان اور لونڈیان چاہئے حلال ہین کیونکہ اللہ نے چار قسمین بیان کی ہین ایک وہ عورتین
کہ جنکو حضرت نے مہر دیا دوسری وہ لونڈیان کہ جو لوٹ سے آئی ہون اور تیسری مامون
اور چچا وغیرہ کے بیٹیان بشرطیکہ حضرت کے ساتھہ ہجرت کی ہو اور چوتھی وہ عورت کہ جسنے
اپنے نفس کو حضرت کو بخشا اور چارون قسمون مین قیدین فرمائین کہ انکا بیان ضرور ہے ازواج کو
اتیت اجورهن سے مقید کیا یعنے ان عورتون کا تو مہر معجل دے چکا ہو یہ بیان افضلیت کا ہے
نہ شرط ہے حلت کے مہر کو جلد دینا واجب نہین ہے پر اولی ہے ۴ اور ما ملکت کو مقید کیا

مما افاء اللہ علیک سے یعنے لونڈیان لوٹ کی ہون یہ بھی افضلیت کا بیان ہے کیونکہ
جو لونڈیان خرید کی اور ہبہ کی اور ارث کی اور وصیت کی ہون وہ بھی حلال ہین اور ماموں اور
چچا وغیرہ کے بیٹیون کو مقید فرمایا هاجرن معک سے یہ بھی بیان افضلیت کا ہے کیونکہ بغیر
مہاجرت مع النبی صلعم کے بھی حلال ہین یا احتمال ہے کہ یہ قید حضرت کے لئے [illegible] ہو جیسا کہ
ام ہانی ابی طالب کی بیٹی نے کہا ہے کہ مجھ سے حضرت نے خطبہ فرمایا مین نے عذر کیا پھر اللہ نے
یہ آیت اتاری مین حلال نہوئی کیونکہ مین نے حضرت کے ساتھ ہجرت نہین کی تھی مین زنان مطلقہ
مین سے تھی اور امراۃ مومنۃ کو دو قید سے مقید کیا ایک ان وهبت نفسها للنبی
دوسری ان اراد النبی ان یستنکحہا یہ دونون قیدین بیان واقعی ہین نہ افضلیت کے لئے کیونکہ
معنے یہ ہین کہ ہم نے حلال رکھین تجھکو وہ عورت مسلمان کہ بخشے تجھکو اپنی جان بغیر مہر اور بغیر
شرطون نکاح کے یہ احلال سب حالون مین نہین ہے بلکہ جب پیغمبر کا ارادہ بھی ہو نزالی بخشنے
عورت کے بدون ارادہ پیغمبر کے حلال نہین اور یہ عورت واہبہ میمونہ بنت الحارث ہے یا خولہ
بنت الحکیم یا ام شریک یا زینب بنت خزیمہ یا ام سہیل شافعی ہبہ کے لفظ سے نکاح جائز
نہین رکھتے امت کے لئے کیونکہ وہ خاص پیغمبر کے لئے ہے بقولہ تعالی خالصۃ لک اور ہمارے
نزدیک جائز ہے اور دلیل یہ ہے کہ ہبہ نفس مین دو باتین ہین ایک تو نکاح ہونا بلفظ ہبہ دوسری
مہر کا معافی ہونا اول مین سب مومن شریک ہین دوسری مین حضرت خاص ہین اور
معنے آیۃ کی یہ ہین کہ نکاح بلا مہر خالص تیرے لئے جائز ہے اور تیری امت کو نہین یہ عام کتب
حنفیہ مین ہے پر صاحب توضیح منفرد ہے کہ معنے یہ ہین کہ حلال رکھین تجھکو تیری عورتین خالص یعنی

تیرے بغیر کہ وہ حلال نہیں ہیں کیونکہ وہ امہات المؤمنین ہیں ۱۲ فصل محرمات کا بیان

قوله تعالیٰ وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ
فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ
وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي
أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ
اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم
بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا
بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ت اور نکاح میں نہ

لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ مگر جو آگے ہو چکا یہ بےحیائی ہے اور کام غضب کا
اور بری راہ ہے حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں
اور خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی اور جن ماؤں نے تمکو دودھ دیا اور دودھ کی بہنیں
اور تمہارے عورتوں کی مائیں اور انکی بیٹیاں جو تمہارے پرورش میں ہیں جن عورتوں سے
تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے صحبت نہیں کی تو تم پر نہیں گناہ اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی
جو تمہارے پشت سے ہیں اور یہ کہ اکٹھی دو بہنیں کرو مگر جو آگے ہو چکا اللہ بخشنے والا مہربان ہے
اور نکاح بند ہیں عورتیں مگر جنکو مالک ہو جاویں تمہارے ہاتھ حکم ہوا اللہ کا تم پر موضح
القرآن اور تفسیر احمدی میں ہے کہ سات ناتے حرام فرمائے ایک مائیں اور داخل ہے نانی

اور

اور دادی یعنی جو عورت کہ اس شخص کی جڑ ہے دوسری پیڑھی مین یا نانی جو خواہ سگی اور یا
یعنی جو اسکی شاخ ہے تیسری بہن اعیانی ہو یا اخیافی یا علاتی یعنی ایک ماں باپ کی ہو
یا ایک ماں یا ایک باپ کی چوتھی بھتیجی یا پانچوین بھانجی یعنی جو اسکی بہن یا باپ مین ملتی خواہ بھتیجی
اور بھانجی اعیانی ہو یا اخیافی یا علاتی ہے چھٹی پھوپھی ساتوین خالہ یعنی جو ماں کے اوپر ملتی ہے
بشرطیکہ بیواسطے ملتی ہو اور جو واسطے سے ملی وہ حلال ہے جیسے پھوپھی کی بیٹی اور دودھ کے
ناتے فرماے یا اور یہ ہین اشارت ہے کہ ساتون ناتے اسمین بھی حرام ہین اسواسطے
کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ہین دودھ سے وہ ناتے جو حرام ہین نسب سے لیکن
وقایۃ الروایہ مین اس سے استثنا کیا ہے آٹھ عورتون رضاعی کو کہ وہ مرد پر حلال ہین بہن اور
بھائی اور چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی مائین اور بیٹی کی بہن اور نانی اور دادی بشرطیکہ
سب یہ ناتے رضاعی ہون اور سسرال کے چار ناتے فرماے عورت کو مرد کی جڑ اور شاخ
اور مرد کو عورت کی جڑ اور شاخ مگر شاخ جب حرام ہے کہ نکاح کے بعد صحبت بھی ہوئی ہو
اور جڑ فقط نکاح سے حرام ہے اور دودھ سے بھی یہ چار ناتے حرام ہوئے لیکن دودھ پینا
وہ معتبر ہے کہ اسی عمر مین پیے اور بڑی عمر مین پینا معتبر نہین پھر ربائب کی حرمت مین
دو قیدین ذکر کی ہین ایک اللاتی فی حجورکم دوسری من نسائکم اللاتی دخلتم بہن
پہلی قید اتفاقی ہے اور حضرت علی سے مروی ہے اور داود نے کہا ہے کہ جو اسکی گود مین نہو تو
وہ حرام نہین اور دوسری قید ربائبکم سے متعلق ہے یعنی مدخول بہا کی ربائب حرام ہین اور
غیر مدخول بہا کی حلال اور دخلتم بہن سے مراد جماع ہے بوسہ لینا اور چھونا شہوت سے

جماع سے قائم مقام ہے جس عورت کو کہ مس کیا یا اسکے فرج کو شہوت سے دیکھا اسکی بیٹی
حرام ہے بعد اسکے منع فرمایا جمع کرنا دو بہنونکا یعنے جمع بین الاختین بنام خواہ نکاح
سے ہو خواہ ملک یمین سے اور نص سے فقط حرمت جمع اختین کی معلوم ہوتی ہے پر علمائے
کتاب پر زیادہ کیا ہے اس حدیث سے کہ لا تنکحوا المرأة علی عمتها ولا علی خالتها ولا
علی ابنة اخیها ولا علی ابنة اختها یعنے عورت کو پھوپھی اور خالہ پر اور بھتیجی اور بھانجی
اسکی پر نکاح نکرو ان عورتون مین جمع حرام کیا ہے ضابطہ اسکا یہ ہے کہ دو عورتین ایسی ہون
کہ جو انمین سے ایک مرد قرار دیا جاوے اور دوسری ویسی ہی عورت رہے تو انکے درمیان مین
نکاح حرام ہو جیسی پھوپھی اور یہ بھتیجی ہوئی اگر پھوپھی کو مرد قرار دین تو چچا ہو جاتی ہے
اور چچا بھتیجی مین نکاح ناروا ہے اور ایسی ہی اگر بھتیجی کو مرد قرار دیوین تو بھتیجا ہو جاوے اور پھوپھی
بھتیجی مین نکاح نہین جیسے دونو بہنونکا بھی حال یہی ہے اور اگر ایک جانب سے حرمت ثابت ہو
تو بھی نکاح مین درست ہے جیسی عورت کے خاوند کی بیٹی ساتھ عورت کے پس اس لڑکی کو
بیٹا فرض کرین تو عورت اسکی ما ہوتی ہے یہ راہ حرمت کی ہے اور اگر عورت کو باپ فرض
کرین اور اسکو بیٹی تو یہ راہ جواز نکاح کی ہے کیونکہ بیٹی صلبی نہین ہے آخر کو حرام فرمایا نکاح والی
عورت یعنے ایک کے نکاح مین ہے تو ہر کسیکو اس سے نکاح حرام ہے مگر یہ کہ اپنی ملک ہو جاوین
اسکی صورت یہ کہ کافر مرد اور عورتین نکاح تھا وہ عورت قید مین آئی جبکو پہنچی اسکو
حلال ہے اور یہ جو فرمایا کہ عورتین تمہارے بیٹیون کی جو تمہارے پشت سے ہین یعنے لی پالک
بیٹا نہ جانو کسی حکم مین وہ بیٹا نہین بدلیل نکاح فرمانے حضرت کے زینب زید کی بی بی سے جب

زینب کہ حضرت نے انکو بیٹا کیا تھا انکو طلاق دی لیکن رضاعی بیٹے اور پوتے کی جورو البتہ حرام
ہے اگرچہ وہ آپکے پشت سے نہین ہے جیسے ہدایہ اور بیضاوی اور مدارک اور کشاف اور
تفسیر احمدی مین ہے کہ جو رشتہ کے بیٹے کی جورو کہ دوسرے خاوند سے ہو ظاہر یہ ہے کہ نکاح
حلال ہے اور جب آیہ لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھًا اتری لوگون نے کہا کہ اپنے مورث
کی عورتون پر کرہاً وارث نہونگے پر انکی رغبت سے خطبہ کرکے نکاح کرین تو کرین اللہ نے
اسسے بھی منع فرمایا کہ نکاح مین نلاؤ جن عورتون کو نکاح مین لائے تمھارے باپ نکاح سے
مراد وطی ہے اسسے معلوم ہوا کہ باپ کے سبب موطوءہ حرام ہین منکوحہ ہون یا ملک یمین کے
ہون یا مزنیہ اسی پر ہین بہت مفسر اور بعضون نے کہا ہے کہ عقد نکاح مراد ہے اسسے شافعی
باپ کے مزنیہ کو بیٹے پر حرام نہین جانتے اور جو ممسوسہ باپ کی ہو یا لامسہ یا وہ عورت کہ
جسکے فرج کو اسکے باپ نے شہوت سے دیکھا ہو وہ بھی ہمارے نزدیک حرام ہے پر شافعی کے
نزدیک نہین اور الا ما قد سلف کے فرمانے کی وجہ مدارک مین ہے کہ لوگ سب محرمات کو
جانتے تھے فقط باپ کے عورت کی حرمت اور دو بہنون کے جمع کی حرمت نہین جانتے تھے
اسلئے ان دونو مقامون مین یہ لفظ ارشاد فرمائے یعنی اگر سبب ناواقفی کے پیشتر اسسے
منع پر اقدام کیا تو مواخذہ نہین ہے اور الا ما ملکت ایمانکم سے یہ مراد ہے کہ سب مردوالی
عورتین حرام ہین مگر وہ عورتین کہ تمھارے ملک یمین مین ہون اسسے غرض یہ ہے کہ دار الحرب سے بدون
ازواج کے نکال لائے ہون وہ حلال ہین کیونکہ تباین دارین سے فرقت ہوگئی پس لونڈیان والے
ملک یمین سے استبرا کے بعد وطی حلال ہے اور شافعی کے نزدیک دار حرب سے پکڑا وین

پیغام نکاح ۱۲

عورت سے نکاح درست ہے انکو مشرک نہین فرمایا اور تفسیر احمدی مین ہے کہ آیہ سے
معلوم ہوا کہ مشرک عورتون سے مسلمان کو نکاح حرام ہے جب تک وہ ایمان نہ لاوین ف
اور ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا سے معلوم ہوا کہ مسلمان عورتون کا نکاح مشرک مردون سے
جائز نہین حر ہو یا غلام اور اکلیل مین ہے کہ ابن عمر عموم آیہ سے یہودیہ اور نصرانیہ کا نکاح
مسلمان سے حرام جانتے ہین اور ولامة مؤمنة خیر من مشرکة سے معلوم ہوا کہ
باوجود حرہ مشرکہ کے لونڈی سے نکاح درست ہے کیونکہ جب مشرکہ حرام ہوئی مثل
عدم کے ہے اور ولو اعجبتکم سے نوہا گیا کہ نکاح مین دین کو تقدم ہے شرافت اور
جمال پر اور ولا تنکحوا المشرکین سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ نکاح مین ولی کا اعتبار ہے اور
ولعبد مؤمن خیر من مشرک سے معلوم ہوا کہ غلام کو حرہ سے نکاح روا ہے قولہ تعالی
اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ
وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ف بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک
والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والون پر
ف موضح القرآن مین ہے کہ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو
عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اسکا کفو نہین اسکو عار ہے دوسری کہ ایک سے
دوسرے کو علت نہ لگ جاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے گے مرد کو بدکار عورت درست
نہین جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرے درست ہے اور تفسیر احمدی مین ہے
کہ لا ینکح مین دو قراۃ آئی ہین رفع اور جزم اول صورت مین ظاہر النفی ہے اور معنے نہی اور دوسری

سو عورتین بھی یعنی تب اس عورت پر یہ آیہ وانکحوا الایامی منکم سے منسوخ ہے کہ یہ حکم اوایل میں تھا اور اب

بدکار اور پارسا کو بالاجماع سے منسوخ ہے کیونکہ عورت بدکار کا نکاح مرد پارسا یا برعکس مشروع

ہے اسکے واسطے ہی ایک روایت ہے۔ باب الولی قولہ تعالیٰ

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ ت سو انکا نکاح کرو انکے لوگون کے اذن سے ف

مدارک میں ہے کہ اہل سے مراد مالک ہے جو لونڈیاں بنفسہ عقد نکاح کرین تو درست ہے کیونکہ

اللہ نے مالک کے اذن کا اعتبار کیا ہے نہ عقد کا اور غلام اور لونڈی کو بے حکم مولی کے شادی کرنی

روا نہیں یہ آیہ ہماری دلیل ہے اور تفسیر احمدی میں ہے کہ یہ مدارک کا قول رد ہے شافعی پر جو قائل

ہین کہ لونڈی کو عقد کرنا درست نہیں اور مالک پر جو قائل ہین کہ غلام کا نکاح مولی کے اذن پر

موقوف نہیں اس رد کی وجہ یہ ہے کہ لونڈی کا نکاح نص سے مولی کے اذن پر موقوف ہے اور

غلام کا نکاح دلالۃ نص سے۔ باب المہر قولہ تعالیٰ وَاُحِلَّ لَكُمْ

مَا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ

مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ط ت اور حلال ہوئین تمکو جو انکے سوا ہین یون

طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید مین لانے کو نہ مستی نکالنے کو پھر جو کام مین لائے تم ان عورتون

سے انکو دو انکو حق جو مقرر ہوا۔ ف موضح القرآن مین ہے کہ جو عورتین حرام فرمائین

انکے سوا سب حلال ہین چار شرط سے اول یہ کہ طلب کرو یعنے زبان سے ایجاب و قبول ہر

میان آوے دوسری یہ کہ مال دینا قبول کرو یعنے مہر تیسری یہ کہ قید مین لانے کی طرح ہو نہ مستی

کی نکالنے کو ہو یعنے ہمیشہ کو وہ عورت اسکی ہو جاوے اسکے چھوڑے بغیر نہ چھوٹے یعنے مار

ذکر نہ ہووے کہ مہینے یا برس تک سے آپ نے متعہ حرام ٹھہرا چوتھی شرط مہر ہے تو انہوں میں فرمایا ہے
اور یہاں بھی لونڈیوں کے نکاح میں آگے فرمایا ہے کہ پہنچا دو انکے مہر ایک تہائی دستور
موافق کم سے کم دہ درم یا ایک ... دو عورت پھر فرمایا کہ جو عورت کام میں آئی اسکا مہر پورا
دینا پڑا کام میں آئی یعنے صحبت ہوئی یا خلوت ہوئی اب کسی طرح نہیں چھوٹتا اور جبتک
کام میں نہیں آئی تو اگر مرد چھوڑے تو آدھا مہر دے اور اگر عورت ایسا کام کرے کہ نکاح ٹوٹ
جاوے تو سب مہر اتر گیا اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اسکے مفہوم سے یوں جانا گیا کہ محرمات مذکورہ
سوا اور حلال ہیں حالانکہ عورتیں مشرک اور غلام اپنی بی بی پر حرام ہے اسیطرح ... اور
اور حاملہ ... حرام ہیں سالے اور جو چوتھی عورت کی عدت میں پانچویں عورت
کرنی حرام ہے اور لونڈی حرہ پر یا اسکی عدت میں اور عورت حامل زنا کی ہو اور وہ عورت
اسکی ... نسب ثابت ہو یہ سب سو بذاتہ نہیں حرام ہیں بلکہ عارضی ہیں جب وہ عارض
جاتا رہے نکاح حلال ہے مثلا چوتھی عورت کی عدت تمام ہوئی یا حمل ہو چکا اور محرمات
رضاعی کی اور پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ اور بھانجی کی جمع کرنے کی حرمت حدیث سے ثابت ہے
اور ... ادا ہوا ... سے معلوم ہوا کہ نکاح بے مہر نہیں ہوتا اور مہر واجب ہے گو مقرر نہ ہوا
اور مال کے سوا اور چیز مہر کی صلاحیت نہیں رکھتی اور قلیل کو مہر نہیں کہتے کیونکہ ایک دانہ
عادت میں مال نہیں ہے اور الفاظ جن کی جو صورت میں ہے اپنے اسکو دیکھیے کہتے اور
بیانیہ پر ابتدا یہ ہونا اولی ہے اس صورت میں دلیل ہے کہ مہر خلوت صحیحہ سے متاکد ہوتا ہے
یہی ہے مذہب ہمارا اور قاضی نے کہا کہ یہ آیت متعہ کی حق میں اتری تین دن اسکا حکم رہا جب

مکہ فتح ہوا یہ حکم منسوخ ہوا چنانچہ مروی ہے حضرتؐ نے متعہ مباح کیا تھا پھر صبح کو کہتے اُٹھے کہ اے
آدمیو! میں نے تمکو متعہ کا حکم دیا تھا خبردار ہو کہ اللہ نے اُسکو قیامت تک حرام گردانا اور متعہ
کہتے ہیں ایک وقت معلوم تک نکاح کرنے کو کیونکہ اُسمیں غرض ہے عورت سے متمتع
ہونا اور عورت کو اپنے مال سے متمتع کرنا ابن عباسؓ نے جائز رکھا تھا پھر رجوع کیا اُسکی حرمت کے
طرف اور اکلیل میں ہے کہ ان تبتغوا باموالکم میں دلیل ہے کہ جو کوئی لونڈی کو آزاد کرنا مہر
ٹھہریگا تو درست نہیں کیونکہ آیہ دلیل ہے کہ مہر مال ہو اور آزاد کرنا تسلیم مال نہیں ہے اور دلیل ہے
کہ جو شراب یا سور کو مہر مقرر کرے تو مہر نہیں ہے قولہ تعالیٰ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا
عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ف ہمکو معلوم ہے جو ٹھہرا دیا ہم نے اُن پر اُنکی
عورتوں میں اور اُنکے ہاتھ کے مال میں ف تفسیر احمدیہ میں ہے کہ یہ رد ہے شافعی پر جو قائل
ہیں کہ مہر اللہ کے نزدیک سے غیر مقدر ہے اُسکا اندازہ زوج کے رائے پر ہے اور رد کی وجہ
یہ ہے کہ حکم مہر کے باب میں ہے اور فرض تقدیر کو کہتے ہیں ضمیر متکلم کی طرف اسناد کرنے سے
معلوم ہوا کہ وہ مقدر شرعی ہے اللہ کے نزدیک پھر اس مفروض مجمل کو حضرتؐ نے بیان فرمایا
کہ لا اقل من عشرة دراهم یعنے دس درم سے کم مہر نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ کرنا جایز
ہے اور کمی منع ہے نہ جیسے کہ شافعی کہتے ہیں کہ جو بیع میں قیمت ہو سکے وہ نکاح میں مہر ہو سکتا ہے
تھوڑا ہو یا بہت ف قولہ تعالیٰ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ
هَاتَيْنِ عَلَىٰ أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا
أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ قَالَ ذَٰلِكَ

بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا
نَقُولُ وَكِيلٌ ف کہا مین چاہتا ہون کہ بیاہ دون تجھکو ایک بیٹی اپنی ان دونون مین سے
اس پر کہ تو میری نوکری کرے آٹھ برس پھر اگر تو پورے کرے دس تو تیری طرف سے اور
مین نہین چاہتا کہ تجھ پر تکلیف ڈالون تو پاویگا مجھکو اگر اللہ نے چاہا نیک بختون سے
بولا یہ ہو چکا میرے تیرے بیچ جونسی مدت ان دونون مین پوری کر دون سو زیادتی
نہو مجھ پر اور اللہ پر بھروسا اسکا جو ہم کہتے ہین ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ خدمت سے مراد یہ ہے
کہ تاجوری سے بکری چرانا مراد ہے اس سے معلوم ہوا کہ شعیب نے بکری چرانا اپنی لڑکی کا مہر کیا تھا
اور اللہ نے بغیر انکار کے اسکا ذکر قرآن مین فرمایا لائق ہے کہ ہماری شریعت مین بھی جائز ہو
پھر ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ جو حر ایک عورت سے شادی کرے اس پر کہ ایکسال خدمت کریگا یا قرآن
پڑھاوے تو روا ہے اور یہ مذکور مہر نہوگا صاحبین کے نزدیک مہر مثل چاہیے اور محمد کے نزدیک
خدمت کی قیمت بھی اور جو غلام اپنے مالک کے حکم سے ایک حرہ سے شادی کرے
اس پر کہ خدمت کرے یا بکری چراوے تو مذکور مہر ہوگا بعد اسکے کہا ہے کہ اس
قصہ سے جس طرح شبانی کا مہر ہونا بوجھا جاتا ہے ویسے ہی باپ کو مہر لینا اور لفظ مستقید
سے نکاح ہوتا ہے اور مہر اور منکوحہ کا مجہول ہونا بھی معلوم ہوتا ہے پر شبانی کے
مہر ہونے کے سوا اور ہمارے شریعت کے موافق نہین ہے اور حسینی سے لکھا ہے
کہ سوائے بکری چرانے کے اور منافع مہر نہین ہو سکتی ہین ہمارے نزدیک بخلاف
شافعی کے لیکن صاحب کشاف نے حکم کیا کہ ابو حنیفہ کے نزدیک کسی روایت مین شبانی

مہر نہین ہو سکتی ف ۲ فصل متعہ کے بیان مین قوله تعالیٰ لا جناح علیکم

إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ

عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ

وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ

مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَأَنْ تَعْفُوا

أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ت

گناہ نہین تم پر اگر طلاق دو عورتون کو جبتک یہ نہین کہ انکو ہاتھ لگایا ہو یا مقرر کیا ہو انکا کچھہ حق

اور انکو خرچ دو وسعت والے پر اسکے موافق ہے اور تنگی والے پر اسکے موافق جو خرچ دستور ہے

لازم ہے نیکی والون کو اور اگر طلاق دو انکو ہاتھہ لگانے سے پہلے اور ٹھہرا چکے ہو انکا حق

تو لازم ہوا آدھا جو کچھہ ٹھہرا تھا مگر یہ کہ درگذرین عورتین یا درگذر کرین جسکے ہاتھہ گرہ ہے نکاح کی

اور تم مرد درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور نہ بھلا دو بڑائی رکھنی آپسمین تحقیق اللہ

جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے **ف** موضح القرآن مین ہے کہ اگر نکاح کے وقت مہر کہنے مین نہ آیا

تو بھی نکاح درست ہے مہر پیچھے ٹھہر رہیگا پھر اگر بن ہاتھہ لگائے عورت کو طلاق دے تو مہر

کچھہ لازم نہ آیا لیکن کچھہ خرچ دینا ضرور ہے خرچ کیا کہ ایک جوڑا پوشاک کا موافق اپنے حال کے

اور اگر مہر ٹھہر چکا تھا پھر بن ہاتھہ لگائے طلاق دے تو آدھا مہر لازم ہوا مگر عورتین درگذرین

کہ بالکل چھوڑ دین یا مرد درگذرے جو مختار تھا کیونکہ اللہ نے بڑائی دی ہے مرد کیطرف کو

اور اسکو مختار کیا نکاح رکھنے اور توڑنے کا تو اپنی بڑائی رکھے **فائدہ** ۳ چار صورتین

ہوسکتی ہین یہان دو صورتین ہین ایک یہ کہ مہر نہ ٹھیرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پیشتر طلاق
دے دوسری یہ کہ مہر ٹھیرا تھا اور ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے اور دو صورتین
باقی رہین ایک یہ کہ مہر ٹھیرا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دیوے تو پورا مہر لازم ہوے سورۂ نسا مین
مذکور ہے دوسری یہ کہ مہر نہ ٹھیرا تھا اور ہاتھ لگا کر طلاق دے اُسمین مہر مثل پورا
دیا جائے یعنی اُس عورت کی قوم مین رواج ہے اور جب خلوت ہو چکی تو گویا ہاتھ لگایا
ف اور اکلیل مین ہے کہ حقا علی المحسنین سے بعضون نے متعہ مستحب کیا ہے اور بعضون نے
واجب اور فنصف ما فرضتم سے معلوم ہوا کہ عورت بمجرد عقد کے مہر کی مالک ہوتی ہے
اور جو عورت نصف مفروض مین سے کچھ خرید کرے تو زوج کو اُس نصف مین رجوع
نہ پہنچیگا بلکہ دوسرے نصف مین اور الا ان یعفون سے معلوم ہوا کہ جو عورت اپنی
نصف مفروض زوج کو بخشے تو روا ہے اور یعفو الذی بیدہ عقدۃ النکاح کو حضرت علی نے
زوج کر تفسیر کی اسمین یہ ہے کہ جو زوج اپنا نصف زوجہ کو بخشے تو روا ہے اور ابن عباس نے ولی کی
تفسیر کی ہے اس صورت مین بعضون نے دلیل پکڑی کہ جو ولی مہر عفو کرے تو جائز ہے ولی عام
جو ہو اور بعضون نے تخصیص کی ہے باپ کی وان تعفوا اقرب للتقوی مین خطاب ہے ازواج
سے اس سے معلوم ہوا کہ زوج کا عفو زوجہ کے عفو سے اولی ہے آیت مین دلیل ہے کہ مہر بخشنا
جائز ہے عین ہو یا دین قسمت پذیر ہو یا نہو **فصل** رقیق کے نکاح کا بیان ہے **قوله تعالى**
وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ
يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ **ف** امر بیاہ دو رانڈوں کو اپنے اندر اور جو نیک

ہوون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہوون گے مفلس اللہ انکو غنی کریگا اپنے فضل سے
اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ ایامی مقلوب ہے ایایم کا
جمع ایم کی ایم کہتے ہین مرد بے عورت کو اور عورت بے مرد کو اور انکح جب ایامی سے
متعلق ہو تو خطاب اولیا کی طرف ہے اور جب والصالحین سے متعلق ہو تو خطاب
مالکون کیطرف ہے صاحب کشاف نے کہا ہے کہ یہ امر ندب کے لئے ہے اور جب عورت
ولی سے نکاح کی خواہان ہو تو وجوب کے لئے ہے **ف** [۲]

باب العدل

قولہ تعالیٰ وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ **ت** اور تم ہرگز برابر نرکھہ سکوگے
عورتون کو اگرچہ اسکا شوق کرو سو نرے پہیر بھی نجاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادہر مین
لٹکتی **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ سے عدل کا شرط ہونا معلوم
ہوا اور اس آیۃ سے بوجہا گیا کہ محبت قلبی مین عدل شرط نہین ہے کیونکہ مدعا یہ ہے کہ جو بہت
بیبیان رکہتا ہے اس سے عدل نہین ہوسکتا کیونکہ عدل یہ ہے کہ اسیطرح ظاہرا اور باطنا ایکی
دوسرے پر زیادتی نہو یہ دشوار ہے کیونکہ حضرت بیبیون مین خرچ اور کپڑا اور گہر کا عدل کرتے
اور فرماتے کہ اے خدا یہ عدل اسمین ہے حقیقت مین یہ جو میری اختیار مین ہے اور جو اختیاری
نہین ہے یعنے محبت قلب اسپر مواخذہ نکر اسلئے کہ آپ حضرت عائشہ کو سب سے زیادہ چاہتے
اس سے معلوم ہوا کہ جہانتک ہوسکے عدل واجب ہے **ف** [۳] اور اکلیل مین ہے کہ محبت
اور جماع مین عدل کی تکلیف نہین ہے پر یہ جوڑ رکہے کہ بالکل جماع چہوڑ دے **فصل**

نوبت بخش دینے کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا **ت** اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا جی پھر جانے سے تو گناہ نہیں دونو پر کہ کر لیویں آپس میں کچھ صلح **ف** تفسیر احمدی میں ہے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت نے سودہ کی طلاق کا ارادہ کیا انہنے زاری سے عرض کی کہ مجھکو فقط یہ منظور ہے کہ قیامت کو آپ کی ازواج میں شمار ہوؤں اپنی نوبت عائشہ کو بخشی تب یہ آیۃ اتری اس سے معلوم ہوا کہ جو عورت اپنی سوت کو نوبت اپنی دے تو درست ہے کیونکہ اکثروں کے نزدیک صلح سے یہی مراد ہے اور بعضوں کے نزدیک یہ مراد ہے کہ زوجہ زوج کو کچھ مہر معاف کرے یا سب بخشدے اور مدارک میں ہے کہ نشوز سے مراد ہے صحبت نکرنی اور نفقہ ندینا اور گالی دینا اور مارنا اور اعراض سے بدخلقی یا اور عورت کے سبب اس سے بات اور انس کم کرنا اور اکلیل میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو اپنا حق بخشنا روا ہے نوبت ہو یا اور کچھ اور بعضوں نے دلیل پکڑی کہ عورت کو اپنا حق بیچنا بھی درست ہے

کتاب الرضاع

قولہ تعالیٰ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ **ت** اور لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکوں کو دو برس پورے جو کوئی چاہے کہ پوری کرے دودھ کی مدت **ف** تفسیر احمدی میں ہے کہ یہ خبر امر کے معنوں میں اور امر ندب کے لئے ہے کیونکہ ماں پر دودھ پلانا واجب نہیں باپ پر واجب ہے کہ لڑکے کے لئے دودھ پلانے والی نوکر رکھے جو لڑکا اپنی ماں کے پستان کے سوا اور کے قبول نکرے یا دایہ نملے

نوبت بخشنے کے بیان میں

شیرخوار کے دودھ پلانے کے بیان میں

پلایا

یا بابکو نوکر رکھنے کی طاقت نہین ہے۔ تو ماپر واجب ہے اس صورتین امر وجوب کے لئے
ہے قول اول مختار ہے امام زاہد کا دوسرا صاحب ہدایہ کا اور اسکے مدتین علما مختلف مین ابو حنیفہ
ڈہائی برس کہتے ہین سورہ احقاف کے آیہ کی دلیل سے اور صاحبین اور شافعی دو برس کیونکہ
اللہ نے حولین کی قید فرمائی ہم کہتے ہین کہ یہ قید اسلئے ہے کہ ماپر عذر سے دودہ پلانا دوہی
برس واجب ہے اور زیادہ پلانا احسان ہے یا بابکو دودہ پلانے والی نوکر رکہنا دوہی برس
واجب ہے اور زیادہ احسان اس سے یہ نکلا کہ دودہ پلانا دوہی برس چاہئے زیادہ نچاہیے اور زفر کے
نزدیک تین برس لیکن چونکہ یہ مقام شبہہ کا تہا ابو حنیفہ نے حکم کیا کہ ڈہائی برس چاہئے
حرمت نکاح کی احتیاط کے لئے کہ جو دودہ پلانے سے ہوتی ہے یعنے جسنے اس مدتمین دودہ
پلایا وہ لڑکے کی ما ہے اور اسکا زوج باپ اور اسکی بیٹی بہن **قولہ تعالی وحملہ
وفصالہ ثلثون شہرا** اور حمل مین رہنا اسکا اور دودہ چہوڑنا تیس مہینے مین ہے ف
تفسیر احمدی مین ہے ہدایہ سے کہ ثلثون شہرا خبر ہے حمل اور فصال دونوں سے گویا کہا گیا الحمل ثلثون
شہرا مدت الفصال ثلثون شہرا اس صورتمین بیان ہے دونو کی اکثر مدت کا لکن جب
مدت حمل مین نقصان پایا گیا عائشہ کے قول سے کہ پیٹ مین لڑکا دو برس سے سوا نہین
رہتا اور مدت رضاعمین نپایا گیا ابو حنیفہ نے حکم کیا کہ حمل کی اکثر مدت دو برس ہے اور
فصال کے تیس مہینے ہین اور صاحبین اور شافعی کہتے ہین ثلثون شہرا خبر ہے مجموع حمل
اور فصال کی یعنے سب مدت حمل اور فصال کی تیس مہینے ہین ان مین سے دو برس رضاع
کی مدت ہے بدلیل والوالدات یرضعن اولادھن او فصالہ فی عامین کے اور باقی تہی

یعنی چھ مہینے وہ حمل کی مدت ہے اس صورت مین مدت رضاعت دو برس [illegible]

کے احوال کا بیان ہے اور اسکا جو بیان آیہ مین گذرا

کتاب الطلاق

قوله تعالى الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ

طلاق رجعی دو بار تک ہے پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت کرنا نیکی سے ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ جاہلیت مین طلاق کی گنتی ایک وتیرہ پر تھی جو کوئی دس طلاق دیتا تب بھی رجعت کر سکتا اور جب عدت ہو جاتی رجعت کرتا پھر طلاق دیتا پھر رجعت کرتا ایک عورت نے آکر عائشہ پاس شکوہ کیا کہ میرے زوج نے رجعت کی پھر طلاق دی پھر رجعت کی پھر طلاق دی یہ خبر حضرت تک پہنچی تب یہ آیہ ارشاد کی اسکی دو توجیہ ہین ایک تو حسینی اور زاہدی اور بیضاوی اور تلویح مین ہے موافق مذہب کے کہ طلاق رجعی دو ہین زائد نہین عدت کے اندر رجعت ہے اور بعد اسکے طلاق بائنہ یہ امر ہے خبر کے صیغہ مین دوسری مختار ہے صاحب کشاف اور مدارک اور فخر الاسلام کے موافق مذہب ابو حنیفہ کے یہ ہے طلاق سے مراد طلاق شرعی نہ طلاق رجعی اور مطلب یہ کہ طلاق شرعی وہ ہے کہ دو طلقہ ہون متفرق ایک دوسری کے بعد نہ یہ کہ اکٹھا ہون ایک ہی بار اور مرتین سے تثنیہ نہین مراد ہے تکرار مراد ہے جس طرح ثم ارجع البصر کرتین مین ہے اس لئے کہ دو طلقہ ایک ہی مرتبہ واقع کرنا خلاف ہے سنت کے اسپر نص ہے کہ اللہ نے مرتان فرمایا نہ اثنان اب ضرور ہے کہ یہ امر ہو خبر کے صیغہ مین ورنہ کذب لازم آتا ہے اسلئے کہ دو طلقہ اکٹھا بھی کبھی پائی

جاتی ہین اور شافعی کے نزدیک دو یا تین طلقہ ارسال کرنا اکٹہا درست ہے

اور انکی دلیل مین ہے کہ امساک کا لفظ صریح رجعت ہے اور لفظ صریح کی صحیح طلاق اور فاساک

بمعروف سے بعضون نے دلیل پکڑی کہ رجعت وطی سے ہوتی ہے قوله تعالیٰ وَاِذَا

طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّلَا تُمْسِكُوْ

هُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيَاتِ اللّٰهِ

هُزُوًا ط ت اور جب طلاق دی تم نے عورتون کو پھر پہنچی اپنی عدت تک تو رکہہ

لو انکو دستور سے یا رخصت کرو دستور سے اور مت بند کرو انکو ستانیکو تا زیادتی کرو

اور جو کوئی یہ کام کرے اسنے برا کیا اپنا اور مت ٹہراؤ حکم اللہ کو ہنسی ف تفسیر احمدی مین ہے

کہ قرآن مین رجعت کا بیان بہت ہے اور اس آیہ سے غرض یہ ہے کہ جو تعرض آیہ وبعولتهن

احق بردهن کے اور اس آیہ کے مابین مین ہے دور ہو جاوے اسلیے کہ اول آیہ سے

معلوم ہوا کہ رجعت عدہ تین حیض ہونیکے بعد اور یہان فبلغن اجلهن فامسكوهن سے

جانا جاتا ہے کہ بعد اسکے بہی درست ہے اسلیے مفسرون نے کہا کہ اجل سے آخر عدہ مراد ہے نہ انقضا

اسکا کیونکہ اجل کا اطلاق تمام مدت اور آخر مدت دونو پر ہوتا ہے اب مدعا یہ ہوا کہ جب

عورتین طلقہ قریب عدت کے پہنچین تو رکہہ لو یعنے رجعت کرو ف قوله تعالیٰ

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ

اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط ت اور جب طلاق دی تم نے عورتون کو پھر پہنچ

چکین اپنی عدت تک تو اب نہ روکو انکو کہ نکاح کرلین اپنے خاوندون سے جب راضی

ہو جاوین السمین موافق ہے ستید کے وقف تفسیر احمدیہ میں ہے یا ان اجل سے مراد
معنی حقیقی ہیں یعنی تمام عدت انکی قرینہ ہے کہ نکاح نہیں درست ہے بیچ عدت کے بعد
اور اس آیہ کی کئی توجیہ ہیں ایک یہ کہ زوج اول سے نکاح مراد ہے اسلئے کہ فلا تعضلوا
میں خطاب ہوا اولیا کو یعنی لے ولیو انکو مت روکو اپنے خاوندون سے نکاح کرنیکو
اس صورت میں شرط اور جزا کا ربط یون ٹہرے گا کہ فلا تعضلوا میں موضوع ہے ذکر بعضل
اولیا کے موضع پر اور ازواج کا اطلاق باعتبار ما کان کے ہے دوسری یہ کہ سوا
خاوندون کے سوا اور سے نکاح کرنا مراد ہے اسلئے کہ فلا تعضلوا میں خطاب ہے ازواج کو یعنی
طلاق دینے والے بعد عدت کے انکو نہ روکو اور ازواج سے نکاح کرنے کو اس صورت میں ازواج کا
اطلاق باعتبار مآل کے ہے اور شرط اور جزا کی ربط میں تاویل نہیں ہے اول تا ہے
بیضاوی کا اسی سے اسکو مقدم کیا اسواسطے کہ شافعی کے نزدیک عورت کی عبارت سے
نکاح نہیں ہوتا نہ روا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خطاب اولیا سے ہے ولیل ہے کہ اپنے نفس کو
عورت نکاح نہیں کرسکتی ہے کیونکہ اگر ممکن ہوتا تو ولی کے روکنے کی کیا وجہ تھی اور جو نسبت
نکاح کی عورتونکی طرف ہے وہ اسلئے ہے کہ نکاح انکی اذن پر موقوف ہے اور دوسری توجیہ
صاحب مدارک کے مختار ہے اسیسے اسکو مقدم کیا کیونکہ ہمارے نزدیک عورتکی عبارت سے
نکاح ہو جاتا ہے اور روا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب ازواج مخاطب ہوئے اور ولی کا روکنا
معلوم نہ ہوا تو عورتکی عبارت سے نکاح ہونا درست ہوا اور بعضون نے کہا ہے کہ ازواج اور اولیا
دونو قسم کو خطاب ہے اور بعضون نے کہا کہ سب آدمیون کو خطاب ہے ان صورتون میں ازواج سے

مراد

مُراد ایک دو معنے اول مین سے ہے اور مین کہتا ہون کہ ازواج لاحق کو بھی خطاب ہو
سکتا ہے اور مدعا یہ کہ اسے ازواج لاحق عورتون کو وطی کے بعد جو طلاق دو تو مت روکو اُنکو
پہلے ازواج سے نکاح کرنے کو ۔ فصل غلیظہ کا بیان ہے قولہ تعالیٰ
فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ت پھر اگر اُسکو
طلاق دے تو اب حلال نہین اُسکو وہ عورت اُسکے بعد جبتک نکاح نکرے کسی خاوند
سے اُسکے سوا پھر اگر وہ شخص اُسکو طلاق دے تب گناہ نہین اُن دونو پر کہ پھر ملجاوین اگر خیال
کرین کہ ٹھیک رکھین گے اللہ کے قاعدے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اکثر مفسرون نے
کہا ہے کہ یہ آیہ متصل ہے الطلاق مرتان سے یعنے جو ایک طلاق دے یا دو تو رجعی ہے اور جو بعد
اُسکے تیسری دے تو غلیظہ ہے اور خلع کی طلاق دونو کے مابین معترضہ ہے اُسکا ذکر اُن دونو کے
مابین اس لئے ہے تا معلوم ہو کہ خلع بھی طلاق ہے اور صاحب مدارک نے کہا کہ جو کوئی خدشہ
کرے کہ خلع ہمارے نزدیک طلاق ہے اور شافعی کے ایک قول مین بھی اس صورت مین اس
آیۃ کی طلاق چوتھی ہوتی ہے اُسکا جواب یہ ہے کہ خلع ہمارے نزدیک طلاق بالعوض ہے
اور اس آیہ کی طلاق بیان اُسکا ہے یعنے جو اُسکو طلاق بالعوض دے تو اُسکا حکم تحلیل ہے
اور مفسرون نے اور اصولیون نے ذکر کیا ہے کہ نکاح لغت مین وطی کو کہتے ہین اور یہان حتی تنکح
مین فقط عقد مراد ہے مجازا اس قرینہ سے کہ اُسکی نسبت اُسکے طرف ہے اور وہ وطی
کرنے کی صلاحیت نہین رکھتی اس صورت مین بوجھا گیا کہ فقط عقد کرنا دوسرا شرط ہے تحلیل کی

اسی پر سعید بن مسیب نے کفایت کیا اور جمہور نے وطی بھی شرط کی ہے حدیث عسیلہ
سے ثابت ہے اور ولا تنکح کے لفظ مین دلیل ہے کہ عورت کی عبارت سے نکاح منعقد
ہوتا ہے چنانچہ اسکا بیان گذرا اس بیان سے معلوم ہوا کہ جب عورت دوسرا شوہر کر کے
پھر اسکو پہلے کے پاس پھرنا نہین درست ہے جبتک یہ دوسرا صحبت نکرے اور اگر دوسرا
نامرد ہو اور چاہے کہ پہلے کے پاس جاوے دوسرے سے تفریق کر کے تیسرے سے نکاح کرے پھر
اور سے بھی نکاح کرے تا آنکہ دوسرے سے صحبت ہو اور عورت کو اور دوسرے خاوند کو
لائق نہین ہے کہ تحلیل کی نیت سے نکاح کرین ایسا نکاح مالک اور اوزاعی اور ثوری اور شافعی کے
نزدیک فاسد ہے ابو حنیفہ کے نزدیک جائز ہے کراہت اگرچہ مین ارادہ تحلیل کا چھپاوے
اور ظاہر نکرے تو بے کراہت جائز ہے اور فقط ادخال شرط ہے انزال اور مراہق سے محلل ہو
سکتا ہے بخلاف مالک کے اور جو ایک لونڈی ایک حر کے نکاح مین تھی اسنے طلاق
غلیظہ دی پھر مول لے لی وطی کی یہ تحلیل نہین ہے **فصل** عورت مخیرہ کے طلاق کا بیان
ہے **قوله تعالیٰ** يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ
الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِنْ كُنْتُنَّ
تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا
عَظِيمًا ۝ **ف** اے نبی کہدے اپنی عورتون کو اگر تم چاہتیان دنیا کا جینا اور یہان کی رونق
تو آؤ کچھ فائدہ دون تمکو اور رخصت کرون بھلی طرح سے اور اگر تم ہو چاہتیان اللہ کو
اور اسکے رسول کو اور پچھلے گھر کو تو اللہ نے رکھ چھوڑا ہے انکو جو تم مین نیکی پر ہین نیگ بڑا

ف موضح القرآن مین ہی کہ حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوے چاہا کہ ہم
بھی آسودہ ہوون بعضون نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینے گھر مین نجاؤن
پھر مہینے کے بعد یہ آیہ اتری حضرت گھر مین آئے اول حضرت عائشہ سے کہا انہون نے اللہ
ورسول کی مرضی اختیار کی پھر اسطرح سبنے اور تفسیر احمدی مین ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ جب
عورت مخیرہ اپنے زوج کو اختیار کرے تو مطلقہ نہین ہوتی حضرت عائشہ کے قول سے
کہ حضرت نے ہمکو اختیار دیا ہمنے حضرتکو اختیار کیا اور حضرت نے اسکو طلاق نہین جانا
بخلاف زید اور حسن اور مالک اور حضرت علی کا ایک روایۃ کی کہ انکے نزدیک ایک
طلاق رجعی ہوتی ہی اور جو اپنے نفس کو اختیار کرے ایک طلاق بائنہ ہوتی ہی اور
ہمارے اور شافعی کے نزدیک اگر اپنے زوج کو اختیار کرے نہین ہوتی مگر اسی صورتین
کہ جب اپنے طلاق کو اختیار کرے پر ہمارے نزدیک بائنہ ہوگی اور شافعی کے نزدیک
رجعی اور یعنے عورتکو کچھ دینے کا ذکر دو وجہون سے ہی یا وہ مدخولہ ہی تو مستحب ہی یا غیر مدخولہ ہی
اور مہر مقرر نہین تو واجب ہی **فصل** طلاق بدعی کا بیان ہی **قولہ تعالی** یا ایہا
النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْھُنَّ بِعِدَّتِھِنَّ **ف** اے نبی جب تم طلاق
دو عورتون کو انکو طلاق دو انکی عدت پر **ف** تفسیر احمدی مین ہی کہ اس آیہ سے معلوم ہوا
کہ حیض مین طلاق دینی بدعت ہی اور اس طہر مین بھی کہ جسمین وطی ہوئی ہو اسلئے
کہ طلقوہن بعدتہن کی معنے یہ ہین کہ انکو طلاق دو جس حال مین کہ عدت سے پہلے ہو
یہ صورت نہین ہی مگر اس طہر مین کہ وطی نہوئی ہو اسلئے کہ عدۃ کی مدت مین حیض مین ہی

طلاق بدعی کا بیان

جو حیض میں طلاق دی تو عدت پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ اگر طلاق دی اور جو حیض کو عورتیں
گنیں تو تین حیض سے کم ہے اور اگر گنیں تو تین حیض سے زیادہ ہے اور اقرب یہ ہے کہ ... ہیں کہ
وطی ہوئی طلاق دے تب بھی عدت پوری نہیں ہوتی کیونکہ تقریب ... ہے کہ طلاق
اگر حاملہ ہے تو حمل کی عدت ہے اور جو غیر حاملہ ہے تو اس صورت میں عدۃ ... تقریب نہ ہوگا
والی اور اکلیل میں ہے بخاری اور مسلم سے فطلقوہن بعد طہر کی تفسیر حضرت سے اس طرح
آئی ہے کہ طلاق دے اس طہر میں کہ وطی نہوئی ہو اور مسلم نے حضرت سے پڑھا ہے فطلقوہن
قبل عدتهن اور ابن منذر نے کہا کہ اللہ نے اس آیۃ سے طلاق مباح کی **باب**
الرجعة قوله تعالى وبعولتهن احق بردهن في ذلك ان ارادوا
اصلاحا ف اور انکے خاوندوں کو پہنچتا ہے پھر لینا انکا اس بیچ میں اگر چاہیں
صلح کرنی **ف** یہ ٹکڑا ہے آیۃ تربص کا کہ ضمیر راجع ہے مطلقات کی طرف اور ذالک کا
مشار الیہ ایام عدت ہے اور احق بردهن کے یہ معنے ہیں کہ جن عورتوں کو ازواج طلاق رجعی
دیں اور پھر ایام عدت میں رجوع کریں اور عورتوں کو رجعت سے انکار ہو تو واجب ہے
کہ ازواج کے قول کو عورتوں کی قول اختیار کریں ازواج حق میں عورتوں سے اور یہ مدعا ہے
کہ عورتوں کو رجعۃ میں حق ہے تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی سے
وطی حرام نہیں ہوتی کیونکہ اللہ نے طلاق دینے والے کو ازواج نام رکھا اگرچہ احتمال ہے
کہ نام باعتبار ما کان کے ہو اس صورت میں رد ہے شافعی پر جو قائل ہیں کہ رجعۃ قول ہی
سے ہوتی ہے نہ وطی سے اور آیۃ مطلق ہے اشہاد کی قید سے اس سے بوجھا گیا کہ رجعۃ میں گواہ

لانا واجب نہین ہے جیسا کہ مذہب مالک کا اور شافعی کا بھی ایک قول مین غایتہ درجہ یہ

کہ مستحب ہے **باب الایلاء قوله تعالى لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِن فَآءُو فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ت** جو لوگ قسم کہا رہتے ہین

اپنی عورتون سے انکو فرصت ہے چار مہینے پہر اگر مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے پہر اگر ٹہرا یا رخصت

کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا **ف** موضح القرآن مین ہے کہ جسنے قسم کہائی کہ اپنی عورت پاس

نجاوے تو چار مہینے مین جاوے اور قسم کی کفارہ دے نہین تو طلاق ٹہرے گی اور تفسیر احمدی مین ہے

کہ ایلا قسم کو کہتے ہین اُس مدت مین زوج کو زوجہ سے صحبت منع ہے **ف ۲** اور من نسائهم

سے معلوم ہوا کہ لونڈیسے ایلا روا نہین کیونکہ نسا کا ملوکات پر اطلاق نہین اور صاحب ہدایہ نے

تصحیح کی کہ مطلقہ بائنہ سے ایلا نہین ہے کیونکہ وہ نسا نہین ہے اور مطلقہ رجعیہ سے ہے کیونکہ

اُسمین زوجیت پائی جاتی ہے وہ نسا مین داخل ہے اور فان فاءو مین ایلا کے حکم کا بیان ہے

یعنے جو رجوع کرے اس مدت مین اور حانث ہو تو کفارہ دے اللہ بخشنے والا ہے **ف ۳** اور

وان عزموا الطلاق سے یہ مراد ہے کہ جو ارادہ طلاق کا کرے اور حانث نہو تو مدت گئی

جاتی ہے یا طلاق بائنہ ہوتی ہے یہ ہمارے نزدیک ہے اور شافعی کہتے ہین کہ فان فاءو

اور وان عزموا الطلاق دونو متعلق ہین بعد مضی المدة کے یعنے چار مہینے کے بعد عزیمت

واجب ہے کہ وطی کا یا طلاق کا مطالبہ کرے جو وطی کیطرف رجوع کیا کفارہ واجب ہے

اور جو ارادہ طلاق کا کیا تو طلاق ہے اور جو دونو سے باز رہے تو قاضی کو تفریق کر دینا واجب ہے

یہ توجیہ گو ظاہر میں خوب ہے پر ہماری مدعا کو قراۃ فان فاؤفیھن کہ تبید شدہ سے ہے تائید کرتی ہے اس صورتین وان عزموا الطلاق کی معنے یون ہین کہ جو اس مدتین رجوع نکرے تو اسکے گذرنے کے بعد طلاق ہو جاوے

باب الخلع قولہ تعالی

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

ف ١ اور تمکو روا نہین کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتون کو مگر وہ کہ دونو ڈرین کہ نہ ٹہیک رکہین گے قاعدے اللہ کے پھر اگر تم لوگ ڈرو کہ وہ نہ ٹہیک رکہین گے قاعد اللہ کے تو گناہ دونو پر نہین جو بدلا دے کر چھوٹے عورت **ف ٢** مدعا آیہ کا یہ ہے کہ جو تم نے مہر دیا اسکا پھیر لینا کبھی تمکو روا نہین ہے مگر جب ڈر ہو کہ دونو سے موافقت نہوگی مثلاً عورت بدخو یا ترک ادب کرے یا ناحق خاوند مارے یا گالی دے اس صورتین جو عورت کچھ مال دیکر خاوند سے اپنے جان چھڑاوے تو گناہ نہین اسکو شرع مین خلع کہتے ہین اور خلع طلاق بائن ہوتی ہے اور شرط ہے کہ خلع کی لفظ مذکور ہو اسطرح کہ زوج نے کہے مین نے تجھسے خلع کیا ہزار روپیہ پر اور زوجہ نے قبول کیا یا زوجہ کہے کہ تو اتنے پر مجھسے خلع کر اور اسنے قبول کیا اور اگر یہ لفظ مذکور نہو تو خلع نہین ہے بلکہ طلاق علی المال ہے اور خلع حاجت کے وقت درست ہے اسپر کہ مہر مین دے جاوین اور باقی اسکے حکم فقہ مین مفصل ہین اور اختلاف ہے کہ خلع فسخ ہے یا طلاق شافعی کے قول قدیم مین اور ابن عمر اور ابن عباس کے قول مین فسخ ہے اور ہمارے نزدیک اور شافعی کے قول جدید مین طلاق

ہے اور خلاف ثمرہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک خلع کے بعد طلاق پڑتی ہے اور شافعی کے نزدیک نہین اور اکلیل مین ہے کہ فیما افتدت کے عموم سے دلیل ہے کہ جس چیز پر خلع کیا خواہ مہر کی مقدار ہو یا اُس سے زیادہ درست ہے اور بعضون نے کہا کہ زائد نہ چاہیے اور دلیل پکڑی ہے اُسنے جو مفادات کو صریح خلع جانتا ہے اور کہا ہے کہ خلع فسخ ہے نہ طلاق کیونکہ طلاق دو بار مذکور ہوئی پھر خلع پھر فرمایا فان طلقها معلوم ہوا کہ خلع غیر محسوب ہے ورنہ چار طلاق ہوینگے اور آیہ رد ہے اُسپر جو بادشاہ کے نزدیک کے سوا خلع جائز نہین رکھتا ۱۲ ط

باب الظہار قولہ تعالی وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا

اور جو ماکہہ بیٹھین اپنی عورتون کو پھر وہی کام چاہین جسکو کہا ہے تو آزاد کرنا ایک بردہ پہلے اس سے کہ آپس مین ہاتھ لگاوین اس سے تم کو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو پھر جو کوئی نہ پاوے تو روزہ دو مہینے کا لگاتار پہلے اس سے کہ آپس مین چھوئین پھر جو کوئی نہ کر سکے تو کھانا دینا ہے ساٹھ محتاج کا ف ومن نسائهم سے معلوم ہوا کہ لونڈی سے ظہار نہین ہوتی کیونکہ نسا کی معنے ازواج ہین اور لونڈی ازواج مین نہین ہے اور اُس عورت سے نہین ہوتی کہ جسکو نے اذن نکاح مین لایا اور ظہار کیا بعد اسکے اُسنے اجازت دی کیونکہ ظہار کے وقت زوجہ نہتھی اسلئے کہ نکاح اذن پر موقوف تہا

یعنی دونون لما قالوا سے مُراد ہے کہ توڑتے ہین اُس چیز کو جب کو چھوا بالقصد ہے یہ قول ہے چارون
امام کا پر توڑنے مین اختلاف ہے ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اُسے ستانا کو مباد بلکہ بعضے
کو بغیر شہوت بھی ہو نقض ہوتا ہے اور شافعی کہتے ہین کہ جو دست کو ملنا اپنے بعد
اسقدر ٹھیرایا کہ اُس زمانہ مین مفارقت ہو سکتی ہے وہ نقض ہے اور مالک کے نزدیک
جماع کا ارادہ ہے اور حسن کے نزدیک جماع ہے اور رقبۃ یعنی بردہ عام ہے مؤمن ہو یا کافر کیونکہ وہ
مطلق ہے اور وصف کے حق مین مطلق اپنی اطلاق پر جاری رہتا ہے اور شافعی خاص کرتے
مین مومن کو کیونکہ قیاس کیا ہے اُسکو قتل کی کفارہ پر اور من قبل ان یتماسا سے علم
ہوا کہ وطی اور بوسہ اور کنار کفارہ کے پیشتر حرام ہے ہمارا مذہب ہے اور بعضے کہتے
ہین کہ فقط وطی حرام ہے اور بوسہ وغیرہ نہین کیونکہ تماس سے مُراد جماع ہے اور رقبۃ کے
نپانے سے مالک کے نزدیک یہ مُراد ہے کہ نہ بردہ پاوے اور نہ ایسی قیمت کہ اُس سے
مول لے سکے جو بردہ پاوے آزاد کرے گو خدمت کی حاجت رکھتا ہو اور جو بردہ نہ
تو اگر قیمت پاوے مول لیکر آزاد کرے گو نفقہ کی حاجت ہے اور اگر قیمت بھی نہ پاوے
تو روزہ رکھے اور شافعی کہتے ہین کہ مُراد یہ ہے کہ نہ پاوے بردہ یا اُسکی قیمت فاضل
حاجت اصلی سے جو بردہ پایا پر خدمت کی حاجت ہے یا قیمت پائی پر نفقہ کی حاجت ہے
اُسکو روزہ چاہیے اور ہم کہتے ہین کہ مُراد یہ ہے کہ نہ پاوے بردہ بعینہ خواہ حاجت اصلی سے
فاضل ہو یا نہو جو بردہ ہو گو خدمت کی حاجت ہو آزاد کرے یا قیمت ہو تو بردہ مول
نہ لیوے گو وہ قیمت حاجت اصلی سے فاضل ہو بلکہ روزہ رکھے اس قول کی بنا

یہ ہے کہ بعد اسکے اللہ نے کفارہ کو کھانا کھلانے پر رکھا اور کھانا کھلانا بدون قدرت کے
نہین ہوتا اس سے معلوم ہوا بر دہ پانے سے بعینہ مراد ہے نہ قیمت اسکی کیونکہ جو قیمت کا
اعتبار ہوتا اور کھلانے والے کو قدرت مقدم ہے تو بجائے اطعام کے تحریر کا ذکر فرماتا اور
متتابعین سے معلوم ہوا کہ تتابع شرط ہے اور تتابع اسے کہتے ہین کہ دو مہینے کے مابین رمضان
اور وہ پانچ دن کہ جسمین روزہ نہین ہوتا نہو اور انکے درمیان افطار نکرے عذر سے
یا بغیر عذر سے پھر جو بے عذر افطار کیا تو بالاتفاق استیناف ہے اور جو بعذر کیا تو ہمارے
نزدیک استیناف ہے اور من قبل ان یتماسا کی یہ معنے ہین کہ روزہ جماع اور بوسہ وغیرہ پر
مقدم ہے اور بعضون نے فقط جماع پر مقدم کیا اور معلوم ہوا کہ روزہ مین مس بھی نہو
کیونکہ دو مہینے کے روزے مین تقدم علی المس شرط ہے ف اور فمن لم یستطع کی
یہ معنے ہین کہ اصل صوم کی طاقت نرکھے یا اصل صوم پر قادر ہو پر پیری یا بیماری سے تتابع کی
طاقت نہین ہے تو واجب ہے کہ ساٹھ مسکین کو کھلاوے ہر ایک کو نصف صاع گیہون
یا ایک صاع جو یا سوکھے خرمے اور اطعام کی صورتمین تماس کا نہونا ہمارے نزدیک شرط
نہین ہے کیونکہ وہ اس قید سے مطلق ہے اور مطلق اپنی اطلاق پر رہتا ہے گو ایک حادثہ مین
ہو اور شافعی کے نزدیک شرط ہے از صاحب کشاف اور مدارک مین کہا ہے کہ جو مظاہر
کفارہ سے باز رہا عورت کو چاہیے کہ مدافعہ کرے اور قاضی کو چاہیے کہ کفارہ کے لئے جبر کرے
اور قید اور اکلیل مین ہے کہ ان آیتون سے بہت مسئلہ معلوم ہوئے ظہار کا حکم اور اسکا کبیرہ ہونا اور
خاص ہونا ظہار کا زوجات پر اور کفارہ عود کی صورتمین اور مالک نے من نسائہم سے

دلیل پکڑی کہ ستے ذمی کی بھی ظہار ہوتی ہے کیونکہ وہ انسا مین داخل ہے اسلئے جنہون نے ظاہر کیا
ستے دلیل پکڑی ہے کہ ظہار فقط اسیوقت ہوتی ہے کہ تشبیہ دینا ... تشبیہ دی اور فقط
ماکے ساتھ تشبیہ دی نہ جدات اور سب محارم کے رضاعی ہون یا نسبی اور بعضون نے
کہا کہ زوجہ کی ظہار کو حکم نہین کیونکہ مرد کو خاص ہے اور والذین کے عموم سے دلیل پکڑی
گئی کہ عبد کی بھی ظہار ہوتی ہے اور رد ہے اسپر جو بہ مجرد ظہار کے کفارہ واجب جانتا ہے
عود کا اعتبار نہین کرتا

باب اللعان

قولہ تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ

ت اور جو عیب لگاوین اپنی جورو ونکو اور شاہد نہون انکے پاس سوا اپنی جان
تو ایسی کسیکو چاہیے کہ چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین
بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہے مار یون کہ گواہی
چار گواہی اللہ کے نام مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کا غضب آوے اس
عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ یہ آیہ لعان کے بیان مین ہے اور
لعان کا حکم اسطرح پر ہے کہ جو ایک مرد نے اپنی جورو کو عیب لگایا زنا کا تو اگر دونو شہادت کے
اہل ہین اور عورت لعان چاہے تو مرد پر واجب ہے کہ لعان کرے اور جو منکر ہو تو قید

لعان کے بیان میں

اُسوقت تک کہ یا لعان کرے یا آپ کو جھٹلاوے جب آپ کو جھٹلائے تب
قذف کی حد اُسپر جاری ہو اور جب لعان کا ارادہ کرے تو چار مرتبہ کہے کہ جو مین نے
عیب لگایا زنا کا اپنی عورت کو اُس مین قسم ہے خدا کی کہ سچّا ہون اور پانچوین مرتبہ کہے
کہ خدا کی لعنت مجھپر جو جھوٹا ہون اِس کہنے سے قذف کی حد اُسپر نہین ہوتی پھر عورتکو
لعان کرنا ضرور ہے جو انکار کرے تو قید رہے اُسوقت تک کہ یا خاوند کو سچّا جانے
اِس صورت مین زنا کی حد اُسپر ہوگی یا لعان کرے اور لعان مین وہ بھی چار مرتبہ کہے
کہ قسم ہے خدا کی خاوند عیب لگانے مین جھوٹا ہے اور پانچوین مرتبہ کہے کہ جو وہ سچّا ہو
مجھپر غضب اللہ کا ہے اِس کہنے سے اُسپر حد زنا کی نہین ہوتی پر دونو کے درمیان
فرقت ہوجاتی ہے بہ مجرد دونون لعانکی زفر کے نزدیک اور شافعی کے نزدیک زوج کے
لعان سے اور یہ فرقہ اُن دونو اور ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک فسخ ہے پھر عورت
مرد کو کبھی حلال نہین ہوتی اور ابو حنیفہ اور محمّد کے نزدیک قاضی کے جُدا کرنے سے
فرقت ہوتی ہے یہ قاضی کی تفریق ایک طلاق بائنہ ہے پھر جو مرد نے آپ کو جھٹلایا
تو حد مارا جاویگا اور عورت پر تہمت کی اور حد مارا گیا یا عورت نے زنا کیا اور حد ماری گئی تو
نکاح حلال ہے کیونکہ اب لعان کی اہل نہین ہے اور جو مرد عیب لگاوے اپنی عورتکو
کہ یہ لڑکا میرا نہین ہے قاضی تفریق کرے اور لڑکے کا نسب اُسکی ما سے ملاوے بشرطیکہ
لعان مین جس شے کی تہمت کی ہے اُسکا ذکر بھی ہوا اور کشاف مین ہے شافعی کا قول
کہ مکّہ مین مقام اور بیت اللہ کے درمیان لعان چاہئے اور مدینہ مین منبر پر اور بیت المقدس

مین مسجد کے اندر اور مشرک کو لعان بتخانہ مین اور بیدین کو لعان مسجد و نمین چاہئے
مسجد الحرام کے سوا اور جو زوج اہل شہادت کا نہو یعنے غلام ہو یا کافر یا محدود القذف
لعان نہین ہوتا بلکہ بہ مجرد قذف کے حد ہوتی ہے جو عورت اہل شہادت نہو یعنے لونڈی
ہو یا کافر یا محدود القذف یا لڑکے یا دیوانے یا بدکار تو زوج پر نہ لعان ہے نہ حد **ف** اکلیل مین
اور یدرؤ عنہا العذاب سے معلوم ہوا کہ مرد کے لعان سے عورت پر زنا کی حد واجب
ہوتی ہے اور عورتکو ہو سکتا ہے کہ حد کو دفع کرے اسکے کہنے سے یعنے اشہد باللہ الخ سے
اور اسمین بھی اشہد کو احلف وغیرہ سے بدلنا اور عوض غضب کے لعنت لانا جیسا کہ اوپر
گذرا ہے نچلیگا اور بعضون نے استدلال کی ہے کہ عورت کے لعان مرد کے لعان پر مقدم
نچاہئے

باب العدة

قوله تعالى وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ اَرْحَامِهِنَّ

ف اور طلاق والی عورتین انتظار کرواوین اپنے تئین تین حیض تک اور انکو حلال
نہین کہ چھپا رکھین جو پیدا کیا اللہ نے انکے پیٹ مین **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ مطلقہ سے
وہ مطلقہ مراد ہین کہ حرہ ہون اور حیض انکو آتا ہو اور مدخولہ ہون کیونکہ لونڈیکی عدت
فقط دو حیض ہین اور جنکو حیض نہین آتا یعنے صغیرہ یا آیسہ انکی عدت تین مہینے ہین اور
جو مدخولہ نہون انپر عدت نہین ہے یہ آیت اگرچہ مطلقات کے حق مین ہے پر صاحب ہدایہ نے
جو فرقت کہ بغیر طلاق کے ہوتی ہے اسکو بھی مطلقات مین شامل کیا ہے عدت کے حق
مین اور عدت سے غرض یہ ہے کہ رحم کی راہ معلوم ہو یہ حیض ہی سے ہوتی ہے اور لفظ ثلث کی خاص

ہے تین کے لئے تھی اور بیشی اسمین نہین اور طلاق بھی مشروع ہے طہر مین جوایک نے طہر مین
طلاق دی تو اگر اُس طہر کو عدت مین حساب کرین جیسے کہ شافعی کرتے مین تو عدۃ کچھ
اوپر دو قرء ہوتی ہے اور اگر حساب نکرین تو کچھ اوپر تین ہے دو نو صورتین خاص کا عمل جاتا ہے
اور جب قرء سے حیض مُراد لین اور طلاق ہو طہر مین تو عدت تین حیض پوری ہوتی ہے
نہ کم نہ زیادہ اکلیل مین ہے کہ اِس سے معلوم ہوا کہ مُطلقا کو خواہ رجعی سے ہو یا بائنہ سے
بشرط دخول کی عدت واجب ہے اور مستحاضہ بھی داخل ہے عموم مین ابو الفرس نے کہا کہ
میرے نزدیک لا یحل لھن الآیہ عام ہے سب متعلقات فرج کو بکارت ہو یا ثیوبہ
یا عیب ہو کیونکہ ان سب کو اُنکے ارحام مین اللہ نے پیدا کیا **فصل** بیوہ کی عدت کا بیان
ہے **قولہ تعالیٰ** وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ
بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا
فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ **ت** اور جو لوگ
مرجاوین تم مین اور چھوڑجاوین عورتین وہ انتظار کرواوین اپنے تئین چار مہینے اور دس دن
پھر جب پہنچ چکین اپنی عدت کو تو تم پر نہین گناہ جو وہ اپنے حق مین کرین موافق دستور کے
اور اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے **ف** تفسیر احمدی مین ہے کتب اصول سے کہ آیہ اولات
الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن مقتضی ہے کہ عدت حاملکی وضع حمل سے ہے بیوہ ہو
یا مطلقہ اور یہ مقتضی ہے کہ بیوہ کی عدت چار مہینے دس رات دن ہے خواہ حامل ہو خواہ
غیر حامل اور جو حامل کہ غیر بیوہ ہے اُسکی عدت وضع تک ہے اور بیوہ غیر حامل کی عدت

چار مہینے دس رات دن پر حامل بیوہ کی باب مین دو آیتین ہین تھا حنفیہ کا یہ
مذہب یہ ہے کہ سورہ طلاق کی آیہ بعد آیہ سورہ بقرہ کی اتری تو جس عورت بیوہ حاملہ ہو تو عدت
اسکی وضع تک ہے اس سے بوجھا گیا کہ یہ آیہ منسوخ ہوئی آیہ طلاق سے بقدر شمول دو آیتین
اور علی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ دو عدتون سے جو بعد ہو وہ بیوہ ہو یا ... مثلاً
وضع حمل چار مہینے اور دس رات دن کے پہلے ہے تو عدت چار مہینے دس رات دن چاہئے
اور جو بعید ہے تو وضع حمل عدت ہے تا دونو آیتونکا عمل ہوا اور عموم لفظ مقتضی ہے کہ حرہ اور لونڈی کی
عدت برابر ہے پر لونڈی غیر حامل کے دو مہینے پانچ رات دن ہونگے اور ہدایہ سے ہے کہ عمر
فرماتے ہین کہ جو عورت نے وضع کیا اور خاوند جنازہ پر ہے عدت ہو چکی اسکا اور کے ساتھ
شادی درست ہے اور یہ مدت اسلئے ہے کہ لڑکا چار مہینے مین پورا ہوتا ہے جیسا کہ حدیثون
مین آیا ہے اور دس دن زیادہ ہوئے تو لڑکا ظاہر ہوا اور مسلمہ اور کتابیہ اس عدت مین ہمارے نزدیک
برابر ہے اور جیسی یہ آیہ طلاق کی آیہ سے بقدر شمول دو آیتون کے منسوخ ہے ویسی ہی آیہ والذین
یتوفون منکم ویذرون ازواجا وصیة لازواجهم متاعا الی الحول غیر اخراج کی
ناسخ ہے کیونکہ یہ مقتضی ہے کہ ایک سال پوری عدت اور نفقہ انکے لئے وصیت واجب
سال کی عدت اربعة اشهر وعشرا سے منسوخ ہوئی گو تلاوت مین مقدم ہے پر نزول مین
موخر اور نفقہ کی وصیت آیہ میراث سے کہ عورتکو چوتھائی حصہ ہے جب زوج کے ولد نہو اور
آٹھوان حصہ ہے جب ولد ہو اور سکنی بھی ہمارے نزدیک ثابت نہین ہے **ف** **قوله تعالی**
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمْ بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ

عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا

قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ف

اور گناہ نہین تم پر جو پردہ مین کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے دل مین معلوم ہی

اللہ کو کہ تم البتہ اُنکا دھیان کروگے لیکن وعدہ نکر رکھو اُنسے چھپ کر مگر یہی کہ کہو ایک بات

جسکا رواج ہی اور نہ باندھو گرہ نکاح کی جبتک پہنچ چکے حکم اللہ کا **ف ا** تفسیر احمدی مین ہی کہ اختلاف

ہی کہ یہ حکم معتدہ کو ہی یا خاص ہی بیوہ کو فقہا کے کلام سے عام معلوم ہوتا ہی اور تواعدوهن

سرًا مین جو لفظ سرکا ہی اُس سے مراد جماع ہی مطلب یہ کہ عدت مین نکہو کہ مین قادر ہون

جماع پر یا کامل ہون مرد مین یا مراد اُس سے نکاح ہی مطلب یہ کہ عدت مین صریح نکاح کا مذکور

نکرو اور قول معروف سے تعریض مراد ہی اور تعریض اُسے کہتے ہین کہ ایسی بات کہین

کہ دوسری بات پر دلالت کرے جیسی یہ کہے کہ تیرے ساتھ شادی کا ارادہ رکھتا ہون

اور ابن عباس سے ہی کہ قول معروف یہ ہی کہ دونو موافق ہون اس پر کہ دوسرے نکاح

نکرین **قوله تعالیٰ** وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِيَّةً

لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ

فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ **ت** اجو تم مین مر جاوین

اور چھوڑ جاوین عورتین وصیت کردین اپنی عورتون کی واسطے خرچ دینا ایک برس کا نہ

نکال دینا پر اگر وہ نکل جاوین تو گناہ نہین تم پر جو کچھ کرین اپنے حق مین دستور کی بات اور اللہ

زبردست ہی حکمت والا **ف** موضح القرآن مین ہی کہ یہ حکم جب تہا کہ مردے کی اختیار پر تہا

یا رشتون کو دلوانا اب جو سب کی رحمہ اللہ صاحب نے ٹھہرا دے عورتونکا بھی ٹھہرا دیا اب بعض ورثونکا
دلوانا موقوف ہوا اور تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیۃ میں پہلے بیان ہے معتدہ کے نفقہ کا دوسرا
بیان ہے جو شک سکنی کا اور ابتداء اسلام میں ایسی تھا پھر عدت کا حکم آیۃ یتربصن
بانفسهن اربعة اشهر وعشرا سے اور سال کے نفقہ کا حکم ترکہ سے منسوخ ہوا اب
بیوہ کو عدت میں نہ نفقہ ہے اور نہ سکنی اس سے جائز ہے کہ دن کو یا تھوڑی رات کو نفقہ کی
تلاش میں زوج کے گھر سے نکلے اور رات کو وہیں رہے بخلاف مطلقہ کے کہ عدت میں
اسکا نفقہ زوج پر واجب ہے اسکو گھر سے نکلنا بالکل حرام ہے ۳ فصل غیر مدخولہ کی
عدت نہوئیکا بیان ہے قولہ تعالیٰ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَکَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ
ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْہُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْہُنَّ فَمَا لَکُمْ عَلَیْہِنَّ مِنْ عِدَّۃٍ تَعْتَدُّوْنَہَا
فَمَتِّعُوْہُنَّ وَسَرِّحُوْہُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝ ف اے ایمان والو جب تم نکاح کرو مسلمان
عورتونکو پھر انکو چھوڑ دو پہلے اس سے کہ ہاتھ لگاؤ سو انپر حق نہیں تمہارا عدت میں بٹھانا کہ گنتی
پوری کرواؤ سو انکو دو کچھ فائدہ اور رخصت کرو بھلی طرح سے ف ۳ تفسیر احمدیہ میں ہے کہ نکاح
لغت میں وطی کو کہتے ہیں پر قرآن میں اکثر مقام پر بلکہ جہاں واقع ہے عقد مراد ہے تصریح ہے
کشاف اور مدارک میں اور حکم عام ہے مومنہ ہو یا کتابیہ پر مومنات کی تخصیص بالذکر ہے
اسلئے کہ مومن کو مومنہ سے نکاح اولیٰ ہے اور تمسے پوچھا گیا کہ کوئی نکاح کے بعد توقف
کر کے طلاق دی پر مساس نہیں کیا تو عدت نہیں اور مساس شافعی کے نزدیک
فقط مباشرت کو کہتے ہیں اس صورت میں انکے نزدیک خلوت صحیحہ سے عدت واجب

ہوگی

ہوگی اور ہمارے نزدیک عام ہے خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دے گو مباشرت نہو عدت
واجب ہے اور متعہ لغت مین فائدہ کو کہتے ہین اور اصطلاح مین کرتی اور اوڑہنی اور چادر کو
کہتے ہین اس آیہ کی جو معنے مصطلح مراد ہون تو غیر مدخولہ سے وہ مراد ہے کہ جسکا مہر مقرر نہ
اس صورت مین امر وجوب کے لئے ہے اور جو معنے لغوی مراد ہون تو غیر مدخولہ سے وہ مراد ہے
کہ جسکا مہر مقرر ہو یعنے فائدہ دو انکو نصف مہر کا اور مردون کی طرف عدت کی اسناد سے
معلوم ہوا کہ عدت حق انہین کا ہے **فصل** آیسہ اور حاملہ کی عدت کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ**
وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ
ت اور جو عورت ناامید ہوئی حیض سے تمہاری عورتون مین اگر تمکو شبہہ رہگیا تو انکی
عدت ہے تین مہینے اور ایسی ہی جنکو حیض نہین آیا اور جنکے پیٹ مین بچہ ہے انکی عدت ہے
کہ جن دین پیٹ کا بچہ **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیہ مین تین قسم پر عورتون کی عدت کا
بیان ہے ایک وہ کہ جنکو حیض بڑہاپی سے نہ آوے اسکے سن مین اختلاف ہے بعضے پچپن
اور بعضے ساٹہہ کہتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ خون بند ہونے سے اسکا سن ہوتا ہے اور دوسری قسم
کہ بچپن کے سبب حیض نہ آیا ہو یہ شامل ہے دو صورتونکو ایک یہ کہ وہ بالغہ نہو دوسری یہ
کہ بالغہ ہو سن مین نہ حیض ہو ان صورتون مین عدت تین مہینے ہے اور من نسائکم سے
بوجہا گیا کہ یہ حکم حرہ کا ہے جو لونڈی ہو خواہ آیسہ یا صغیرہ اسکی عدت ڈیڑہ مہینا ہے
کیونکہ لونڈیکا حق آدہا ہے حرہ کی حق سے اور یہان تجزی ہو سکتی ہے تو اسپر عمل ہوا اور

تیسری حالت اسکی یہ عدت ہے کہ بچہ پیدا ہو وہ حاملہ حرہ ہو یا لونڈی مطلقہ ہو یا بیوہ کیونکہ

یہ آیہ والذین یتوفون منکم الآیۃ کے بعد اتری ہے اور زاہدین ہے کہ مطلقہ کی عدت خاص

اسکو جو مدخولہ ہو اور بیوہ کی عدت عام ہے حیض والی ہو یا آئسہ یا صغیرہ یا مدخولہ یا غیر مدخولہ

اور حاملہ کی عدت عام تر ہے خواہ حائض ہو یا صغیرہ یا آئسہ یا مدخولہ یا غیر مدخولہ اور مطلقہ ہو یا بیوہ

ف ۲ باب النسب والحضانۃ قولہ تعالیٰ ادعوهم

لآبائهم هو اقسط عند الله ف پکارو لے پالکوں کو انکے باپ کا کرکر یہی پورا

انصاف ہے اللہ کے ہاں ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ متبنی حقیقت میں بیٹا

نہیں ہے اسکی عورت حرام نہیں ہوتی اور اسکا نفقہ واجب نہیں اور ترکہ نہیں ملتا جو اس زمانہ

میں کوئی کسیکو بیٹا کر قائم مقام اپنا کر کے وارث کرتا ہے یہ حقیقت میں ارث کا طریق نہیں ہے

بلکہ ہبہ کا طریق ہے جو کسی نے دعوی کیا کہ مثلا زید میرا بیٹا ہے اور زید مجہول النسب ہی ہے اور اس سے

چھوٹا تو نسب ثابت ہوگا اور جو مجہول النسب ہو یا چھوٹا ہو تو نسب ثابت نہیں ہوتا اور

جو ایک غلام کو کہ چھوٹا ہے کہا کہ میرا بیٹا ہے وہ بالاتفاق آزاد ہوتا ہے اور جو بڑا ہے تو ابو حنیفہ کے

نزدیک آزاد ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں قولہ تعالیٰ وعلی المولود لہ رزقهن

وکسوتهن بالمعروف ف اور لڑکے والے پر ہے کھانا اور پہنا دستور سے ف

تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ نسب باپ کیطرف ثابت ہوتا ہے قولہ تعالیٰ

والوالدات یرضعن اولادهن ف اور لڑکے والیاں دودھ پلاویں اپنے لڑکوں کو

ف اکلیل میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ماں سزاوار تر ہے حضانت کے لئے کیونکہ جس طرح لڑکے

عدت نہیں گذرتی اور بعضا کہا کہ عورت ... اور وضع حمل سے ... اگر ... اکثر ... عدت ...

نسب کے بیان میں ... اور حضانت کے بیان میں

نسب کے بیان میں ... نفقہ کے بیان میں

حضانت کے بیان میں

کو مرضعہ کی حاجت ہوتی ہے ویسی ہی حضانت والے کی **باب النفقة**

والکسوة قوله تعالیٰ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ

وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَٰلِكَ ع ت اور لڑکے والے پر ہے کہانا اور پہنانا انکا موافق دستور کے

تکلیف نہین کسی شخص کو مگر جو اسکی گنجائش ہے نہ ضرر چاہیے ما اپنے اولاد کا نہ لڑکے والا اپنے

اولاد کا اور وارث پر بھی یہی ذمہ ہے **ف** تفسیر احمدیہ مین ہے کہ جو نفقہ اور کسوت عورتکا مرد

اس راہ سے ہے کہ وہ اسکی زوجہ ہے تو والدات سے کہ مرجع اسکا ہی عام مراد ہے مطلقہ معتدہ ہو

یا غیر مطلقہ اس صورت مین بیان ہے کہ زوجہ کا نفقہ اور کسوت مرد پر واجب ہے بغیر اسراف

اور کمی کے **ف ۲** اور فخر الاسلام بزدوی نے اشارہ النص کے بحث مین ذکر کیا ہے کہ علی المولود له

مین اشارہ ہے کہ لڑکے کے مال مین باپکو اختیار ہے اور لڑکے کا نفقہ فقط باپ ہی پر ہے کوئی اور

شریک نہین اور اشارہ ہے کہ جو لڑکا غنی ہو اور باپ محتاج تو باپ کا نفقہ لڑکے پر خاص ہے

اور رزقهن او کسوتهن مین اشارہ ہے کہ رضاع کی مزدوری مین پیمائش اور تولنے کی حاجت

نہین جیسا کہ ابو حنیفہ نے کہا ہے اور لا تضار والدة بولدها سے یہ مراد ہے کہ لڑکے کی ما رزق

اور کسوة زوج کی مقدور سے زیادہ نہ طلب کرے یا جب لڑکا اس سے مالوف ہو تو زوج سے

نکہے کہ اور دایہ مقرر کر اور لڑکے کا باپ اسکی ماکو ضرر نہ دے رزق اور کسوة کی کمی سے

یا جب لڑکا ماسے مالوف ہو تو اس سے ماکو نہ چھوڑاوے اور وعلی الوارث مثل ذالك

سے یہ مراد ہے کہ جسطرح باپ پر مرضعہ کا رزق اور کسوت واجب ہے ویسے ہی وارث

بیت کا بچہ ہے اگر وہ دودھ پلاویں تمہاری خاطر تو دو انکو انکی نیگ اور سکھاؤ آپس میں نیکی
اور اگر آپس میں ضد کرو تو دودھ دے پلائی اسکی خاطر اور کوئی عورت چاہئے خرچ کرے
کشائش والا اپنی کشائش سے اور جسکو کہ ملتی ہے اسکی روزی تو خرچ کرے جیسا دیا اسکو
اللہ نے اللہ کسی پر ذمہ نہیں رکھتا مگر اتنا جتنا اسکو دیا اب کر دیگا اللہ کچھ سختی پیچھے آسانی

ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اسکنوھن من حیث سکنتم سے مطلقہ معتدہ کا سکنی واجب ہوا
اور فخر الاسلام نے کہا ہے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ من وجدکم سے معلوم ہوا کہ مطلقہ معتدہ کا سکنی
اور نفقہ دونو واجب ہیں اور ہمارے نزدیک جو مطلقہ رجعی ہو یا بائنہ اسکا نفقہ واجب ہے
وللمطلقات متاع بالمعروف کے دلیل سے ف۲ اور فان ارضعن سے معلوم ہوا کہ جو مطلقہ
بعد وضع حمل کے لڑکے کو اجرت سے دودھ پلاوے تو روا ہے اور لینفق ذو سعۃ من سعتہ سے
شافعی نے دلیل پکڑی ہے کہ نفقہ زوج کے حسب حال چاہئے یہی قول کرخی کا ہے اور ہمارے نزدیک
زوجہ کے حسب حال ہے یہ مختار ہے خصاف کا اور اسی پر فتوی ہے کیونکہ حضرت نے ابو سفیان کی
عورت یعنی ہند سے فرمایا کہ اپنے زوج کے مال سے اسقدر لے کہ تجھکو اور تیرے لڑکوں کو
کفایت کرے اور بعض کی معنے یہ ہیں کہ فی الحال بقدر اپنے وسعت کے خرچ کرے اور
باقی اسکے ذمہ قرض رہا وان تعاسرتم الخ سے معلوم ہوا کہ جو لڑکے کی ماں اجرت غیر سے
زیادہ مانگے تو البتہ اس سے احق ہے اور آیہ میں دلیل ہے کہ دایہ کو نوکر رکھنا درست ہے
ف۳ اور اکلیل میں ہے کہ اسکنوھن الخ سے معلوم ہوا کہ گھر دینا زوج کو حسب حال اسکے
چاہیے اور وان کن اولات حمل کے عموم سے دلیل پکڑی ہے اسنے کہ حاملہ ہووے کا نفقہ واجب

کیا ہے اور فان ارضعن لکم مین دلیل ہے کہ جو ماں موافق عرف ارضاع کے اجرت مانگے
تو باپ پر واجب ہے کہ اجرت اسکو دے اور سے پلاوے اور دلیل ہے کہ اجرت کام کے
بعد ہوتی ہے اور وان تعاسرتم سے دلیل ہے کہ جب ماں کے سوا اور دودہ پلانے والی ملے
اور لڑکا اسکی پستان قبول کرے تو مانجیز نہین

کتاب النکاح

قوله تعالى وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْلَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُولًا

ف اور کام نہین کسی ایمان دار مرد کا نہ عورت کا جب ٹہرا دے اللہ اور اسکا رسول کچہہ کام کہ انکو
رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اسکے رسول کے سو راہ بہولا صریح چوک کر
اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو کہ جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے رہنے دی اپنے پاس اپنی
جورو اور ڈر اللہ سے اور تو چہپاتا تہا اپنے دلمین ایک چیز جو اللہ اسکو کہولا چاہتا اور تو ڈرتا تہا
لوگون سے اور اللہ سے زیادہ چاہئے ڈرنا تجہکو پہر جب زید تمام کر چکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے
وہ تیرے نکاح مین دی تا نرہے سب مسلمانون پر گناہ نکاح کر لینے کا جوروئن سے اپنے لے

پالکون کی جب وہ تمام کرین اُسنے اپنی غرض اور ہی اللہ کا حکم کرنا ف۱ تفسیر احمدیہ مین ہی کہ
مقصود یہ ہی کہ اس آیت سے عتاق کا مشروع اور مندوب ہونا معلوم ہوا کیونکہ اللہ نے
اسکو نعمت فرمایا اکلیل مین ہی کہ کیا یکون سے معلوم ہوا کہ امتہ حکم مین مثل حضرت کے ہی
سوا اسکے کہ حکم مخصوص ہو حضرت پر **قولہ تعالی** وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ
بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْنَ ت اور کہتے ہین اللہ رکھتا ہی اولاد
وہ سب سے نرالا ہی بلکہ اسکا مال ہی جو کچھ ہی آسمان اور زمین مین سب اسکے آگے ادب سے
ہین ف یہ آیت رد ہی یہود پر جو کہتے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہی اور نصاری پر جو کہتے عیسی اللہ کا
بیٹا ہی اور عرب کے مشرکون پر جو کہتے کہ فرشتے اللہ کے لڑکیان مین قاضی بیضاوی نے کہا
اس آیہ سے فقہا نے دلیل پکڑی ہی کہ جو باپ مالک ہو بیٹے کا تو بیٹا باپ پر آزاد
ہوتا ہی کیونکہ اللہ نے ولد کی نفی فرمائی ہی ملک کے اثبات سے یہ مقتضی ہی کہ ملک اور
ولادہ مین تنافی ہی اور فقہا مین اس مسئلہ کی دلیل حضرت کے قول سے مشہور ہی کہ فرمایا جو کوئی
محرم قرابت والیکا مالک ہوا اسپر وہ حرام ہوتا ہی ہمارے علما نے عتق کی علت ملک
ہی القرابۃ المحرمہ کو کہا ہی اس صورتین محرم غیر قرابت جیسے رضاعی یا قریب غیر محرم جیسے
چچا کا بیٹا اُس حکم سے باہر ہی اور ولادہ اور اخوۃ اور عمومۃ کی قرابۃ اپنے حال پر باقی ہی
اور تنافی جزئیۃ کو علت جانتے ہین اس صورتین بیٹا باپ پر آزاد ہوگا اور باپ بیٹے پر
کیونکہ اُنمین جزئیۃ ہی نہ بھائی بھائی پر کیونکہ اُنمین جزئیۃ نہین ہی

کتاب الایمان

قوله تعالى وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَ
تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ
وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ت اور نہ ٹھہراؤ اللہ کو
ہت کہنڈا اپنی قسمین کہانے کا کہ سلوک نکرو اور پرہیزگاری اور صلح بیچ لوگون
اور اللہ سنتا ہے جانتا نہین پکڑتا تمکو اللہ ناکاری قسمون پر تمہارے لیکن پکڑتا ہے اس
کام پر جو کرتے ہین دل تمہارے اور اللہ بخشتا ہے تحمل والا ف موضح القرآن مین ہے کہ اپنی
قسم کے کام چھوڑنے پر نہ کہاوے مثلا بات نہ بولونگا یا اس فقیر کو نہ دونگا اور اگر کہا
تو قسم توڑے اور کفارہ دے اور اکلیل مین ہے کہ لا تجعلوا اللہ عرضۃ سے یہ مراد ہے
کہ قسم بہت نہ کہاوے یعنی ہر باتین قسم کہانے کی عادت نکرے جیسا کہ اکثر آدمیون کی
عادت ہے ف قوله تعالى لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ
يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ
مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ
اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْا اَيْمَانَكُمْ ت نہین پکڑتا
تمکو اللہ تمہارے بیفائدہ قسمون پر لیکن پکڑتا ہے جو قسم تمنے گرہ باندہی سو اسکا اتار کہانا
دس محتاجونکو بیچ کا کہانا جو دیتے ہو اپنے گھر والون کو یا انکو کپڑا دینا یا ایک گردن آزاد کرنی
پھر جسکو پیدا نہو تو روزہ تین دن کا یہ اتار ہے تمہارے قسمونکا جب قسم کہا بیٹھو اور تہامتے رہو
اپنی قسمین ف موضح القرآن مین ہے کہ جس بات پر قصد کرکر قسم کہائی آئندہ کو پھر اسکے

خلاف ہے داتہ تین بات مین ایک کرے جو چاہے یا دس محتاج کو کھلانا یعنے ہر ایک
کو اناج دینا دو سیر گیہون یا چار سیر جو یا انکو کپڑا دینا جسمین بدن کم کہلا رہے یا ایک بردہ
آزاد کرنا ان تین مین جو کسیکو مقدور نہو تو تین روزے رکھے اور اپنے قسم کو بچائے
بچا منا یعنے تا بمقدور قسم نکہاوے اور زبان کو یہ عادت نکرے اور تفسیر احمدیہ مین ہے
کہ بما عقدتم سے ینکث ما عقدتم یا بما عقدتم اذا حنثم مراد ہے اور اطعام مین
شرط ہے کہ نہ بہت اعلی ہو نہ بہت ادنی اوسط ہو نوع مین یا اندازہ مین اس طور کہ رات
دن مین دو بار کہلاوے اور اشارۃ النص سے ثابت ہے کہ اطعام مین اصل اباحت ہے
اور کسوہ مین مالک کر دینا شرط ہے ف قولہ تعالے تُؤْتِیْ اُکُلَهَا کُلَّ حِیْنٍ
ف لاتا ہے پہل اپنا ہر وقت پر ف اکلیل مین ہے کہ ابن مسیب کے تفسیر سے معلوم
ہوتا ہے کہ حین دو مہینے کو کہتے ہین اور ابن عباس سے دو روایتین ہین ایک مین چھ مہینے
اور ایک مین ایک سال اور قتادہ سے روایت ہے کہ سات مہینے کو کہتے ہین جو کوئی
قسم کہاوے کہ فلانے سے حین مین نہ بولونگا مالک کہتے ہین کہ ایک سال نہ بولے
اور ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ چھ مہینے نہ بولے فصل حلف بالقول کا بیان ہے قولہ تعالے
هُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْکُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا
وَتَرَی الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ف
اور وہی ہے جسنے کام لگایا دریا کا کہ کہاؤ اسمین سے گوشت تازہ اور نکالو اس سے گہنا جو
پہنتے ہو اور دیکہے تو کشتیان پہاڑتے چلتے اسمین اور اسواسطے کہ تلاش کرو اسکے فضل سے

اور شاید احسان مانو **ف** تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیت سے دو مسئلے معلوم ہوئے
ایک یہ کہ مچھلی کا گوشت حلال ہے کیونکہ اسکی تصریح ہے وہ حقیقت میں گوشت ہے
گو عرف میں نہیں اسیلئے عرف کے لئے جو قسم کھائے کہ لحم نہ کھائیگا پھر مچھلی کا گوشت کھایا
تو حانث نہوگا کیونکہ لحم کے معنے میں شدۃ پائی جاتی ہے اور شدۃ خون کے بدون نہیں
ہوتی اور مچھلی میں فی الواقع خون نہیں ہوتا اور ہمارے نزدیک مچھلی مطلقا حلال نہیں ہے
بخلاف شافعی اور مالک کے اور اصل یہ ہے کہ جو آفت سے مرے حلال ہے جیسے پکڑی
گئی ہو وہ حلال ہے اور جو خود بخود بے آفت مرے وہ حلال نہیں ہے جیسے طافی اور
دوسری یہ کہ لولو پر حلی کا اطلاق ہوتا ہے جو کوئی قسم کھائے کہ زیور نہ پہنے گا پھر موتی
کی لڑی غیر مرصع پہنے تو حانث ہوگا صاحبین کا یہی قول ہے ابو حنیفہ کے نزدیک حانث نہ
ہوگا اور فتوی صاحبین کے قول پر ہے **قولہ تعالی فیہما فاکہۃ ونخل ورمان ف**
ان دونوں میں میوہ ہیں اور خرمے اور انار **ف** تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ فاکہہ میں
نخل اور رمان نہیں کیونکہ دونوں کو فاکہہ پر عطف کیا اور عطف مقتضی ہے کہ معطوف اور
معطوف علیہ میں مغایرت ہو جو کوئی قسم کھائے کہ نہ کھائیگا فاکہہ پھر نخل اور رمان کھایا تو ابو حنیفہ
کے نزدیک حانث نہوگا پر صاحبین کے نزدیک ہوگا کیونکہ عطف دونوں کا فاکہہ پر فضل کے
لئے ہے جیسے ملائکہ جبرئیل و میکال میں ابو حنیفہ کے قول میں یہ راز ہے کہ فاکہہ اسکو
کہتے ہیں جس سے تنعم حاصل ہو اور غذا کو کافی نہوتا ہو اور دوا کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اور یہ
اس سے زائد ہے کیونکہ خرمے غذا کو کافی ہوتے ہیں اور انار دوا ہوتی ہے

کتاب الحدود والتعزیرات

قوله تعالى وَاللّٰتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِسَآئِكُمْ فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۚ وَاللَّذَانِ يَأْتِيَانِهَا مِنْكُمْ فَآذُوهُمَا فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۚ **ت** اور جو کوئی بدکاری کرے تمہاری عورتون مین تو شاہد لاؤ اُن پر چار مرد اپنے پھر اگر وہ گواہی دیوین تو اُنکو بند رکھو گھرون مین جبتک پھر لیوے اُنکو موت یا کرے اللہ اُنکی کچھ راہ اور جو دو کرنے والے کرین تم مین وہی کام تو اُنکو ستاؤ پھر اگر توبہ کرین اور سنوار پکڑین تو اُنکا خیال چھوڑو اللہ توبہ قبول کرتا ہے مہربان **ف** موضح القرآن مین ہے کہ یہ حکم زنا کا فرمایا کہ چار مسلمان شاہد چاہئین پھر ابھی حد نازل نفرمائی وعدہ رکھا آخر حد نازل ہوئی سورۂ نور مین اور اگر دو مرد فعل بد کرین اُنکا حکم بھی اُسوقت مجمل ایذا دینی فرمائی اور اگر توبہ کرین تو ایذا ندو پھر جب حد زنا نازل ہوئی تو اُسکی حد جدا فرمائی اُسمین علما کو اختلاف رہا کہ وہی حد ہے اُنکے لئے یا شمشیر سے قتل کرنا یا کچھ اور طور سے مدارک مین ہے ابن عباس سے کہ سبیل سے یہ مراد ہے کہ بکر کو سو درہ ہون اور ثیب کو پتھر مارنے اس لئے کہ حضرت نے فرمایا سیکھو مجھسے اللہ نے اُنکی راہ کی ہے جو دونو بکر ہون تو سو درہ مارنا اور سال بھر گھر سے نکال دینا اور جو دونو ثیب ہون تو سو درہ لگانا اور پتھر مارنا اور فآذوهما سے یہ مراد ہے کہ اُنسے کہے کہ تمکو شرم نہین آئی تم خدا سے نہین ڈرتے اور حسن نے کہا کہ زنا کی حد پہلے اذیت دینی پھر قید پھر درے لگانا یا پتھر مارنا

اس صورت مین ترتیب نزول کی خلاف ہے ترتیب تلاوت سے اگر پہلا حکم یہ ہے کہ جو دونون محصن

ہوون تو پتھر مارنے کے سوا اور نہین ہے اگر جو دونو غیر محصن ہون تو درے لگانے کے سوا

اور نہین اور جو ایک محصن ہو اور دوسرا غیر محصن تو محصن کو پتھر مارنے اور غیر محصن کو

درہ لگانے اور ابن بحر نے کہا ہے کہ پہلی آیہ سحاق والی عورتون کے حق مین ہے اور دوسری

مردون کے حق مین اور سورہ نور کی آیہ یعنے الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما

مایۃ جلدۃ زانی اور زانیہ کے حق مین تو ابی حنیفہ کی دلیل ہے اس پر کہ لواطۃ مین تعزیر ہے

نہ حد اور مجاہد نے کہا ہے کہ اذی کی آیۃ لواطۃ کے حق مین ہے نسا اور فاذوہما کے

بیان مین ہے کہ زانی کو اذیت دینی نعلین مارنی اور شرم دلانی ہے پھر منسوخ ہوئی

آیہ جلد سے اور آیہ مین شرط ہے کہ چار مرد گواہ ہون زنا کے ان سے کم کی گواہی یا عورتون کی

قبول نہین اور مالک نے من نسائکم او منکم سے دلیل پکڑی ہے کہ زانی کو زنا کی [illegible]

اور ایک قوم نے کہا ہے کہ دونو آیتین محکم ہین پہلی سحاق کے حق مین دوسری لواطے

حق مین اس صورت مین معلوم ہوا کہ سحاق مین تعزیر واجب ہے اور چار گواہ شرط نہین

اور قید کرنی یا مارنی اور شرم دلانی اور جھڑکی کو تعزیر کہتے ہین **قولہ تعالی**

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ **ت** بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو

ایک ایک کو دونو مین سے سو چوٹ اور نہ آوے تم کو ان پر ترس اللہ کے حکم چلانے مین

اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھیں انکا مارنا کوئی گروہ مسلمان ف۱ تفسیر

احمدیہ میں ہے کہ یہ حکم ان زانیوں کا ہے جو غیر محصن ہوں اور صاحب ہدایہ نے کہا ہے کہ یہ آیہ محصن کے

حق میں منسوخ ہے اور اسکے غیر کے حق میں باقی ہے اور زانی محصن کی حد آیہ الشیخ والشیخۃ

اذا زنیا فارجموھما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم سے تھی پھر اس آیہ کی تلاوت منسوخ ہوئی اور

حکم باقی رہا اور ہمارے نزدیک محصن وہ ہے جو حر مسلمان مکلف ہو نکاح صحیح سے وطی بھی

کیا ہو گو ایک ہی بار ہو جو حر نہو یا عاقل بالغ نہو یا وطی بنکاح صحیح نکیا ہو وہ غیر محصن ہے

اس آیہ کے حکم میں داخل ہے ف۲ اور شافعی سے غلام کے حق میں تین قول ہیں ایک یہ

کہ حر کی طرح سال بھر نکالا جاوے دوسری یہ کہ چھ مہینے نکالا رہے تیسری یہ کہ نہ نکالا جاوے

جیسے کہ ابو حنیفہ کا قول ہے اور جلد میں شرط ہے کہ اوسط ہو اور اسکو ایسا ہو کہ جسمیں گرہ نہو

اور مرد کو سوا ازار کے سب کپڑا نکال کر کھڑا درہ لگاویں سارے بدن میں متفرق ماریں پر سر

اور منہہ پر اور فرج میں نہ ماریں اور عورت کو بٹھلا کر ماریں اسکے کپڑے نہ نکالیں سوائے پوستین

اور حشو کے اور سو درہ لگانا حر اور حرہ کے حق میں ہے غلام اور لونڈی کو پچاس چاہئیں ف۳ اور

انکی دلیل میں ہے کہ اسکے عموم سے دلیل پکڑی اسنے کہ واجب کیا ہے سو درہ غلام پر اور ذمی

اور محصن اور مکرہ پر اور احمد نے علی سے اخراج کیا کہ ایک محصنہ کو انکے حضور میں لائے پہلے

پنجشنبہ کو درہ لگائے پھر جمعہ کو سنگسار کیا اور فرمایا کہ کتاب اللہ سے درہ لگائے

اور سنت رسول اللہ سے پتھر مارے اور آیہ میں رد ہے اسپر جو کہتا ہے کہ غلام اگر حرہ سے

زنا کرے تو سنگسار ہو اور اگر لونڈی سے کرے تو درہ لگیں اور جو کہتا ہے کہ جب دیوانہ عاقل سے

زنا لیوے یا چھوٹا لڑکا جوان سے یا پتلے سے پیدا ہو تو نہین تب اور یہ کہنا بھی ضرور ہے

یا مسلمان ہیت دار الحرب مین زنا کرے تو حد نہین اور کلا یا شافعی کے نزدیک فقاں مین اماو کرنا

اقامت حد دو پر اور یہ کہ عفو با زنہین ہے اور ولیشہد الخ سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے جو بنا

جماعت کا جلد کے لئے اقل یہ ہے کہ چار ہون جس طرح زنا کے گواہ اور بعضون نے تین کہے ہین

اور بعضون نے تین اور بعضون نے دو ۞ فصل حد قذف کا بیان ہے **قوله تعالى**

وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ

ثَمَانِينَ جَلْدَةً وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ رت

اور جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیونکو پھر نہ لاوے چار مرد شاہد تو مارو انکو اسی چوٹ

بیچی کی اور نہ مانو انکی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہین بے حکم مگر جنہون نے توبہ کی اسکے پیچھے

اور سنوار پکڑی تو اللہ بخشتا ہے مہربان **ف** یہ آیت حسان بن ثابت کے شان

نازل ہوئی جسوقت کہ حضرت عائشہ کے تہمت توبہ کی اگرچہ خاص ہے پر قذف

مطلق بوجبا جاتا ہے پر قذف زنا مراد ہے اسلئے کہ زنا کے حکم کے بعد مذکور ہے

اور خاص زنا کے گواہ بھی معتبر ہین اور مقذوف انکو احصان صفت کی اور

احصان اصل مین زنا سے پاک ہونے کو کہتے ہین اور یہان مراد ہے کہ حرہ

مسلمہ مکلفہ عفیفہ زنا سے ہو اور جو مرد محصن کو قذف کرے اسکا بھی حکم یہی ہے

پر محصنات کی تخصیص اسلئے ہے کہ ایسے ہی موقع مین نازل ہوئی یا اسلئے کہ انکا

حد قذف کے بیان مین

ہی قذف برا ہی ف۲ اور اکلیل مین ہی کہ آیہ کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ جو عورتین
زنا مین مشہور ہون اُنکی قذف سے حد نہین اور روا ہی کہ گواہ چاہین جمع ہوکر
گواہی دین یا متفرق

کتاب السرقة

قولہ تعالیٰ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ
وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ
إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ **ف** اور جو کوئی چور ہو مرد یا عورت تو کاٹ ڈالو اُنکے ہاتھ سزا انکی
کمائی کی تنبیہ اللہ کیطرف سے اور اللہ زور آور ہی حکمت والا پھر جسنے توبہ کی اپنی تقصیر سے اور سنوار
پکڑی تو اللہ اُسکو معاف کرتا ہی بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی **ف** مدارک
مین ہی کہ ہاتھ کاٹنے سے داہنا ہاتھ مراد ہی کیونکہ عبداللہ بن مسعود کی قراۃ ایمانھما ہی بجائے
ایدیھما کے اور چوری کے حکم کو مرد سے ابتدا کی اسلئے کہ یہ جرأت سے متعلق ہی اور جرأت
مرد مین اکثر ہی اور زنا کے حکم کو عورت سے ابتدا کی اسلئے کہ یہ شہوت سے ہوتی ہی اور شہوت
عورتین مین زیادہ ہی اور تفسیر احمدی مین ہی کہ چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہی اور مسروق یعنے چوری کی چیز
جو موجود ہی تو پھیرنا واجب ہی اور جو جاتی رہے تو ضمان نہین واجب ہی ہمارے نزدیک
بخلاف شافعی کے کیونکہ قطع اور ضمان ہمارے نزدیک جمع نہین ہوتی گو قطع اور رد جمع ہوں اور
چوری مین چھپا کے لینا رکن ہی اور شرط یہ ہی کہ مال ملک کا ہو رکھا ہوا ہو نصاب بسمت
اور نصاب اسکی شافعی کے نزدیک چوتھائی دینار ہی اور مالک کے نزدیک تین درم

اور ہمارے نزدیک دس درم جو چھپا کے نہ لیا یا غیر مال لیا یا مال غیر محفوظ چورایا یا ملک کا
کچھ چورایا یا دس درم سے کم چورایا تو ہاتھ کاٹنا واجب نہیں ہے اور ہاتھ سارے تونبہ کا نام ہے
اسی سے خوارج کہتے ہیں کہ شانہ سے قطع چاہئے اور جمہور کہتے ہیں کہ ہاتھ پہنچے تک کا
نام ہے تصریح کی صاحب کشاف اور بیضاوی نے پہلے چوری میں داہنا ہاتھ کاٹا جائی بعد
پھر دوسری میں بایاں پاؤں پھر تیسری میں قطع نہیں بلکہ مقید ہے جب تک کہ توبہ کرے اور
شافعی کہتے ہیں کہ تیسری میں بایاں ہاتھ کاٹا جائے اور چوتھے میں داہنا پاؤں اور اصول فقہ
حنفی کے بحث میں ہے کہ طرار اور نباش کے حق میں یہ آیۃ خفی ہے اسلئے کہ جب چور کا حکم معلوم
ہوا طرار اور نباش کے حکم کی حاجت رہی کیونکہ یہ دونو سارق کے نام کے سوا ہیں اس
صورتمین مراد مخفی رہی پھر جو نظر کیا جاتا ہے نباش کا خفی ہونا اس لئے ہے کہ اسمین سرقہ کی
معنے کم ہین کیونکہ مال غیر محفوظ لیتا ہے اسلئے اسپر قطع واجب نہیں ہے اور طرار کا خفی ہونا
اسلئے ہے کہ اسمین سرقہ کی معنے زیادہ ہین کیونکہ بیدار مین غفلت سے لیتا ہے تو اسپر قطع
بطریق اولی ہے ف ۲

باب قطاع الطریق قوله تعالی

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا
أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا
مِنَ الْأَرْضِ ذَٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلَّا الَّذِينَ
تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ف
یہی سزا ہے انکی جو لڑائی کرتے ہین اللہ سے اور اسکے رسول سے اور دوڑتے ہین

ملک میں فساد کرنے کو کہ انکو قتل کرئے یا سولی چڑہائے یا کاٹے انکے ہاتھ اور پانون
مقابل کا یا دور کرئے اس ملک سے یہ انکی رسوائی ہے دنیا میں اور انکو آخرت میں بڑی مار ہے مگر
جنہوں نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے
ف موضح القرآن میں ہے کہ جو کوئی حاکم کے مخالف ہو کر ملک کو غارت کرنے وہ ہاتھ
لگے تو سولی پر چڑہا کر مارے یا قتل کرے یا داہنا ہاتھ اور بایان پانون کاٹے یا قید میں
ڈال رکھے جیسی خطا ہو ویسی سزا دے ف ۲

کتاب جہاد

فصل جہاد کے فرض کفایہ ہونے کے بیان میں ہے قولہ تعالی وَمَا كَانَ
الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا
فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ
ف اور ایسے تو نہیں مسلمان کہ سارے کوچ میں نکلیں سو کیوں نہیں نکلے ہر فرقہ
میں سے انکے ایک حصہ تا سمجھ پیدا کرین دین میں اور تا خبر پہنچاوین اپنی قوم کو جبتک
آوین انکی طرف شاید وہ بچتے رہیں ف تفسیر احمدیہ میں ہے کہ اس آیہ میں دو توجیہیں ہیں
ایک یہ کہ قوم سے مراد فرقہ ہوں اور لِيَتَفَقَّهُوا اور لِيُنْذِرُوا اور اِذَا رَجَعُوا کے ضمیریں
طائفہ کیطرف راجع ہوں تو معنے یہ ہوں کہ سب مسلمانوں کو علم کے لئے نکلنا چاہئے بترا ایک
جماعت کثیرہ سے شور شے نکلکر فقہ حاصل کرین اور اپنی قوم باقی میں اگر لوٹ آوین اور ہدایت
کرین اس صورت میں معلوم ہوا کہ علم پڑھنا فرض کفایہ ہے اور خبر واحد پہ عمل چاہئے کیونکہ ایک

طائفہ کی انذار کو مفید عمل فرمایا اور طائفہ نام ایک یا دو یا سوا کا ہے اور دوسری یہ کہ ضمیر ینفروا
راجع ہوں فرقے کیطرف اور قوم سے مراد فرقہ ہو تو مطلب یوں ہوں کہ سب مسلمانوں کو
جہاد کے لئے نکلنا چاہیے ہر جماعت کثیر سے تھوڑے لوگ نکلیں تاکہ جماعت کثیرہ
کہ باقی ہے علم پڑہیں اور ان لوگوں کو جو جہاد کو گئے ہیں جب جہاد سے پھریں ہدایت کریں
اس صورت میں معلوم ہوا کہ جہاد ہر ایک پر فرض نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے اکلیل میں ہے
کہ اس سے معلوم ہوا کہ جہاد فرض کفایہ ہے اور علم پڑہنا اور جاہلوں کو سکھانا بھی فرض کفایہ ہے
اور علم کے لئے نکلنا درست ہے اور فقہ میں قاضی کو تقلید چاہیے **ف ۳** قوله تعالیٰ

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ
وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ
فَاقْتُلُوهُمْ كَذَٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

ت اور لڑو اللہ کے راہ میں ان سے جو لڑتے ہیں تم سے اور زیادتی مت کرو اللہ نہیں
چاہتا زیادتی کرنے والوں کو اور مارو انکو جس جگہہ پاؤ اور نکال دو انکو جہاں سے انہوں نے
تمکو نکالا اور دین سے بچلانا مارنے سے زیادہ ہے اور نہ لڑو ان سے مسجد الحرام پاس جبتک
وہ نہ لڑیں تم سے اس جگہہ پھر اگر وہ لڑیں تو انکو مارو یہی سزا ہے منکروں کی پھر اگر وہ باز آویں تو
اللہ بخشنے والا مہربان ہے **ف** جہاد کے حق میں بہت آیتیں قرآن میں ہیں بعضے
ناسخ اور بعضے منسوخ پر ان آیتوں کی تفسیر منظور ہے کہ جن سے مسئلے علیحدہ نکلیں ہیں اچھے

سورہ میں ہیں اور کچھ سورہ براۃ میں الذین یقاتلونکم کے کئی معنے ہیں ایک یہ کہ لڑو ان
سے جو لڑتے ہیں تم سے اور جو باز رہتے ہیں اُنسے نہ لڑو اس صورت میں آیہ منسوخ ہے
آیہ وقاتلوا المشرکین کافۃ سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جہاد کے لئے پہلے یہی آیہ آئی ہے
جو لڑتا اُس سے حضرت لڑتے اور جو باز رہتا اُس سے باز رہتے دوسری یہ کہ لڑو
اُنسے جو لڑائی اور دشمنی ظاہر کریں اور جو ایسے نہوں جیسے بڈھے اور لڑکے اور عورتیں اور
راہب اُنسے نہ لڑو تیسری یہ کہ سب کافروں سے لڑو کیونکہ مسلمانونکی لڑائی کا اراد
رکھتے اور ولا تعتدوا کے یہ معنے ہیں کہ جن لوگوں سے قتال منع ہوا اُنسے نکرو یا مُثلہ نکرو
کیونکہ آخر اسلام میں یہ حرام ہوا یا جن لوگوں سے تم نے عہد کیا اُنسے نہ لڑو یا پہلے ہی
قتال نکرو بلکہ پہلے اسلام میں بلاؤ جو انکار کریں تو جزیہ لو جو اُس سے بھی انکار کریں تو تم لڑو
پہلی دو صورتوں میں آیہ اپنے حکم پر باقی ہے نہ منسوخ اور ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام سے
یہ مراد ہے کہ ابتداءً انکو قتال اُسمیں نہ چاہیے پر جو کفار ابتدا کریں تو مضائقہ نہیں ہے اور عند کے
لفظ سے یوں جانا گیا کہ سارا حرم اِس حکم میں شامل ہے اور حیث ثقفتموھم سے اگرچہ یوں جانا
جاتا ہے کہ سب مکانوں میں قتال مباح ہے پر لا تقتلوھم عند المسجد الحرام سے معلوم
ہوتا ہے کہ حرم میں نچاہیے مگر اُسی صورت میں کہ کفار ابتدا کریں یہ خلاصہ ہے تفسیر احمدی اور مدارک
کا **قولہ تعالیٰ** وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ
انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۵ اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ
قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

فاعلموا ان الله مع المتقین ۔ وانفقوا فی سبیل الله ولا تلقوا بایدیکم الی
التهلکة واحسنوا ان الله یحب المحسنین ○ ف اور لڑو ان سے جبتک نہ باقی رہے
فساد اور حکم رہے الله کا پھر اگر وہ باز آویں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر حرمت کا
بدلا مقابل حرمت کے ہیں اور ادب رکھنے میں بدلا ہے پھر جس نے تم پر زیادتی کی تم
اسپر زیادتی کرو جیسی اسنے زیادتی کی اور ڈرتے رہو الله سے اور جان رکھو کہ الله
ساتھ ہے پرہیزگاروں کے اور خرچ کرو الله کے راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جانکو ہلاکت میں
اور نیکی کرو الله چاہتا ہے نیکی والوں کو ف تفسیر احمدی میں ہے کہ حاصل یہ ہے کہ ابتداء اسلام
میں حضرت پر فقط تبلیغ کا حکم تھا اور صبر کیا تھا اور پھر امر ہوا اس مضمون کی آیتیں موافق
کلام زاہد کے ستر کے قریب ہیں اور موافق اتقان کے ایک سو چوبیس کہ یہ سب
فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم سے منسوخ ہوئیں پھر جہاد واجب ہوا مگر اشہر
حرم میں منع رہا مگر حل اور حرم میں جائز پھر فاقتلوا المشرکین کافة سے شہر حرام کی حرمت
منسوخ ہوئی اور حل اور حرم کے حرم کی بھی اور جو آیتیں کہ وجوب قتال میں ہیں منسوخ
ہیں مفعول کے عموم میں یا مخصوص ہیں آیة حتی یعطوا الجزیة سے یا منسوخ ہیں فاعل کے
اطلاق کے حق میں لیس علی الاعمی حرج الآیة اور ولیس علی الضعفاء الآیة اور وما
کان المؤمنون لینفروا کافة الآیة سے جو ایک آیت معنے میں ناسخ ہوا اور دوسری معنے
میں منسوخ کچھ مضائقہ نہیں ف فصل جہاد کے فرض عین ہونے کا بیان ہے
قوله تعالی یا ایها النبی حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم

عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا
فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْا
اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ ت اے نبی شوق دلا مسلمانون کو
لڑائی کا اگر ہوون تم مین بیس شخص ثابت غالب ہوون دوسو پر اور اگر ہوون تم مین سو شخص
غالب ہوون ہزار کافرون پر اسواسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہین رکھتے اب بوجھ ہلکا کیا
اللہ نے تم پر اور جانا کہ تم مین سستی ہی سو اگر ہوون تم مین سو شخص ثابت غالب ہوون
دوسو پر اور اگر ہوون تم مین ہزار شخص غالب ہوون دو ہزار پر اللہ کے حکم سے اور اللہ ساتھ
ہی ثابت رہنے والون کے ف موضح القرآن مین ہی کہ اول کے مسلمان یقین مین
کامل تھے اون پر حکم ہوا تہا کہ آپ سے دس برابر کافرون پر جہاد کرین پیچہلے مسلمان کچہ
قدم کم تھے تب یہی حکم ہوا کہ دونو پر جہاد کرین یہی حکم اب بہی باقی ہی لیکن اگر
دونون سے زیادہ پر حملہ کرین تو بڑا اجر ہی حضرت کے وقت مین ہزار مسلمان اسّی ہزار
لڑے تھے ف۲ اور اکلیل مین ہی کہ آیت سے معلوم ہوا کہ جبتک کافر ہمارے
دو مثل ہوون اوسوقت تک انتہی بہاگنا حرام ہی قولہ تعالی فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَ
شْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ
وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا
سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ت جب گذر جاوین مہینے پناہ کے تو مارو مشرکون

جہان پاؤ اور پکڑو اور گہیرو اور بیٹھو ہر جگہہ انکی تاک ۔ پہر اگر وہ توبہ کرین اور کہڑی کرین نماز اور ادا کرین زکوٰۃ تو چہوڑ دو انکی راہ اللہ بخشتا ہے مہربان ف ۔ فتح القدیر میں ہے کہ جن بہت وعدہ ٹہر گیا تہا اور وہ انسے نہ بگڑے انکی صلح تمام ہے اور جنسے وعدہ نہ تہا انکو فرصت ملی چار مہینے اور حضرت نے فرمایا دلکی خبر اللہ کو ہے ظاہر میں جو مسلمان ہے وہ سب کے برابر امان میں ہے اور ظاہر مسلمان کی حد ٹہری ایمان لانا کفر سے توبہ اور نماز اور زکواۃ اسواسطے جب شخص نماز چہوڑ دے یا زکوٰۃ پہر امن سے امان اٹہ گئی حضرت صدیق نے زکات کے منکرون کو برابر کافر کے قتل فرمایا ف قولہ تعالیٰ انْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ت نکلو ہلکے اور بوجہل اور لڑو اللہ کے راہ مین اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق مین اگر تم کو سمجہ ہے ف اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اسمین حکم ہے سب مسلمانون کو کہ جہاد کے لئے نکلین اور خفافا اور ثقالا کے کئی معنے ہین سوار اور پیادہ یا جوان اور پیر یا فقیر اور غنی یا ہتہیار والے اور بے ہتہیار یا بہت لڑنے والے اور تہوڑے یا دبلے اور موٹے یا اکیلے اور بال بچے والے اور بیمار اور چنگے معنے کے صورت مین آیہ منسوخ ہے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً سے اور آیہ لیس علی الاعمی حرج الآیہ اور آیہ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى الآیۃ سے اور ناسخ ہے ان آیتونکی کہ جسمین قتال کی نہی ہے اور صفوان اور زہری سے نقل ہے کہ یہ باقی ہے خواہ یہ حکم ندب کے لئے ہو یا واجب کے لئے اور حسینی مین ہے اسباب نزول سے کہ غزوہ

ہیں تاہم کچھ لوگ ہٹ رہے بوجہ جھوٹے حیلے کے انکو یہ حکم آیا فصل مریض وغیرہ پر قتال
نہونے کا بیان ہے قولہ تعالی لَیْسَ عَلَی الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَی الْمَرْضٰی وَلَا عَلَی الَّذِیْنَ
لَا یَجِدُوْنَ مَا یُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ
سَبِیْلٍ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ف ضعیفوں پر تکلیف نہیں ہے نہ مریضوں پر نہ انپر جنکو
پیدا نہیں جو خرچ کریں دل سے صاف ہوں اللہ اور رسول کے ساتھ نہیں نیکی والوں پر
الزام کی راہ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اس آیۃ سے معلوم ہوا
کہ پیر ضعیف پر یعنی انپر جہاد نہیں ہے اور اس آیہ میں حرج مرضی ضعفا کے مقابل واقع ہے شاید کہ
ضعفا سے شیخ فانی مراد ہے اور مرضی میں اندھا اور لنگڑا اور بیمار شامل ہے بخلاف دوسرے مقام کے
یعنے لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج الآیۃ اسی لئے اس آیہ میں جمع کا
صیغہ ہے اور دوسرے میں مفرد قولہ تعالی لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی
الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ ت اندھے پر تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے
پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف موضح القرآن میں ہے کہ یعنے جہاد ان لوگوں معذور پر فرض
نہیں ف۲ قولہ تعالی وَاَعِدُّوْا لَہُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ
الْخَیْلِ تُرْہِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِہِمْ لَا تَعْلَمُوْنَہُمْ
اَللّٰہُ یَعْلَمُہُمْ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ
وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَہَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ت
اور سرانجام کرو انکی لڑائی کو جو پیدا کر سکو زور اور گھوڑے پالنے سے کہ اس سے دھاک

ہیں اللہ کے دشمنون پر اور تمہارے دشمنون پر اور ایک لوگ پر سوائے
اُنکے جنکو تم نہین جانتے اللہ انکو جانتا ہے اور جو خرچ کرو اللہ کے راہ مین پورا ملیگا تمکو اور
تمہارا حق نرہیگا اور اگر وہ جھکین صلح کو تو تو بھی جھک اُسیطرف اور بھروسا کر اللہ پر بیشک
وہی ہے سنتا جانتا **ف** ان جنحوا للسلم الآیۃ سے معلوم ہوا کہ جب امام مسلمانون کی
مصلحت کے لئے حربیون سے یا انکے کسی گروہ سے صلح کرے تو روا ہے ابن عباس سے
ہے کہ یہ آیۃ منسوخ ہے قاتلوا الذین لا یؤمنون الآیۃ سے اور مجاہد سے ہے کہ فاقتلوا
المشرکین کے آیہ سے منسوخ ہے اور صحیح یہ ہے کہ لڑائی اور صلح امام کے رائے پر موقوف ہے
یہ خلاصہ ہے تفسیر احمدی اور اکلیل کا **فصل** کافرون کے گھر گرانے اور درخت کاٹنے
کا بیان ہے **قولہ تعالیٰ** مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلٰى اُصُولِهَا
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفَاسِقِيْنَ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ
عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ **ف** جو کاٹ ڈالا تمنے کھجور کا پیڑ یا رہنے دیا کھڑا اپنی جڑ پر سو
اللہ کے حکم سے اور تا رسوا کرے بے حکمونکو اور جو ہاتھ لگایا اللہ نے اپنے رسول کو
اُنسے سو تم نے نہین دوڑائے اُسپر گھوڑے نہ اونٹ لیکن اللہ جتا دیتا ہے اپنے
رسولونکو جسپر چاہے اور اللہ سب چیز کر سکتا ہے **ف** یہ موضح القرآن
مین ہے کہ یہ فرق ہوا غنیمت مین اور فی مین جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے
پانچوان حصہ اللہ کی نیاز اور چار حصے لشکر کو بانٹنا اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا

داخل ہو قرآن نے مسلمانوں میں جو کام ضرور ہوا اُسپر خرچ ہوا اور اکلیل میں ہے کہ وما افاء اللہ
سے بعضوں نے دلیل کی ہے کہ جو مال کافروں سے بغیر لڑائی اور بغیر گھوڑے
اور اونٹ دوڑائے ملے وہ فی ہے اور جو لڑائی سے ملے وہ غنیمت ہے اور بعضے کہتے ہیں
کہ دونو ایک ہی ہیں **قوله تعالیٰ** يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ **ف** اے ایمان والو چوری نکرو اللہ سے
اور رسول سے یا چوری کرو آپس میں کی امانتوں میں جانکر **ف** تفسیر احمدی میں ہے بیضاوی سے
کہ اللہ اور رسول سے خیانت یہ ہے کہ فرائض اور سنت کو معطل کرے یا لوٹ میں
چوری کرے اس سے معلوم ہوا کہ غنیمت میں غلول حرام ہے اور امانت کی خیانت
عام ہے عاریت میں ہو یا ودیعت میں یا مضاربت یا شرکت یا اجارہ یا وکالت
وغیرہ میں **قوله تعالیٰ** مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ
تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ لَوْلَا كِتٰبٌ
مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا
طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ **ف** کیا چاہیے نبی کو کہ اُسکے ہاں
قیدی آویں جبتک نہ خون کرے ملک میں تم چاہتے ہو جنس دنیا کی اور اللہ چاہتا ہے
آخرت اور اللہ زور آور ہے حکمت والا اگر نہوتی ایک بات کہ لکھہ چکا آگے سے تو
تمکو پڑتا اس لینے میں بڑا عذاب سو کہاؤ جو غنیمت لاؤ حلال ستہری اور ڈرتے رہو
اللہ سے اللہ ہے بخشنے والا مہربان **ف** موضح القرآن میں ہے کہ بدر کی لڑائی میں ستر کافر

قال السلام الذين ... سبعين ...

واعلم ... كافروں ... باب ...

پکڑے آئے حضرت نے مشورہ پوچھا کہ انکو کیا کرین اکثر مسلمانون کی مرضی ہوئی
کہ مال لیکر چھوڑ دین اور بعضون کی مرضی ہوئی کہ سبکو قتل کرین حضرت عمرؓ اور سعد
بن معاذ کی مرضی یہی تہی آخر مال لیکر چھوڑ دیا تب یہ آیۃ اتری عتاب کی یعنے نبیون کو
جہاد سے مال سمیٹنا منظور نہین بلکہ کافرون کی ضد توڑنی وہ بات اسمین ہے
کہ قتل کرین تا اسکے خوف سے کفر کی ضد چھوڑ دین اور بات جو لکہہ چکا وہ یہ ہے
کہ ان قیدی لوگون مین بہتون کی قسمت تہی مسلمان ہونا اور جب قیدیونکا حکم سنکر
مسلمان ڈرے غنیمت سے بہی انکو تسلی فرمائی کہ وہ اللہ کی عطا ہے خوشی سے کہاؤ لیکن
غنیمت کیواسطے جہاد نکرو اب حنفی کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کافر پکڑے آوین تو انکو
مال لیکر چھوڑنا روا نہین نہ مفت چھوڑنا کہ پھر کافرون مین جا ملین مگر روا ہے غلام کر رکہنا
یا چھوڑ دینا کہ رعیت ہوکر ملک اسلام مین رہین اور شافعی کے پاس وہ بہی روا ہے
سورہ محمد مین فرمایا اما منا بعد و اما فداء **ف قولہ تعالیٰ** اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا
فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَھَا **ت** جب تم بہڑو منکرون سے تو گردنین
مارتے یہان تک کہ جب لتاڑ ڈال چکے تو مضبوط باندہو قید پہر یا احسان کرو پیچہے اور یا
چھڑوائے لیجیو جبتک کہ رکہہ دے لڑائی اپنا بوجہ **ف** بیضاوی مین ہے کہ اس سے
معلوم ہوا کہ امام کے اختیار مین ہے کافرون کو قید کرنے کے بعد احسان سے چھوڑ دینا یا
چھڑوائے لینا یہ ہمارے نزدیک ثابت ہے کیونکہ مرد مکلف جب قید ہوا امام کو

اختیار ہے مارے یا احسان کرکے چھوڑ دے یا غلام کرے اور ابو حنیفہ کے
نزدیک منسوخ ہے یا بدر کی لڑائی پر مخصوص ہے کیونکہ اُنکے نزدیک فقط مارنا یا غلام
کرنا جائز ہے اور تفسیر احمدی مین ہے کشاف اور مدارک سے کہ احسان سے یہ مراد ہے کہ مار و نہین
غلام کرلو یا جزیہ مقرر کروالو اور چھڑائی سے یہ مراد ہے کہ اپنے چھوڑنے کے عوض مال
ندین بلکہ مسلمان قیدی کہ اُنکے ہان ہین چھوڑ دین ۲ فصل لوٹ باٹنے کا
بیان ہے قولہ تعالیٰ وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ
وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ت اور جان رکھو جو غنیمت
لاؤ کچھ چیز سو اللہ کے واسطے اُسمین سے پانچوان حصہ اور رسول اور قرابت والے کی
اور یتیم کی اور محتاج کی اور مسافر کی ف ذو القربیٰ سے بالاتفاق یہ مراد ہے کہ حضرت کے
قرابتی ہون اور جو مال کافرون سے لڑکر لیوین وہ غنیمت ہے اتفاق ہے کہ اُسمین پانچ
حصہ ہون چار حصہ لشکر کو تقسیم کرے سوار کو دو حصہ اور پیادہ کو ایک اور پانچوین
حصہ مین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ چھہ حصہ اُسمین ہون ایک حصہ اللہ کا
دوسرا پیغمبر کا تیسرا حضرت کے قرابت والونکا چوتھا یتیم کا پانچوان محتاج کا چھٹا مسافر کا
کیونکہ ظاہر آیت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا حصہ ابو عالیہ کے نزدیک کعبہ مین صرف
ہو یا بیت المال مین جاوے اور جمہور نے کہا ہے کہ اللہ کا ذکر تبرکاً ہے اُسپر قرینہ یہ ہے
کہ اللہ کی لفظ خمس پر مقدم ہے بخلاف اور معطوفات کے اور پیغمبر کے حصہ مین آپکے
وفات کے بعد علما کا اختلاف ہے شافعی کہتے ہین کہ مسلمان کے کام مین صرف ہو

اَوْر بعضون نے کہا ہے کہ امام کے صرف مین ہو اَوْر بعضون نے کہا کہ باقی چارون
قسم پر صرف ہو ابو حنیفہ کہتے ہین کہ حضرتکا اَوْر حضرت کے ذوی القربیٰ کا حصّہ آپکے
وفات سے ساقط ہوگیا خمس مین فقط تین حصے چاہئین ایک یتیمونکا دوسرا محتاجونکو
تیسرا مسافرکو یہ خلاصہ ہے موضح القرآن اَوْر تفسیر احمدیکا **قوله تعالیٰ**
مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ
وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ
يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الصّٰدِقُوْنَ **ت** جو ہاتھ لگاوے اللہ اپنے رسولکو بستیون والون سے
سو اللہ کیواسطے اَوْر رسول کے اَوْر ناتے والون کے اَوْر بن باپ کے لڑکون کے
اَوْر محتاجون کا اَوْر مسافر کے تا نہ آوے لینے دینے مین دولت مندون کے
تم مین سے اَوْر جو دیوے تمکو رسول سے لو اَوْر جس سے منع کرے سو چھوڑ دو اَوْر ڈرتے
رہو اللہ سے بیشک اللہ کی مار سخت ہے واسطے ان مفلسون وطن چھوڑنے
والون کے جو نکالے آئے ہین اپنے گھرون سے اَوْر مالون سے ڈھونڈتے آئے
ہین اللہ کا فضل اَوْر اسکی رضامندی اَوْر مدد کرنیکو اللہ کے اَوْر اسکے رسول کے وہ لوگ
وہی ہین سچے **ف** ہمارے فقہاکے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ فی اَوْر غنیمت تقسیم کے

حکم مین ایک ہی ہے کچھہ فرق نہین اور آیہ سے استدلال کی ہے جسنے جو کہتا ہے کہ غنی سے

مقاتلین کو کچھہ ندے بلکہ پانچ خمس ہوان ایک خمس ذوی القربی اور یتیم اور مسکین اور

مسافر کو دین اور باقی حضرت کے لئے تہا مسلمانون کے صرف کو **قوله تعالیٰ**

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ **ت** پوچہتے ہین حکم غنیمت کا تو کہہ

مال غنیمت اللہ کا ہے اور رسول کا **ف** موضح القرآن مین ہے کہ جنگ مین بعضے آگے بڑہے

اور بعضے پشت پر رہے جب غنیمت جمع ہوئی بڑہنے والون نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے

کی اور پشتی والون نے کہا تم ہمارے تو تیسے لڑے حقتعالے انے دو لوکو خاموش کیا کہ فتح اللہ

کے مدد سے ہے زور کسیکا پیش نہین جاتا سو مالک مال کا اللہ ہے اور نائب اُسکا رسول ہے

ف قوله تعالیٰ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ

وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ

ت نہ چاہئے مدینے والون کو اور جو اُنکے گرد گنوار ہین کہ رہجاوین رسول اللہ کے ساتھہ سے

اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہین زیادہ اسکی جان سے یہ اسواسطے کہ نہین پیاس کہنچتے ہین نہ محنت

اور نہ بہوک اللہ کی راہ مین اور نہ پاون بہرتے ہین وہان کہین جس سے خفہ ہون کافر

ف تفسیر احمدی مین ہے کہ ولا یطئون موطیا سے ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے کہ جو کوئی مددگار آوے

اہل لشکر مین آملاوہ بھی لوٹ مین شریک ہے کیونکہ دار الحرب مین مسلمانونکا

پاون پہرنا سبب ہے کافرون پر **ف** فصل استیمانکا بیان ہے **قوله تعالیٰ**

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ت اور اگر کوئی مشرک تجھسے پناہ مانگے تو اسکو پناہ دے جبتک وہ سن لیوے کلام اللہ کا پھر پہنچا دے اسکو جہان وہ نڈر ہووے اسواسطے کہ وہ لوگ علم نہین رکھتے **ف** موضح القرآن مین ہے کہ اسنے امان کا مضائقہ نہین کہ کچھ پوچھا سنا چاہے وہ سن سکے پھر بھی جہان وہ نڈر ہوں وہان تک پہنچا دینا بعد اسکے سب کافرون کے برابر ہے اور تفسیر احمدی مین ہے مدارک سے کہ آیۃ مین دلیل ہے کہ مستامن کو اذیت نہ دے اور کشاف سے ہے کہ یہ حکم ثابت ہے ہر وقت مین اور سدی اور ضحاک سے ہے کہ فاقتلوا المشرکین منسوخ ہے **ف** فصل جزیہ کا بیان ہے **قوله تعالیٰ** قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ت لڑو ان لوگون سے جو یقین نہین رکھتے اللہ پر نہ پچھلے دن پر نہ حرام جانتے جو حرام کیا ہے اللہ نے اور اسکے رسول صلعم نے اور نہ قبول کرین دین سچا وہ جو کتاب والے ہین جبتک دیوین جزیہ سب ایک ہاتھ سے اور وہ بے قدر ہون **ف** موضح القرآن مین ہے کہ پہلے حکم ہوا کہ مشرکون سے لڑو اور ملک سے نکالو اب حکم ہوا اہل کتاب سے لڑ اسکا کہ ہر چند دین حق سے منکر ہین اور اللہ کو اور آخرت کو جیسا چاہئے نہین مانتے لیکن انہنے جزیہ قبول کیا بشرطیکہ اونکے اعلے سب ذلیل ہون جزیہ دیا کرین باقی عرب کے مشرک سے جزیہ ہرگز قبول نہین اور جہان کے مشرک سے حنفی پاس جزیہ قبول ہے جزیہ ہر مہینے مین پانچ یا دس آنے

یا سوار و پیدہ موافق حال کے اور ذلیل رہنا یہ کہ سواری مین لباس مین راہ چلنے مین ہتھیار
باندھنے مین مسلمان کی برابری نکرین اور تفسیر احمدی اور اکلیل مین ہے کہ عن ید جو متعلق
ہے جزیہ دینے والے سے تو مراد ہے عن ید الی ید نقدا لا نسیۃ یعنے نقد دے وعدہ نکرے
یا عن القدرہ یعنے جو قادر ہو وہ دے اور مفلس نہ دے ابن جبون کا قول یہی ہے یا عن ید
خاصۃ یعنے اپنے ہاتھہ سے دے غیر کے ہاتھہ نہ بھیجے اس سے بعضون نے استدلال کیا ہے
کہ مسلم کو جزیہ دینے مین وکیل کرنا منع ہے اور حربی کا جزیہ کے لئے ضامن نہو اور اپنے
اوپر اترائی نکرے اور وہم صاغرون سے یہ مطلب ہے کہ ذلیل ہو کر دین اور ذلیل کی صورت
یہ ہے کہ دینے والا پیادہ آوے اور لینے والا بیٹھا ہو یا کھڑا ہو وہ سر جھکا کر اور پیٹھ پھیر کر
ترازو مین رکھہ دے لینے والا اسکی ڈاڑھی پکڑ کے منہہ پھیر لیوے اور جو متعلق ہو لینے
والے سے تو مدعا یہ کہ وہ جزیہ دین اور مسلمان قہر اور غلبہ سے لین ف[۲]

باب مرتد قوله تعالى قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَاِنْ يَّعُوْدُوْا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ

ت تو کہہ دے
کافرون کو اگر باز آوین تو معاف ہو انکو جو ہو چکا اور اگر پھر وہی کرینگے تو پڑ چکی ہے راہ اگلون
کی ف تفسیر احمدیہ مین ہے کشاف سے کہ اس سے ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے کہ مرتد جب اسلام
لاوے تو جو عبادت مرتد ہونے کے حالمین یا اسکے پیشتر اس سے چھوٹی ہے اسے
اسکی قضا لازم نہین ہے کیونکہ جب کفار کو اسلام کے بعد گناہونکی مغفرت ہے تو مرتد
بھی کہ وہ بھی کافرون مین ہے اسلام کے بعد جو گناہ کئے حالت ارتداد مین جیسے نماز اور روزہ

یا فی شریعت کے احکام ترک کئے وہ سب کلی بمنزلت ہش اور اکلیل مین ہے کہ اسسے

معلوم ہوا کہ جب اسلام لایا تو جو نماز اور زکوۃ اور روزہ نہین کیا یا مال یا نفس کو تلف کیا تو

اُسپر قضا لازم نہین

باب البغاۃ قولہ تعالی

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ف اور اگر دو فرقے مسلمانون کے آپسمین لڑپڑین تو اُنمین ملاپ کرواؤ پہر اگر چڑہ جاوے ایک اُنمین دوسرے پر تو سب لڑو اُس چڑہ جانے والے سے جبتک پہر آوے اللہ کے حکم پر پہر اگر پہر آیا تو ملاپ کرواؤ اُنمین برابر انصاف سے بیشک اللہ خوش رکہتا ہے انصاف والے ف موضح القرآن مین ہے کہ یعنے جب حکم شرع کے تابع ہون تو انصاف سے صلح کرواؤ ایک کی طرفداری نکرو یہ حکم ہے خانہ جنگی کا جو مسلمان آپسمین لڑین اور تفسیر احمدیہ مین ہے کہ آیہ مین دلیل ہے کہ باغی سے مقاتلہ واجب ہے اور باغی وہ ہے جو امام حق کی طاعت سے نکل جاوے ف

کتاب اللقیطہ

قولہ تعالی وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ ف اور ڈالدو اسکو گمنام کوئے مین کہ اٹھالے جاوے اسکو کوئی مسافر ف اکلیل مین ہے کہ یہ آیہ لقیط کے احکام مین اصل ہے

کتاب الشرکۃ

قوله تعالی وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ت اور اکثر
شریک زیادتی کرتے ہین ایک دوسرے پر ف اکلیل مین ہے کہ اس سے
استدلال ہے شرکت کے جواز پر

کتاب البیوع

قوله تعالی يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ
تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ ت اے ایمان والو نہ کہاؤ مال ایک دوسرے کے آپسمین ناحق
مگر یہ کہ سودا ہو آپکی خوشی سے ف تفسیر احمدی مین ہے مدارک سے کہ آیہ سے دلیل ہے کہ بیع
بالتعاطی درست ہے اور اکلیل مین ہے کہ اس سے پوچھا گیا کہ مال باطل سے کہانا حرام ہے
اور سوداگری اور نفع اسمین مباح ہے اور شرط یہ ہے کہ سوداگری مین دونو طرف سے خوشی ہو اسے
شافعی نے اعتبار کیا ہے کہ ایجاب اور قبول لفظ مین ہو کیونکہ رضا امر قلبی ہے کوئی شے
کہ اسپر دلالت کرے ضرور چاہئے قوله تعالی فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا
الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ
عَلَيْنَا ت پھر جب داخل ہوئے اسکے پاس بولے اے عزیز پڑی ہے ہمپر اور ہمارے
گھر پر سختی اور لائے ہین ہم پونجی ناقص سو پوری دے ہمکو بھرتی اور خیرات کر ہم پر
ف موضح القرآن مین ہے کہ قحط مین سب اسباب گھر کا بک گیا ابکی بار اون اور پنیر اور
اور ایسی چیزین لائے تھے اناج خریدنے کو یہ حال سنکر حضرت یوسف کو رحم آیا اپنے
تئین ظاہر کیا اور سارے گھر کو بلوایا اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اس سے دلیل ہے کہ غلہ پیمانہ سے درم

یا اور اسباب کے عوض بیچنا جائز ہے اور قیمت معلوم و بیع سے اجب از داوہ بھی روا ہے

ف باب البیع الفاسد قولہ تعالیٰ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝ ف

اور بیچ لیے انکو ناقص مول گنتی کی کئی پاولیان اور ہو رہے تھے اس سے بیزار ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اس آیۃ کی دو توجیہ ہین اول یہ کہ شروا کی معنے باعوا مین اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ بیچا یوسف کو سب بھائی قافلہ والون کے ہاتھہ ناقص مول کئی کہوٹے درمون سے اور وہ تھے اُس سے بیزار دوسری یہ کہ بیچا قافلہ والون نے عزیز مصر کے ہاتھہ وہ اس سے بیزار تھے اس لئے کہ یوسف لقیط تھے قافلہ والے خوف کرتے چہین جانے کا دوم یہ کہ شروا کے معنے اشتروا ہے اسمین ایک ہی صورت ہے یعنی مول لیا قافلہ والون نے یوسف کو بہا کئی درم دیکر اور تھے اس سے بیزار اس اعتقاد سے کہ بہاگنے والا غلام ہے خلاصہ یہ کہ بخس کی لفظ ہے اگرچہ اکثرون کے موافق زیف اور روے مراد ہے پر تفسیر وجیز مین ہے کہ ثمن بخس سے ثمن حرام مراد ہے اسلئے کہ حر کی ثمن تہی اس سے بعضون نے دلیل پکڑی کہ حر کی بیع باطل ہے ایسا ہی ہے اجماع اسمین اختلاف ہے کہ تخمصہ مین حر کی بیع درست ہے یا نہین جواز مشہور ہے اور بعضونکا مذہب یہی ہے اور نظام الملت والدین نے کہا ہے کہ حر کی بیع کسی نمط درست نہین نہ تخمصہ نہ غیر تخمصہ مین اور جسنے تخمصہ مین اسکی بیع جائز کہی ہے اس سے ابوحنیفہ اور سب مجتہدین بیزار ہین قولہ تعالیٰ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝ ف اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ ف

اکلیل مین ہے کہ اس سے دلیل ہے کہ کافر کو عبد مسلم خرید کرنا چاہئے یہ باطل ہے۔ ف ۲

باب ربوا قوله تعالى الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَاَمْرُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

ف جو لوگ کہاتے ہین سود نہ اٹہین گے قیامت کو مگر جسطرح اٹہتا ہے جسکی حواس کہو دیے جن نے لپٹ کر یہ اسواسطے کہ انہون نے کہا سود اکرنا بھی ویسا ہی ہے جیسے سود لینا اور اللہ نے حلال کیا سودا اور حرام کیا سود پہر جسکو پہنچی نصیحت اپنے رب کی اور باز آیا تو اسکا ہے جو لگے ہو چکا اور اسکا حکم اللہ کے اختیار اور جو کوئی پہر کرے تو وہی ہین دوزخ کے لوگ وہ اسمین رہ پڑے ف ۳ تفسیر احمدی مین ہے کہ انما البیع مثل الربوا اصل مین انما الربوا مثل البیع تہا مگر چونکہ انکے اعتقاد مین ربوا کی حلت ایسی تہی کہ اسکو اصل ٹہرا کر بیع کی حلت اسپر قیاس کی اور بیع مالکو مال سے بدلنے کو کہتے اور ربوا زیادتکو اور بیع فائدہ اور زیادت کے لئے مشروع ہے اس صورت مین بیع مجمل ہوئی اور کئی معنے اسمین جمع ہوئی شبہہ ہوا کہ کونسی زیادت حرام ہے حدیث مین اسکا بیان ہوا کہ گیہون کو گیہون سے اور جو کو جو سے اور خرمے کو خرمے سے اور نمک کو نمک سے اور سونے کو سونے سے اور چاندیکو چاندی سے ایک دوسرے کے برابر ہاتہون ہاتہہ زیادتی اسمین ربوا ہے پہر انکے سوا مین شبہہ ہوا کہ وہان کیا حکم ہے اسلئے کہ ان چیزون مین جو ربا حرام ہے ایک بات کیا یہ ہے ان چیزون کے مقابلہ ہیئت معلوم ہوا کہ جنس کا ایک

ایسی ہی ہے میری دلمین محظور ف[٢] قوله تعالی فبظلم من الذین هادوا حرمنا علیهم طیبات احلت لهم وبصدهم عن سبیل الله کثیرا واخذهم الربوا وقد نهوا عنه ت سو یهود کے گناہ سے ہم نے حرام کین ان پر کتنی پاک چیزین جو انکو حلال ہتین اور اِس سے کہ اٹکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت اور اُنکے سود لینے پر اور انکو اُس سے منع ہو چکا تہا ف[٣] اور قد نهوا عنه سے معلوم ہوا کہ سود کہانا سب دین مین حرام ہے ایسا ہی زنا کا بہی حکم ہے بخلاف شراب اور سور کے کیونکہ شراب اُنکے حق مین ایسی ہے جیسی ہمارے حق مین سرکا اور سور ویسی جیسی ہمارے حق مین بکری

باب بیع مسلم

قوله تعالی یا ایها الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوه ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمه الله فلیکتب ولیملل الذی علیه الحق ولیتق الله ربه ولا یبخس منه شیئا فان کان الذی علیه الحق سفیها او ضعیفا او لا یستطیع ان یمل هو فلیملل ولیه بالعدل واستشهدوا شهیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتان ممن ترضون من الشهداء ان تضل احدیهما فتذکر احدیهما الاخری ولا یاب الشهداء اذا ما دعوا ولا تسئموا ان تکتبوه صغیرا او کبیرا الی اجله ذلکم اقسط عند الله واقوم للشهادة وادنی الا ترتابوا الا ان تکون تجارة حاضرة تدیرونها بینکم فلیس علیکم جناح الا تکتبوها واشهدوا اذا تبایعتم ولا یضار کاتب ولا شهید وان تفعلوا فانه

فسوق بكم واتقوا الله ويعلمكم الله والله بكل شيء عليم

اے ایمان والو جبوقت معاملہ کرو ادہار کے کسی وعدہ مقرر تک تو اُسکو لکہہ لیا کرو اور چاہیے
لکہہ دے تمہارے درمیان کوئی لکہنے والا انصاف سے اور نہ انکار کرے لکہنے والا اس سے
کہ لکہہ دیوے جیسا سکہایا اُسکو اللہ نے سو وہ لکہا کرے اور بتاوے جسپر حق دینا ہے اور ڈرے
اللہ سے جو رب ہے اُسکا اور ناقص نکرے اُس مین سے کچہہ پہر اگر جس شخص پر حق دینا آیا بے
عقل ہے یا ضعیف ہے یا آپ نہین بتا سکتا تو بتاوے اُسکا اختیار والا انصاف سے اور شاہد
کرو دو شاہد اپنے مردون مین سے پہر اگر نہون دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتین جنکو پسند
رکہتے ہو شاہدون مین کہ بہول جاوے ایک عورت تو یاد دلاوے اُسکو وہ دوسری
اور کنارہ نکرین شاہد جبوقت بلائے جاوین اور کاہلی نکرو اُسکے لکہنے سے چہوٹا ہو یا بڑا
اُسکے وعدہ تک اُس مین خوب انصاف ہے اللہ کے ہان اور درست رہتی ہے
گواہی اور لگتا ہے کہ تمکو شبہہ نپڑے مگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا پہیر بدل کرتے ہو آپس مین
تو گناہ نہین تمپر کہ نلکہو اُسکو اور شاہد کرلو جب سودا کرو اور نقصان نکرے لکہنے والا اور نہ شاہد
اور اگر ایسا کرو تو یہ گناہ کی بات ہے تمہارے اندر اور ڈرتے رہو اللہ سے اور اللہ تمکو سکہاتا ہے
اور اللہ سب چیز سے واقف ہے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ یہ آیہ ظاہر مین اگرچہ عام ہے
ہر دین کو بیع ہو یا ثمن پر ابن عباس سے ہے کہ سلم مراد ہے ف صاحب مدارک نے
کہا ہے کہ اجل مسمی دلیل ہے کہ سلم مین اجل شرط ہے پر تامل سے معلوم ہوتا ہے کہ اجل کی شرطیہ
پر دلیل نہین ہو سکتی کیونکہ آیہ سے مفہوم ہے کہ کتابت دین موجل پر شرط ہے اُس سے یہ سمجہا

کیا کہ سلم بدون اجل کے روا نہین اِس سے صاحب ہدایہ نے اجل کی شرطیہ پر حدیث
سے دلیل پکڑی نہ اِس آیہ سے اور جمہور مفسرون نے کہا ہے کہ فاکتبوہ کا امر ندب کے لئے
ہے نہ وجوب کے لئے اور لیکتب بینکم بالعدل سے معلوم ہوا کہ کاتب لکھنے مین کمی اور بیشی
نکرے اور اُس سے دلیل ہے کہ کاتب فقیہ اور شرائط کا عالم ہو تو لکہا ہوا اُسکا شرع مین
درست آوے یہ امر ہے معاملہ والو کو کہ سوائے فقیہ متدین کے اور سے نلکہاوین یا یہ کہ
کاتب وہی لکہے جو دونون مین متفق علیہ ہے اور ولا یاب کاتب سے بعضون نے کہا ہے کہ فرض
کفایہ مراد ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ فرض عین ہے بشرط فراغت کاتب کے اور بعضون نے کہا کہ
پہلے فرض تہا پہر ولا یضار کاتب ولا شہید سے منسوخ ہوا اور بعضون نے کہا کہ امر ندب
کے لئے ہے اور ولیملل الذی علیہ الحق سے معلوم ہوا کہ کاتب کو غیر ہو متعاقدین کے
پر بیان کرنا جسپر حق دینا ہے یعنے مدیون علیہ کہ بیع سلم مین مثلاً بائع ہے اُسکو چاہیئے
اور معلوم ہوا کہ جو مدیون علیہ سفیہ یعنے ناقص العقل یا ضعیف یعنے یا لڑکا یا شیخ فانی
ہو یا لکنت سے یا لغت کے نادانی سے بیان کی طاقت نہو تو ولی اُسکا بیان کرے اور فرجل
وامرأتان سے معلوم ہوا کہ دو عورتین ایک مرد کے قائم مقام مطلقاً نہین ہوتین اِس سے
چار عورتونکا دو مردون کے قائم مقام ہونا درست نہین بلکہ فقط عورتون کی گواہی بغیر مردون کے
روا نہین ہے مگر جس مقدمہ مین کہ مردون کو اطلاع نہو جیسی ولادت یا بکارت یا عورتون
کی عیب کہ یہان ایک عورت کی بھی گواہی ہمارے نزدیک درست ہے اور شافعی کے
نزدیک ان معاملات مین چار عورتون کی گواہی چاہئے اور ومن رجالکم سے معلوم ہوا

کہ مسلمانون کی شہادتمین اسلام شرط ہے کیونکہ خطاب ہے اہل اسلام سے اور
ہمون شرط صفت ہو جہا گیا کہ شہود کی عدالت شرط ہے کیونکہ جو عادل ہے وہی پسندیدہ ہے
اور ہمین یہ ہے کہ مین سمجہا لکہنے سے یہ مراد ہے کہ عدد اور بالغ ہوا اسسے معلوم ہوا کہ حریت
اور بلوغ بہی شہادتمین شرط ہے اور ولا یاب الشہداء کے دو معنے ہین ایک یہ کہ نا
نکرین گواہی دینے مین گواہ ہونے کے بعد جسوقت بلائے جاوین قاضی پاس اس
صورت مین امر وجوب کے لئے ہے دوسری یہ کہ انکار نکرین جب بلائے جاوین گواہ ہونے
کو اس صورت مین امر ندب کے لئے ہے یا منسوخ ہے ولا یضار کاتب و لا شہید
اور ولا تسأموا ان تکتبوہ صغیرا او کبیرا کی دو توجیہ مین ایک یہ کہ تسأم سے مراد ملال ہے
اور ضمیر دین یا حق کیطرف راجع ہے اسمین دلیل ہے کہ کیل وزن مین سلم درست ہے کہ کیل یا وزن
جو ماپ یا تول سے ثابت ہے پیمانہ اور تولمین دین یا حق مین اطلاق صغیر اور کبیر یا قلیل اور کثیر کا سلم فیہ
جہت سے ہے اور کتابت سے غرض یہ ہے کہ دونو متعاقدون کا نام اور راس المال اور
مسلم فیہ کا مقدار اور جنس اور نوع اور صفت اور قدر اور مکان مسلم فیہ کا لکہا جاوے
اور صغیرہ اور کبیرہ کا اطلاق ذرعی مین ہے اور قلیل اور کثیر کا اطلاق غیر ذرعی مین اور الا ان
تکون تجارۃ حاضرۃ تدیرونہا بینکم مین استثناء ہے بالکنایہ سے تجارۃ حاضرۃ سے
بیع عام مراد ہے سلم ہو یا غیر اسکے اور تدیرونہا کے قید سے وہ بیع نکل گئی کہ جس
مین ثمن یا مبیع موجل ہو یا مجلس مین حاضر نہو یا غیر مقبوض ہو اور جو بیع کہ اسمین دونو
بدل مقبوض ہون باقی رہے حاصل یہ کہ جب مجلس مین بدلین حاضر ہون تو کتابت نہے

کی رخصت ہے ف اور ولیہ بالعدل سے دلیل ہے اسپر کہ ذمی اور فاسق کو ولی
ہونا روا نہیں پر غلام اور عورت کا ہونا درست ہے کیونکہ عدالت کے سوا اور شرط نہیں ہے اور
من رضاالکم کے عموم سے دلیل پکڑی ہے کہ بعضون نے غلام اور لڑکے اور اندھے اور گونگے اور
ابل ہوا اور ولد الزنا اور قاری بالالحان اور شطرنج کھیلنے ولے اور شاعر اور مجنون اور مٹی کہانے
والے اور صراف اور رنگ ہونا کرایہ لینے والے اور داڑھی مونڈانے والے اور کھرے پیشاب
کرنے والے کی اور اصول کی فروع پر اور برعکس اور زوج کی زوجہ پر اور برعکس کی گواہی درست
ہے اور جسنے سبکو یا بعض کو رد کیا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ ان میں سے نہیں ہیں کہ پسندیدہ ہیں
اور من ترضون سے معلوم ہوا کہ مجہول الحال کی گواہی نجائے اور حاکمون کی رائے پر امر مفوض ہے
اور احکام شرعیہ میں اجتہاد جائز ہے اور ذوی عدل منکم سے دلیل ہے کہ تزکیہ ضرور چاہئے
یعنی کہا کہ وہ عادل اور مرضی ہوں وہ تو میں ایک کا ذکر کافی نہیں اور جو کافی جانتے ہیں وہ
کہتے ہیں کہ ان دونوں لفظوں کو علیحدہ علیحدہ فرمایا جمع نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ ایک یعنی دوسرا
کافی ہے واذا ما دعوا سے دلیل ہے کہ غلام کو شہادتین دخل نہیں کیونکہ بلانے کے وقت
بحکم مالک کے جا نہیں سکتا **قوله تعالى** وَإِن كُنتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا كَاتِبًا فَرِهَانٌ
مَّقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ
وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ
ت اور اگر تم سفر میں ہو اور نپاؤ لکھنے والا تو گرو ہاتھ میں رکھنے اگر اعتبار کرے ایک دوسرے کا
تو چاہئے پورا کرے جسپر اعتبار کیا اپنے اعتبار کو اور ڈرتا رہے اللہ سے جو رب ہے اسکا اور

چھپاؤ گواہی کو اور جو کوئی اوسکو چھپاوے تو گنہگار ہے دل اسکا اور اللہ تمہارے کام سے واقف ہے ف تفسیر احمدی میں ہے کہ سبب سفر میں گمان تھا کاتب اور شاہد نہ ملنیکا اون کو حکم کیا واسطے حفظ مال کے لئے مدیون علیہ سے کچھ چیز گرو کرلیں کہ رہن نشانی وثیقہ کی ہے کتابت اور گواہی کے بجائے نہ یہ کہ سفر شرط ہے رہن کے جواز کا جیسے مجاہد اور ضحاک نے گمان کیا ف اور ولا تکتموا الشہادۃ سے معلوم ہے کہ گواہی چھپانا گناہ کبیرہ ہے اور آیہ دلیل ہے کہ مالکی حفاظت واجب ہے اور ضایع کرنا اسکا منع

کتاب الکفالۃ

قولہ تعالی قالوا نفقد صواع الملک ولمن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم ف بولے ہم نہیں پاتے پادشاہ کا ماپ اور جو کوئی وہ لاوے اسکو ایک بوجھ اونٹ کا اور میں اسکا ضامن ف تفسیر احمدی میں ہے کہ جب یوسف کے بھائی آئے اور ارادہ وطن کا کیا حضرت یوسف کے خادموں نے انکے بھائی کے کجاوہ میں پیمانہ ڈال دیا جب یہ سب روانہ ہوئے تب پکارنے والے نے پکارا اور کہا جو کوئی لاوے ماپ بادشاہ کا اسکو ایک بوجھ اونٹ کا ہے اور میں اسکا زعیم یعنے کفیل ہوں اسمیں پکارنے والا حمل بعیر کا ضامن ہوا اور اسکو شرط پر معلق فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کفالت کو شرط معلق کرنا اور لفظ زعیم سے اسکا منعقد ہونا درست ہے

کتاب الشہادۃ

قولہ تعالی یا ایہا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین

وَالْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا
فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اَنْ تَعْدِلُوْا ف ت اے ایمان والو قائم رہو انصاف پر
گواہی دو اللہ کیطرف اگرچہ نقصان ہو اپنا یا ماں باپکا یا قرابت والونکا اگر کوئی محظوظ ہے
یا محتاج ہے تو اللہ انکا خیرخواہ ہے تم سے زیادہ سو تم جیکی چاؤ نہ مانو اس بات مین کہ برابر سمجھو
ف موضح القرآن مین ہے کہ یعنے گواہی مین محظوظ خاطر کرو اور محتاج پر ترس کہاؤ اور قرابت
ندیکہو حق ہو سو کہو اور اگر سچ کہا پر ملی زبان سے کہ سننے کو شبہ پڑا یا تمام قصہ نکہا کچھ
بات کام کی رکہہ لے یہ بہی گناہ مین داخل ہے ف۲ اور تفسیر احمدی مین ہے کہ آیہ سے دلیل ہے
کہ اقرار مشروع ہے اور والدین اور اقربین کے ضرر پر شہادت دینی درست ہے پر نفع پر اولاد
کے رشتہ مین نہین درست ہے جیسی باپ کی گواہی بیٹے پر یا بالعکس اور غیر والدین کے
روا ہے جیسی بہائی کی گواہی بہائی پر اور شہداء للہ سے معلوم ہوا کہ گواہی خالص ہو اللہ
کے لئے ریا اور سمعہ یا اپنے ذات کے نفع کے لئے نہو اس سے دلیل ہے کہ شریک کی گواہی شرکت
کے مال مین یا اجیر کی مستاجر کے لئے یا شاگرد کی استاد کے لئے یا مثل اسکے نہین روا ہے
ف۳ قوله تعالیٰ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ
شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ت اور اختیار نہین رکہتے جنکو یہ پکارتے ہین سفارش کا
مگر جسنے گواہی دی سچی اور انکو خبر تہی ف تفسیر احمدی مین ہے کہ آیہ مین دلیل ہے کہ شہادت کے
لئے علم شرط ہے نہ استشہاد ف۴ قوله تعالیٰ وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ
وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ت اور گواہ کر لو دو معتبر اپنے مین کے اور سیدہی کہو گواہی اللہ

کے واسطے ف تفسیر احمدی میں ہے قتادہ سے کہ دو گواہ احرار میں سے تو طلاق کی رجعت پر

ابن مسعود یہ امر ندب کے لئے ہے اور شافعی سے روایت ہے کہ رجعت میں واجب ہے

اور امام مالک کا بھی یہ مذہب ہے اور اکلیل میں ہے کہ ظاہر آیت سے دلیل ہے کہ رجعت میں گواہ واجب

ہے اور جب رجعت میں واجب ہوا تو نکاح میں بطریق اولیٰ واجب ہے اور معلوم ہوا

کہ طلاق میں اور نکاح میں سوائے محض مردوں کے اور عادل کے اور کی گواہی قبول نہیں ہے

قوله تعالیٰ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ
فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ
فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ
شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ
يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ
لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا اِنَّا اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ
ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَا اَوْ يَخَافُوْا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ
بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ

ت اے ایمان والو گواہ تمہارے اندر جب پہنچے تم میں موت جب لگے وصیت کرنے

دو شخص معتبر چاہییں تم میں سے یا دو اور ہوں تمہارے سوا اگر تم نے سفر کیا ہو ملک

میں پھر پہنچے تم پر مصیبت موت کی دونوں کو کھڑا کر دو بعد نماز کے وہ قسم کھاویں اللہ کی اگر تم کو

شبہہ پڑے کہین ہم نہین بیچتے قسم مال پر اگرچہ کسیکو قرابت ہو ہمسے اور ہم نہین
چہپاتے اللہ کی گواہی نہین تو ہم گنہگار ہین پہر اگر خبر ہوجاوے کہ وہ دونو حق دبا گئی گناہ سے
تو دو اور کہڑے ہون اُنکی جگہ جنکا حق دبا ہے اُن مین جو بہت نزدیک ہین پہر قسم کہاوین
اللہ کی کہ ہماری گواہی تحقیق ہے اُنکی گواہی سے اور ہم نے زیادہ نہین کہا نہین تو ہم نے انصاف
مین اسمین لگتا ہے کہ شہادت ادا کرین راہ پر یا ڈرین کہ اُلٹی پڑے گی قسم ہماری اُنکے قسم
بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سن رکہو اور اللہ نہین راہ دیتا بےحکم لوگونکو **ف ۱** موضح القران مین ہے
کہ جو مسلمان مرتے وقت کسیکو اپنے مال کا کام حوالے کرے تو بہتر ہے کہ دو مسلمان معتبر گواہ کرے
پہر اگر وارثون کو شبہہ پڑے کہ ان شخصون نے کچہہ مال چہپایا اور وارث دعوی کرین اور شاہد
نہین تو دو شخص قسم کہاوین کہ ہم نے نہین چہپایا اگر سفر مین لگا مرنے وہان مسلمان پیدا نہو و
دو کافر بہی روا ہین اور قسم دین بعد نماز عصر کے اُسوقت کی دعا نیک اور بد زیادہ قبول ہے
شاید ڈر کر جہوٹہی قسم نکہاوین پہر اگر اُنکی بات جہوٹہہ نکلی تو وارث قسم کہاوین یہ اسواسطے
کہ وہ قسم مین دغا نکرین جانین کہ آخر ہماری قسم اُلٹی پڑیگی **فائدہ** اس جگہہ شہادت فرمایا
اظہار کو مدعی اظہار کرے یا مدعا علیہ جیسے اقرار کو کہتے ہین اپنی جان پر شہادت دے
ف ۲ تفسیر احمدی مین ہے کہ آیتون سے دلیل ہے کہ منکر پر قسم کہانی لفظ اللہ سے موکد اور مغلظ
چاہئے اور زاہدی مین ہے کہ آیہ مین دلیل ہے کہ شاہد قسم لیجاوے یہ مذہب علیؓ کا ہے پر ہمارے
نزدیک منسوخ ہے خلاصہ یہ کہ شہادت سے اگر حلف مراد ہے تو بہتر ہے اور اگر معنے حقیقی مراد
ہین تو منکم سے اقارب اور من غیرکم سے اجانب اگر مراد ہین تو ظاہر ہے اور اگر منکم سے

اہل ملت اور من غیر کم سے ذمی مراد ہے تو منسوخ ہے اور یقسمان باللہ اگر وصی کی قسم
مراد ہے تو منسوخ نہین اور اگر گواہون کی قسم مراد ہے جیسا کہ امام یزیدی کی رائے ہے تو منسوخ ہے
اور ذلک ادنیٰ ان یاتوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ گواہون یا وصی کی قسم اس لئے ہے کہ گواہی
وجہ حق سے دین خاص خدا کے لئے یا اس خوف سے کہ جو جھوٹے ہونگے تو مدعی پر قسم ہوگی اس سے
بعضون نے دلیل پکڑی کہ مدعی پر قسم رد ہوتی ہے جیسا کہ شافعی کا مذہب ہے ہم کہتے ہین
کہ یہان رد آنا قسم کا مدعی پر اس وجہ سے ہے کہ جب وارثون نے نصرانیون پر خیانت کا
دعوے کیا مدعی تھے اور نصرانیون نے قسم کہائی پہر جب جہوٹے ہوئے خرید کا دعوے
کیا تو وارثون نے انکار کیا اس صورت مین وارث مدعا علیہ ہوئے اور منکر اور مدعی علیہ منکر پر قسم ہے

کتاب الدعوے

قولہ تعالیٰ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ دی اسکو تدبیر اور فیصلہ بات کا
ف اکلیل مین ہے قتادہ سے کہ فصل الخطاب سے یہ مراد ہے کہ مدعی کے دو گواہ ہون یا مدعا علیہ پر سوگند

کتاب الصلح

قولہ تعالیٰ وَالصُّلْحُ خَیْرٌ اور صلح خوب چیز ہے **ف** یہ آیہ عام ہے ہر صلح
سے خواہ صلح مع الاقرار ہو خواہ مع السکوت یا مع الانکار اور شافعی کے نزدیک صلح مع
السکوت والانکار روا نہین اور عموم آیہ سے دلیل کرتا ہے وہ کہ انکار ہو تو صلح جائز جانتا ہے
ایسا ہے تفسیر احمدی اور اکلیل مین

کتاب الاجارة

قوله تعالیٰ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ت بولی اُن دو مین سے ایک اے باپ اسکو نوکر رکھ لے ف اکلیل مین ہے کہ اس آیہ سے مشروعیت اجارہ کی معلوم ہوئی

کتاب الوکالت

قوله تعالیٰ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ت اب بہیجو اپنے مین سے ایک یہ روپیا لیکر اپنا اس شہر کو ف یہ آیہ اصل ہے وکالت اور نیابت کے مشروعیت پر ایسی ہی ہے تفسیر احمدی اور اکلیل مین

کتاب المکاتب

قوله تعالیٰ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ت جو لوگ چاہین لکہا تمہارے ہاتھ کے مال مین تو انکو لکہا دے دو اگر سمجھو اُن مین کچھ نیکی اور دو انکو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا ہے ف موضح القرآن مین ہے کہ کسیکا غلام یا لونڈی کہے کہ مین اتنی مدتین اتنا تجھکو کما دون تو مجھکو آزاد کر یہ اقرار لکہوالین اسکو کتابت کہتے ہین جو اُسمین نیکی دیکہے تو لکہہ دے نیکی یہ کہ آزاد ہوکر قید سے چہوٹکر چوری یا بدکاری نکریگا اور دولتمند ونکو فرمایا کہ ایسے غلام یا لونڈیکو مال سے مدد کرو تا آزاد ہوین خواہ مال زکوۃ سے خواہ خیرات سے ف

کتاب الاکراہ

قوله تعالیٰ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ت

جو کوئی منکر ہوا اللہ سے یقین لائے پیچھے مگر وہ نہیں جس پر زبردستی کی اور اسکا دل برقرار ہے ایمان پر لیکن جو کوئی دل کھول کر منکر ہوا سو انپر غضب ہے اللہ کا اور انکو بڑی مار ہے

ف تفسیر احمدیہ میں ہے کہ آیہ میں دلیل ہے کہ زبردستی کے وقت کلمہ کفر کا زبان پر جاری کرنا بشرطیکہ دل ایمان پر برقرار ہے تو رخصت ہے اور عزیمت یہ ہے کہ اسپر صبر کرے اور کفر کا کلمہ نکے تو شہید ہوا اور دلیل ہے کہ جو دل میں ایمان نہوا اور کفر کا کلمہ زبان سے بکے تو کافر ہو گیا یا بغیر اکراہ کے کلمہ کفر کا کہا تب بھی کافر ہوا اور دلیل ہے کہ ایمان تصدیق اور اقرار کا نام ہے پر تصدیق سقوط کی محتمل نہیں اور اقرار محتمل ہے ف

کتاب الحجر

قوله تعالی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ت اور مت پکڑا دو بے عقلوں کو اپنے مال جو بنائی اللہ نے تمہاری گذران اور انکو اسمیں کھلاؤ اور پہناؤ اور کہو ان سے بات معقول ف موضح القرآن میں ہے کہ لڑکا نے عقل ہے اسکا مال اسکے ہاتھ نہ دو اسکا خرچ اس میں ملاؤ جب بالغ ہو اور عقل پیدا کرے تب مال حوالے کرو لیکن بات معقول کہو یعنی تسلی کرو کہ مال تیرا ہے ہمارا نہیں ہم تیری خیر خواہی کرتے ہیں اور تفسیر احمدیہ میں ہے کہ آیت سے مفہوم ہوا کہ سفیہ گو عاقل بالغ ہو اسکے مال کو اسکو دینا روا نہیں ہے اسپر اتفاق ہے امام اعظم اور صاحبین کا پر حجر یعنی تصرف قولی کے منع ہونے میں اختلاف ہے امام صاحب نے صغیر اور غلام مجنون فقط حجر جائز رکھا ہے اور صاحبین نے

سنت پیش کرنے کی حاجت ہو جس سے زبردستی... [illegible]

حجر کے بیان میں ہے

بالغ سفیہ پربہی ف قولہ تعالی وَابْتَلُوا الْيَتَامٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ت

اور سدہاتے رہو یتیمون کو جب تک پہنچین نکاح کی عمر کو پہر اگر دیکہو ان مین ہوشیاری تو حوالے کرو انکے مال اور کہا نجاو انکو اڑاکر اور کہبراکر یہ بڑے نہ ہو جاوین اور جو کوئی محظوظ ہے تو چاہئے بچا رہے اور جو کوئی محتاج ہے تو کہاوے موافق دستور کے پہر جب انکو حوالے کرو انکے مال تو شاہد کرلو اسپر اور اللہ بس ہے حساب سمجہنے والا ف موضح القرآن مین ہے کہ یتیم کا مال اپنے خرچ مین نہ لاو اگر اسکا رکہنے والا محتاج ہو تو خدمت کے موافق در ماہہ لیوے اور جس وقت باپ مرے تو پنچایت کے روبرو یتیم کا مال امانت دار کو سونپ دین جب یتیم بالغ ہو تو اسکے موافق حوالے کرے جو خرچ ہوا وہ سمجہادے اور اسوقت بہی شاہدون کو دکہادے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیہ مین تین باتین مذکور ہین ایک ابتلا دوسری بلوغ تیسری ایناس رشد یعنے دیکہنا ہوشیاری کا ف ۳ ابو حنیفہ کہتے ہین کہ جب بالغ ہو اور ہوشیاری اسمین دیکہین مال حوالے کرین اور جو نہ دیکہین تو پچیس برس تک انتظار کرین بعد اسکے حوالے کرین خواہ ہوشیاری دیکہین خواہ نہ دیکہین کیونکہ حوالے نکیا محض ادب سیکہنے کے لئے تہا پہر ظاہر اس مدت کے بعد ادب نہین سیکہہ سکتا ہے کیونکہ پچیس برس مین آدمی جد ہوتا ہے اسطرح پر کہ اقل مدت بلوغ کی بارہ برس ہین اور اقل مدت حمل کی چہ مہینے

اسقدر مدت مین باپ ہو سکتا ہے جب اتنی مدتک وہ نہ ڈرین تو بعد ہوتا ہے بعد اسکے مال کے
روکنے مین کچھ فائدہ نہین اور رشداً کی تنوین تخصیص کے لئے ہے مراد اس سے رشد مخصوص
ہے یعنے تصرف اور تجارت کا رشد بالقلیل کے لئے ہے مراد اس سے ایک نوع رشد کی
اسمین دلیل ہے ابو حنیفہ کی اسپر کہ پچیس برس کے بعد یتیمون کو مال حوالے ہو کیونکہ اسقدر
مدت قائم مقام ایک نوع رشد کی ہے اور حجت ہے حنفیہ کی اس بات پر کہ جو فاسق اپنے
مال کا مصلح ہو وہ محجور نہین ہے فسق خواہ اصلی ہو خواہ طاری کیونکہ اسمین ایک نوع کا رشد
یا رشد مخصوص پایا جاتا ہے بخلاف شافعی کے کہ وہ فاسق کو محجور کہتے ہین تا اسکے فسق کے
زجر ہو

فصل البلوغ

قوله تعالیٰ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا ت اور جب پہنچین لڑکے تم مین عقل کی حد کو تو اُنسے پروانگی لین ف
تفسیر احمدی مین ہے کہ تخصیص احتلام کی بلوغ مین اسلئے ہے کہ احتلام پر بلوغ کا مدار زیادہ ہے اگرچہ
سال پر بھی مدار ہے اور برس کی صورتمین اختلاف ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کہ لڑکے کے لئے اٹھارہ
برس اور لڑکیکو سترہ اور عامہ علما کے نزدیک دونو کو پندرہ برس ہین اور اقل
مدت بلوغ کی لڑکے کو بارہ اور لڑکی کو نو برس ف ۲

کتاب الغصب

قوله تعالیٰ ثُمَّ اَنْشَاْنَا خَلْقًا اٰخَرَ ت پھر اٹھا کھڑا کیا اسکو ایک نئی صورتمین
ف تفسیر احمدی مین ہے کہ ابو حنیفہ نے اس سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ جو کوئی کسیکا بیضہ
غصب کرے پھر بیضہ سے بچہ ہوئے اُسکے پاس تو بیضہ کا ضمان دیوے اور بچہ کا نہ پھیرے

کیونکہ بچے کی اور خلقت ہے بیضے کے سوا

کتاب القسمۃ

قولہ تعالیٰ وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ **ت** اور سنا دے انکو کہ پانی کا بانٹنا ہے اُنمین ہر باری پر پہنچنا ہے **ف** تفسیر احمدیہ میں ہے کہ اس آیت سے مہایات اور قسمت کا جائز ہونا معلوم ہوا اور کتب فقہ میں فرق ہے کہ قسمت میں عین ہوتی ہے اور مہایات منفعت میں مہایات کی صورت یہ کہ ایک چیز میں دو شریک منتفع ہوں نوبت بنوبت یعنے ایک دن زید کو اور ایک دن عمرو کو اور قسمت کی یہ صورت ہے کہ شریک اپنا حصہ اُس چیز سے علیحدہ کر لے

کتاب الذبایح

قولہ تعالیٰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ **ت** اے ایمان والو کہاؤ ستھری چیزیں جو تمکو روزی دی ہم نے اور شکر کرو اللہ کا اگر تم اُسکے بندے ہو یہی حرام کیا ہے تمپر مردہ اور لوہو اور گوشت سور کا اور جسپر نام پکارا اللہ کے سوا کا پہر جو کوئی پہنسا ہو نہ بے حکمی کرتا ہے نہ زیادتی تو اُسپر نہیں گناہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے **ف** میتہ اُسکو کہتے ہیں کہ جو حلال جانور بدون ذبح کے مر گیا ہو یا زندہ جانور سے عضو جدا ہوا ہو کیونکہ یہ بھی میتہ میں ہے اور حرمت سے

لبلے کا حرام ہونا مراد ہے کیونکہ بعد اکل طیبات کے حکم کی یہ آیۃ ارشاد ہوتی اس سے
معلوم ہوا کہ جو چمڑے دباغت کرے یا بالوں سے یا تانت یا ہڈی یا پٹھے یا سم سے
نفع لیں تو حرام نہیں ہے اور امام مالک نے اس سے انتفاع لینا باوجود دباغت کے حرام جانتے ہیں
اور امام شافعی چمڑے کے سوا اور سے انتفاع حرام جانتے ہیں اور حرمت سے حرمت تصرف مطلقا
مراد لیتے ہیں پر جو خاص ہے دلیل سے اسکا تصرف حلال ہے جیسے چمڑا مدبوغ میں اور خون سے
خون مسفوح مراد ہے جس حیوان کا ہو پر دو خون یعنے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون یعنے تلی اور
کلیجی حدیث سے حلال ہیں اور سوا اسکے حرام مطلق ہے اس سے انتفاع مطلقا روا نہیں مگر اسکے
بال سے البتہ خرز کے لئے نفع روا ہے اور گوشت کا ذکر اس تمام میں اسلئے ہے کہ مقصود بالاکل ہے
اور جو مضطر ہوا اسکے لئے ان سبکی رخصت ہے ابو حنیفہ کے نزدیک اگرچہ سفر معصیت میں ہو
اسکے لئے رخصت ہے جیسی مسافر کو رمضان میں افطار کی رخصت ہے اسلئے کہ غیر باغ سے
یہ مراد ہے کہ بسبب لذت اور شہوت کے باغی نہو یا اسطرح پر کہ آپ ہی کہاوے دوسری مضطر کو
نہ دے یہاں تلک کہ وہ دوسرا مر جاوے اور ولا عاد سے یہ مراد ہے کہ مقدار حاجت سے نہ بڑھے
اور شافعی اور احمد کے نزدیک سفر معصیت میں نہیں مباح اسلئے کہ غیر باغ سے یہ مراد ہے
کہ امام پر خروج نکرے اور غیر عاد سے یہ کہ عدوان نکرے یعنے قطع طریق وغیرہ نکرے
اور اضطرار بھوک کا یا پیاس کا اسطرح ہو کہ مرنے کا ڈر ہو اور صحیح مذہب یہ ہے کہ تین دن پر
موقوف نہیں اور بعضوں نے اسے موقت کیا ہے شافعی کا ایک قول یہ ہے اور ابو یوسف سے
بھی روایت ہے کہ اضطرار میں رخصت کہانے کی ہے پر اصل حرمت نہیں جاتی جیسے کفر کا اکراہ

اور غیر کے مال کو کہانے پر اور جو صبر کرے اور نہ کہانے سے مرجاوے گنہ گار ہوگا کیونکہ فرمایا
ان اللہ غفور رحیم اور مطلق مغفرت دلیل ہے قیام حرمت پر اور اکثر حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ حرمت
بہی جاتی رہتی ہے جو صبر کرے اور نہ کہاوے مرجاوے گنہگار ہے کیونکہ اور انعام مین فرمایا وقد
فصل لکم ما حرم علیکم الا ما اضطررتم الیہ یہان اضطرار کو استثنا کیا اور کلام مقید باستثنا
مین ورای مستثنی کے مراد ہوتی ہے یعنے حرمت اختیار مین ثابت ہے نہ اضطرار مین اور ان اللہ
غفور رحیم مین جو اطلاق ہے مغفرت کا اس لئے ہے کہ جو مخمصہ مین مبتلا ہوتا ہے اسکو رعایت
قدر حاجت کے دشوار ہوتی ہے شاید قدر حاجت سے زیادہ کہاوے تو اللہ غفور رحیم ہے
ایسی ہی ہے بزدوی کے حواشی مین ف ۲ اور وما اہل بہ لغیر اللہ کا بیان تفسیر احمدی سے نلکہا اسلئے
کہ اسمین بیان شافی نہین ہے اسکا بیان رئیس المفسرین والمحدثین تاج الفقہا والمتکلمین مولانا
شاہ عبد العزیز دہلوی کے کلام سے کہ اسکو عالم سعید بل فاضل جلیل مروج دین خاتم النبیین
مولانا و استادنا محمد یسین قدس سرہ نے اپنی جواب استفتا مین نقل فرمایا ہے لکہا جاتا ہے
وہ یہ ہے کہ جو لوگ کہ مفسرون نے مثل بیضاوی وغیرہ کے ما اہل بہ لغیر اللہ کی معنے ما رفع الصوت
بہ عند ذبحہ کہے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ نزول آیہ کے زمانے مین مشرکون کی عادت ایسی ہی تہی
وہ کفر مین راسخ جب کوئی جانور کسی کے نام پر ذبح کرتے تو ذبح کے وقت بہی اسکا نام لیتے
بخلاف مسلمان مشرکون کے کہ وہ کفر اور اسلام مین خلط کرتے ہین ظاہر مین گو ذبح کے وقت
نام خدا کا لیتے ہین پر مقصود اس سے تقرب بغیر خدا جانتے ہین اس مقدمہ مین جو عادت عرب کے
مشرکون کی تہی وہ صریح کفر ہے اور جو عادت مسلمان مشرک کی ہے وہ فقط ظاہر مین صورت اسلام

گئی ہے اور عرب کے مشرکوں کا اعتقاد یہ تھا کہ ذبح کا طریق ایسی ہی ہے بغیر اللہ ہو یا اللہ
اور ایسی ہی اس زمانہ میں بھی عادت ہے کہ مشہور کرتے ہیں کہ فلانا شخص سید احمد کبیر کے لئے
بکرا ذبح کرتا ہے پھر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیں یا نہ لیں اور ہدایہ میں ہے کہ جو اللہ کے
ساتھ اور کسی چیز کو ذکر کریں مثلاً ذبح کے وقت کہے اللہم تقبل من فلان تو مکروہ ہے اس کی تین
صورتیں ہیں ایک یہ کہ دوسرے کا ذکر موصول ہو بغیر معطوف مثلاً کہے بسم اللہ محمد الرسول اللہ
تو ذبیحہ مکروہ ہے کیونکہ شرکت پائی نہیں جاتی ورنہ حرام ہوتا چونکہ صورت قران ہے اس لئے
مکروہ ہے دوسری یہ کہ موصول ہو بعطف جیسے کہے بسم اللہ واسم فلان یا بسم اللہ وفلان
یا کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ بکسر دال اس صورت میں ذبیحہ حرام ہے تیسری یہ کہ صورت اور
معنی میں مفصول ہو مثلاً قبل تسمیہ کے یا قبل ذبیحہ کے لٹانے کے اور بعد ذبح کے کہے اللہم تقبل
من فلان اس صورت میں روا ہے کیونکہ حضرت بعد ذبح کے فرماتے اللہم تقبل ہذا عن امة محمد
ممن شہد لک بالوحدانیة ولی بالبلاغ اور شرط یہ ہے کہ ذکر خالص مجرد ہو کیونکہ ابن مسعود نے
کہا کہ مجرد لو نام اللہ کا یہ کلام صاحب ہدایہ کا صریح ہے کہ جو قصد تقرب بغیر اللہ کا کرے تو ذبیحہ
حرام ہے خواہ بطریق استقلال کے ہو یا بطریق شرکت کے اور جو یہ قصد نہ ہو اور خدا کا نام مجرد لے
تو اگر دوسرے کا ذکر موصول ہو بغیر عطف تو مکروہ ہے جیسے کہے بسم اللہ محمد رسول اللہ اور جو موصول ہو
بعطف تو حرام ہے اور جو مفصول ہو نہ مکروہ ہے نہ حرام مثلاً کہے بسم اللہ پھر ٹھہر جاوے اور کہے محمد
رسول اللہ بلا قصد تقرب بغیر اللہ خلاصہ یہ کہ یہ کلام صاحب ہدایہ کا اس مسئلہ میں ہے
کہ دوسرے کے ذکر سے تقرب بغیر اللہ کا قصد ہو اور ہمارا کلام اس مسئلہ میں ہے کہ تقرب بغیر اللہ کا

قصد ہو جس ذبیحہ مین یہ ہوا وہ حرام ہے اور جو تفریع تفسیر احمدی مین ہے ہدایہ کے کلام پر کہ اولیا
اللہ کو جو گائے نذر کرتے ہین وہ حلال طیب ہے کیونکہ ذبح کیوقت اللہ کے غیر کا نام نہین
لیا جاتا اگرچہ عوام نذر کرتے ہین سو معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ہدایہ کے قول سے غفلت ہوئی کیونکہ
اُسکا کلام یہ ہے کہ جو دوسرے کا ذکر مفصول ہو صورت اور معنے مین تو ذبیحہ روا ہے اور بقرہ
منذورہ مین انفصال معنوی نہین پایا جاتا ہے کیونکہ وہ نذر ہے اولیاء اللہ کی وقت ذبح تک
اُسکا انفصال نہین ہوتا اور قاعدہ فقہ کا ہے آخر عمل تک نیت باقی رہتی ہے یہان تک کلام
خاتم المحدثین کا خلاصہ ہے **قوله تعالى** حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ
الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ
وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ
ذٰلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ
الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ
دِينًا **ف** حرام ہوا تم پر مردہ اور لوہو اور گوشت سور کا اور جس چیز پر نام پکارا اللہ کے
سوائے کا اور جو مر گیا گلا گھٹ کر یا چوٹ سے یا گر کر سینگ مارے سے اور جسکو کھایا پھاڑنیوالے
مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور جو ذبح ہو کسی تھان پر اور یہ کہ بانٹا کرو پانسے ڈال کر یہ گناہ کا کام ہے
آج نا امید ہوئے کافر تمہارے دین سے سو اُنسے مت ڈرو اور مجھسے ڈرو آج مین پورا دے چکا تمکو دین
تمہارا اور پورا کیا مینے تم پر احسان اپنا اور پسند کیا مینے تمہارے واسطے دین مسلمانی **ف**
موضح القرآن مین ہے کہ سو اسمین یہ چیزین حرام فرمادین سور اور ہر چیز کا لوہو اور آپسے مرگیا

یا کسیطرح بغیر ذبح کے اور جو خدا کے سوا کے نام پر ذبح کیا یا جو کسی مکان معظم پر ذبح کیا سوائے
خانۂ خدا کے اور یا تیا کرنا یا نسوتے یہ کافرونکا ایک جوا تھا کہ شرط بدکر ایک جانور دس شخصون نے
خریدا اور ذبح کیا اور دس پانسے تھے کسی پر لکھا تھا آدھا کسی پر پاؤ کم زیادہ کوئی خالی پھر پانسے
لگے تو ہر ایک کے نام پہ جو پانسا آیا وہی حصہ اسکو ملا یا خالی نکل گیا شرط بدنی تمام حرام ہے
یہ بھی اسمین داخل ہے **فائدہ** اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیہ مین گیارہ چیزون کا بیان ہے
پہلے چارون کا بیان سورۂ بقر کی تفسیر مین ہو چکا اب سات کا بیان یہ ہے کہ منخنقہ
وہ ہے جو گلا گھونٹنے سے مر جاوے اور موقوذہ وہ کہ لکڑی یا پتھر کی چوٹ سے مر جاوے اس سے معلوم
ہوا کہ لوہا یا جو قائم مقام اسکے ہے ذبح مین شرط ہے اور متردیہ وہ کہ اوپر سے گرے یا کوئے
مین گرکر مر جاوے اور نطیحہ وہ کہ اور جانور کے سینگ کی چوٹ سے مر جاوے اور ما اکل السبع سے
وہ مراد ہے کہ ایک جانور کو کسی درندے نے کچھ کھا لیا پھر وہ جانور مر گیا اس سے بوجھا گیا کہ جو
شکاری جانور شکار کے اعضا کو کھا لیوے وہ حلال نہین ہے اور الا ما ذکیتم مین جو استثنا ہے
وہ انہین پانچون کیطرف راجع ہے مدعا یہ کہ سب یہ کسی حال مین حلال نہین مگر جو زندہ ملین
اور ذبح ہون تو البتہ حلال ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ استثنا فقط وما اکل السبع کیطرف
راجع ہے اس صورت مین نطیحہ وغیرہ مردہ کیطرح ہر حال مین حرام ہین ذبح سے بھی حلال نہین ہے
پر حق وہی ہے جو ہم نے کہا ہے اور اسیطرف اشارہ ہے صاحب ہدایہ کا بھی اور ما ذبح
علی النصب محرمات پر معطوف ہے بیان اسکا یہ کہ کعبہ کے گرد بہت پتھر کھڑے کئے تھے
انسی پر تعظیماً ذبح کرتے اور اس ذبح کو قربت جانتے اسکے لئے اللہ تعالے نے حرام فرمایا

ایسا ہی ہے مدارک اور کشاف مین اور وان تستقسموا بالازلام بھی محرمات مین داخل
ہوتے ہین اور بیان اسکا یہ ہے کہ عرب والے جب کسی چیز کا مثلاً سفر یا لڑائی یا سوداگری یا نکاح
وغیرہ کا ارادہ کرتے تین قدح کیطرف متوجہ ہوتے ایک مین تہا کہ میرے رب نے حکم
دیا دوسرے مین تہا کہ میرے رب نے منع کیا تیسرے مین تہا کہ غافل ہوا پہلا جو نکلتا تو اپنی حاجت
روا کرتے اور جو دوسرا نکلتا تو باز رہتے اور جو تیسرا نکلتا تو پھر اعادہ کرتے اللہ نے
اسے بھی حرام فرمایا اسلیئے کہ جو رب سے اللہ مراد ہے تو افترا ہے اللہ پر امر یا نہی کا اور جو بت
مراد ہین تو شرک ہے ف۲ اور اکلیل مین ہے کہ جو جانور بندوق کی گولی سے مرجاوے
وہ بھی موقوذہ مین ہے اور جس شکار کے کہ تیر لگا اور وہ زمین مین گر گیا وہ متردیہ مین داخل ہے
اور جو کتے کو شکار کے لئے چھوڑا اور اسنے شکار کو پکڑ کے کچھ کہا لیا وہ ما اکل السبع مین ہے اور
حضرت علیؓ سے ہے کہ جو ان سب مین اسقدر روح ہو کہ ذبح کر سکتے ہین اور وہ ہاتھ
پانو ہلاتا ہے تو اسکا کہانا روا ہے اور ان تستقسموا بالازلام سے دلیل پکڑتے ہین کہ جوا اور نجوم
اور رمل اور جو اسکے مشابہ ہے حرام ہے اور بعضون نے جو احکام مین کہ قرعہ ہوتا ہے اسکو بھی حرام
کہا ہے پر وہ قول مردود ہے **قولہ تعالیٰ** يَسْئَلُونَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ
لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ
اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ
سَرِيْعُ الْحِسَابِ **ف** تجھسے پوچھتے ہین کہ انکو کیا حلال ہے تو کہہ تمکو حلال ہین ستہری
چیزین اور جو سدہاؤ شکاری جانور دوڑانے کو کہ انکو سکہاتے ہو کچھ ایک جو اللہ نے

ان کو سکھایا ہے سو کھاؤ اس میں سے کہ رکھ چھوڑیں تمہارے واسطے اور اللہ کا نام لو
اس پر اور ڈرتے رہو اللہ سے شتاب لینے والا ہے حساب ف تفسیراً یہ میں ہے کہ طیبات سے
ستہری چیزیں مراد ہین اور ما علمتم سے معلوم ہوا کہ جو شکاری جانور سدھایا ہوا ہو اسکا شکار حلال ہے
اور خطاب ہے مسلمانوں کو اس سے معلوم ہوا کہ جو مجوسی یا بت پرست شکاری جانور چھوڑے
تو شکار حرام ہے اور جوارح سے شکاری چوپائے مراد ہین جیسے کتا یا چیتا یا عقاب اور
ذی ناب ہو یا شکاری چڑیا جیسے چرغ اور باز اور شاہین اور جو ذی مخلب ہو اور
مذہب ابو حنیفہ کا ہے کہ جوارح جراحت سے مشتق ہے پس صورتوں مین جراحت شرط ہے حلت کے
اور مکلبین کے لفظ نے یہ فائدہ دیا کہ جو جانور شکاری کو سکھلاوے اُسکو دخل بہت چاہیے
تعلیم اور تادیب مین اور اس مقام مین معلوم ہوا کہ جو شکاری جانور سدھائے ہوئے نہون تو
انکا شکار کھانا حلال نہین ہے اور کتے کا سدھانا یہی ہے کہ اُسکے آداب سے شکار کھانا چھوڑ دے
اور باز کا یہ کہ سدھانے والے کے بلانے سے یا چھڑکنے سے پھر آوے اور فکلوا مما امسکن
علیکم کی یہ معنے ہین کہ کھاؤ تم وہ شکار کہ جوارح تمہارے پاس اُسکو سالم لاوین اور کچھ اُس سے
کھایا ہوا نہو اس سے معلوم ہوا کہ کچھ اُسمین سے کھایا تو اُس شکار کا کھانا روا نہین ہے خواہ کتے وغیرہ
کا لایا ہوا ہو خواہ باز وغیرہ کا یہ مذہب ہے اکثر فقہا کا اور بعضون کے نزدیک سالم لانا شرط نہین
اور ہمارے نزدیک سباع بہائم مین شرط ہے نہ سباع طیور مین کیونکہ ایسی تادیب ضرب سے
ہوتی ہے اور طیور مین بسبب جثہ چھوٹے ہونے کی ضرب متعذر ہے بخلاف سباع بہائم کے اور
واذکروا اسم اللہ کی ضمیر ما علمتم کیطرف راجع ہے یعنی بسم اللہ کہو جب شکاریون کو چھوڑو

یا ما اسکی طرف مدعا یہ کہ بسم اللہ کہو اُن پر جب تمہارے پاس شکار لاوے
اور ارادہ ذبح کا کرو خلاصہ آیہ کا یہ ہے کہ جو کسی نے کُتے یا جُرّہ کو کسی شکار کے لئے چھوڑا وہ شکار
کئی شرطوں سے حلال ہے ایک یہ کہ وہ شکاری مسلمان یا کتابی کا سدھایا ہوا ہو دوسری یہ
کہ مجروح بھی کرے تیسری یہ کہ اُسکے چھوڑتے وقت بسم اللہ کہے چوتھی یہ کہ جو شکار اُسکے
پاس زندہ لاوے تو پھر اُسکو ذبح کرے اور جو زندہ نہ آوے تو چھوڑتے وقت بسم اللہ
کافی ہے اور جانور شکاری سدھایا ہوا نہو یا شکار مجروح نہوا یا چھوڑتے وقت بسم اللہ نکہی ہو
یا اُس پاس شکار زندہ آیا دوسرے بار ذبح نکیا یا سدھایا کُتے کے شریک ہوا دوسرا کُتا غیر
سدھایا وہ کُتا کہ اُس پر بسم اللہ نہیں کہی یا مجوسی کا کُتا تو حرام ہوگا ایسے ہی تیر انداز کا
شکار اور اکلیل میں ہے کہ اس آیہ سے طیبات کا مباح ہونا اور خبائث کا حرام ہونا معلوم
ہوا اور بوجھا گیا کہ حیوان کو سکھانا اور اُسکو مصلحت کے لئے زد و کوب کرنی روا ہے اور
صید کا پکڑنا مباح ہے اور واذکروا اسم اللہ میں جو فقط ذکر نام خدا کا حکم ہے اور اُسی پر مقتصر ہے
اس سے بعضوں نے دلیل پکڑی ہے کہ خدا کے نام کے ساتھ درود کا بھی ذکر نہو **قولہ**
تعالیٰ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ
وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ف آج حلال ہوئیں تمکو سب چیزیں ستھری اور کتاب والوں کا
کھانا تمکو حلال ہے اور تمہارا کھانا اُنکو حلال ہے **ف** تفسیر احمدی میں ہے کہ طعام سے مراد ذبائح
ہے اس قرینہ سے کہ ذبائح کے بعد مذکور ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان اور کتابی کا ذبائح
روا ہے اور بت پرست اور مجوس کا ذبائح نہیں روا اور یہ شرط نہیں کہ ذابح مرد ہو بلکہ ہر مسلمان

اور کتابی کا ذبیحہ حلال ہے بشرطیکہ یاد ہو یا اللہ کا یاد نہ ہو بشرطیکہ یہ دونوں بسم اللہ کا ضبط رکھتے ہوں اور جانتے ہوں جو اسے ہوں تو البتہ نہیں حلال ہے ۵ **قوله تعالیٰ** وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ اور اسمیں سے نکہاؤ جسپر نام نہ لیا اللہ کا اور وہ گناہ ہے ف تفسیر احمدی میں ہے کہ جو اللہ کا نام ذبیحہ میں ترک کرے تو مذہب مخالف ہیں ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جو عمدا ترک کرے تو ذبیحہ حرام ہے اور جو سہوا ترک کرے تو حلال ہے اور احمد بن حنبل نے کہا ہے اور داؤد ظاہری سے روایت ہے کہ حرام ہے عمدا ترک ہو یا سہوا ہے ۵ اور حضرت نے فرمایا کہ مسلمان کے دل کو اللہ کا نام ہر لیتا ہے اور شافعی کے دلیل کا جواب شرح وقایہ میں ہے اور امام مالک کا مذہب انکے کتب سے معلوم نہیں ہوتا اور کتب میں مذہب ہے ہدایہ اور شرح وقایہ سے بوجہا جاتا ہے کہ موافق ہے احمد اور داؤد کے اور بیضاوی اور حسینی اور کشاف سے معلوم ہوتا ہے کہ شافعی کے موافق ہیں اور شیخ عصام نے کہا ہے کہ ایک روایت میں ابو حنیفہ کے موافق ہیں **قوله تعالیٰ** وَقَالُوا مَا فِي بُطُونِ هٰذِهِ الْأَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِذُكُورِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰى أَزْوَاجِنَا وَإِنْ يَكُنْ مَيْتَةً فَهُمْ فِيهِ شُرَكَاءُ سَيَجْزِيهِمْ وَصْفَهُمْ إِنَّهُ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ط ت اور کہتے ہیں جو ان مواشی کے پیٹ میں ہو سو نرا ہمارے مرد کہاویں اور حرام ہے ہمارے عورتوں کو اور جو مردہ ہو تو اسمیں سب شریک ہوں وہ سزا دیگا ان کو ان تقریروں کی وہ حکمت والا ہے خبردار ف موضح القرآن میں ہے کہ ایک یہ مسئلہ بھی بنایا تہا کہ جانور ذبح کیا اسکے پیٹ میں سے بچہ نکلا اگر زندہ نکلے تو مرد کہاویں اور عورتیں نکہاویں اور مردہ نکلے

توسب کہا وین نے سند مسئلہ بنانا سخت گناہ ہے اُسپے انکو الزام دیا ہمارے دین مین
مرد اور عورتکا کچھ فرق نہین اگر زندہ نکلے تو ذبح کرکر حلال ہے بغیر ذبح مُردار اور اگر مُردہ نکلے اور معلوم
ہوکہ جان پڑی تہی تو امام اعظم کے نزدیک حلال نہین ہے اور تفسیر احمدی مین ہے کہ اس حکم
مین دو وجہ ہین ایک یہ جیتا بچہ جانورکے پیٹ مین مردونکو حلال ہے اور عورتون کو حرام
اور دوسری یہ کہ مُردہ بچہ دونکو حلال ہے اور اللہ کو یہ حکم ناپسند ہے شافعی کے نزدیک
یہ حکم پہلی ہی وجہ سے ناپسند ہے اُسیسے مُردے بچے مین شریک ہونا مرد اور عورتکو
اچہا جانا اور کہا ہے کہ مُردہ بچہ حلال مطلق ہے اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ یہ حکم دونو وجہ سے ناپسند ہے
اسیسے حکم کیا کہ مردہ بچہ حرام ہے مرد اور عورت پر اور کتب فقہ مین ہے کہ جو بچہ جانور کے
پیٹ مین زندہ پایا تو ذبح سے بالاتفاق حلال ہوتا ہے اور جو مُردہ پایا تو ابو حنیفہ کے
نزدیک حرام ہے اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک جو خلقت پوری ہوئی ہو تو حلال ہے
اور ماکے ذبح سے ذبح ہے **قوله تعالیٰ** وَمِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا كُلُوْا
مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطَانِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ؕ
ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ
اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ؕ وَمِنَ الْاِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ
اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ؕ ف اور پیدا کیے چوپایون مین بوجہ اٹھانے والے اور زمین سے
لگے ہوئے کہا و اللہ کے رزق مین سے اور مت چلو شیطان کے قدمون پر وہ تمہارا دشمن

صحیح ہے پیدا کئے آٹھ نر اور مادہ بھیڑین سے دو اور بکری مین سے دو پوچھ تو کہ دونو نر حرام
کئے ہین یا دونو مادہ یا جو لپٹ رہا ہے مادون کے پیٹ مین بتاؤ مجھکو علم سے اگر تم سچے ہو اور
پیدا کئے اونٹ مین دو اور گائے مین سے دو پوچھ تو دونو نر حرام کئے ہین یا دونو
مادہ یا لپٹ رہا ہے مادون کی پیٹ مین ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اسمین دلیل ظاہر ہے صاحبین
اور شافعی کی اسپر کہ جانور کے پیٹ سے بچے حلال ہین مردہ نکلین یا زندہ کیونکہ نص
مطلق ہے اور دلیل ہے ابو حنیفہ کی اسپر کہ گھوڑا اور خچر اور گدھا حرام ہے کیونکہ چوپائے سے آٹھ
قسم حلال کئے ہین اس سے معلوم ہوا کہ انکے ورے حرام ہین اگر کوئی پوچھے کہ ہرن
بھی آٹھون کے ورے ہے اور چوپایہ بھی ہے چاہئے کہ حلال نہو جواب اسکا یہ ہے کہ ہمارا
کلام ان چارپایو مین ہے کہ مانوس ہون اور گھر مین رہتے ہون اور ہرن سوائے شکار کے اور
طرح نہین پکڑے جاتے اور جاموش ظاہراً عرب مین نتھا اس لئے اسکا ذکر نہین ہے ۱۲

قوله تعالى وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ

ف اور گھوڑے بنائے اور خچر اور گدھے کہ انپر سوار ہو اور رونق اور بناتا ہے جو تم نہین
جانتے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اس آیت سے بھی ابو حنیفہ نے گھوڑے اور خچر اور گدھے
کو حرام گردانا ہے اسلئے کہ یہ منت کے مقام مین صادر ہے اور اللہ نے سواری اور زینت کا
منت رکھا ہم پر یوں نہ کہا کہ اسمین یہ نعمت بڑی ہے کیونکہ حکیم مطلق باوجود اعلیٰ کے ادنےٰ پر
منت نہین رکھتا اس سے معلوم ہوا کہ انکا کھانا نجاست ہے ۱۲

كتاب الاضحية

قوله تعالیٰ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ

ت اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اسکے رسول سے ف تفسیر احمدی مین ہے
کہ اسکے شان نزول مین بہت وجہین ہین پر دو وجہ مختار ہین ایک یہ کہ لوگون نے
عید اضحی کے دن قبل نماز اضحی کے ذبح کیا اس قیاس سے کہ عید مین صدقہ فطر کا نماز کے
قبل مستحب ہے تب یہ آیۃ آئی اور حضرت نے حکم کیا کہ اور قربانی ذبح کرین اس سے معلوم
ہوا کہ مصر مین نماز کے قبل ذبح جائز نہین ہے دیہاتین درست ہے اور شافعی کے نزدیک
جب بقدر نماز کے وقت گذرے تو ذبح جائز ہے اور دوسری وجہ یہ کہ حضرت عائشہ سے
روایت ہے کہ یہ آیۃ اسکے حق مین ہے جو شک کے دن روزہ رکھے اور اکلیل مین ہے کہ ابن
عباس نے کہا ہے کہ لا تقدموا سے یہ مراد ہے کہ خلاف قرآن اور سنت کے نہو اور حسن نے کہا ہے
کہ قربانی نکرو امام سے پیشتر اس سے دلیل ہے کہ ذبح کرنا امام کے ذبح کے بعد چاہیے اور عموم
آیہ سے بوجہا جاتا ہے کہ امر و نہی مین تعجیل منع ہے اور دلیل ہے کہ شریعت کے اتباع سب
کامون مین چاہیے قوله تعالیٰ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ت اور اسکا بدلا دیا
ہم نے ایک جانور بڑا ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اس سے ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی ہے کہ جو کوئی
اپنے لڑکے کے ذبح کی نذر کرے اسکو بکری ذبح کرنا لازم ہے اور اکلیل مین ہے کہ ذبح کی تفسیر
حدیثون مین ہیش کرہے اس سے مالکیہ نے دلیل پکڑی ہے کہ قربانی مین بکری اونٹ سے افضل ہے

کتاب الکراھة

قوله تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ

ویتخذھا ھزوا ہے اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کھیل کے باتون کے تا بچلاوین
الله کی راہ سے بن سمجھے اور ٹہراوین اسکو ہنسی ٹھٹھا بعضے کہتے کہ نضر بن حارث عجم
کی کتابین خرید کر کے لوگونکو اسکا حال بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد عاد اور ثمود کا قصہ کہتا ہے
مین رستم اور اسفندیار اور اکاسرہ کا قصہ کہتا ہون اور بعضون نے لکھا ہے کہ آپ کیان گانے والی
مول لیتا تھا جو اسلام کا ارادہ کرتا اوس سے کہتا کہ یہ اسلام سے بہتر ہین اور لہو حدیث
اگرچہ عام ہے ہر بازی لانے کو جیسی بے اصل بات اور بے اعتبار قصہ پر فتاوی حمادیہ
اور عوارف مین ہے ابن عباس اور ابن مسعود سے کہ بقسمیہ کہتے تھے کہ ہم نے حضرت سے سنا ہے
کہ اس سے راگ مراد ہے اور نزول کی دوسری روایت بھی موافق ہے اوسکے دلیل ہے
کہ راگ حرام ہے اور سورہ نجم مین فرمایا وانتم سامدون قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ مراد
یہ ہے کہ تم راگ گاتے ہو اور عوارف مین عبد اللہ بن عباس سے بقسمیہ ہے کہ اس سے مراد راگ ہے اور سورہ
بنی اسرائیل مین واستفزز من استطعت منہم بصوتک فتاوی حمادیہ اور عوارف مین مجاہد
سے ہے کہ صوت سے تغنی اور مزامیر وغیرہ مراد ہے یہ تین آیتین دلیل ہین کہ راگ مطلقاً
حرام ہے اور حدیثین صحیح معتبر اسکی حرمت پر بہت ہین اور بعض آیتین جیسی واذا سمعوا
ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق اور قول اوسکا
فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اور قول اوسکا تقشعر منہ
جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ دلیل ہے اس بات
کے قول کو سنکر بکا اور اقشعرار ہوتا ہے اس سے راگ کی مباح ہونے کی بعضون نے دلیل پکڑی ہے اور

بال بدن پر کھڑے ہونا ۱۲

بعضے حدیثین بہی اسی قبیل کی ہین بہرحال آیتین اور حدیثین راگ کی حرمت اور اباحت
مین متعارض ہین امر حقکے تحقیق کرنے ضرور ہے وہ اصولکے دو ضابطہ سے حاصل ہوتی ہے
ایک یہ کہ جب مبیح اور محرم دونو متعارض ہون اسوقت محرم پر عمل اولی ہے اور دوسرے
کہ جب دو حدیثونمین تعارض ہو ضرور ہے کہ صحابہ کے قول کیطرف رجوع کرین اور یہان
حدیثونمین تعارض ہے اور صحابہ کی قول راگ کی حرمت پر ہین ابن مسعود سے ہے کہ غنا دلمین
نفاق اگاتا ہے اور فضیل بن عیاض نے کہا ہے کہ راگ افسون ہے زناکا اور ضحاک سے ہے کہ راگ
دلمین فساد ڈالتا ہے اور خدا ناخوش ہوتا ہے اور ایمہ اربعہ بہی انکار فرماتے ہین عوارفمین ہے شافعی
سے کہ راگ لہو مکروہ ہے باطل کی مشابہ جو اسکے کثرت کرے وہ سفیہ ہے اور مردود الشہادۃ
اور مالک سے ہے کہ جو کوئی لونڈی مول لے پہر اسکو راگ گانے والی پاوے مشتری کو پہنچتا ہے
کہ اس عیب سے پہیر دے اور مذہب امام اعظم کا بہی ہے کہ راگ سننا حرام ہے غرضکہ راگ کی حرمت
پر بہت مجتہدونکا اتفاق ہے یہان تک کہ پچاس یا بہتر تک انکی گنتی ہے اور سب علماء شریعت
کے متفق ہین مطلق حرمت پر پہر بعضون نے تفریق کی ہے کہ اہل کو روا ہے اور اہل وہ ہے کہ جسکا
دل زندہ ہو اور نفس مردہ اور صاحب لہو نہو اور اسکو خلاف حق کیطرف نہ پہیرے
اور شرط ہے کہ گانے والا بہی اہل ہو اجرت کی نیت اور ریا اور سمعہ نہو اور غیر اہل کی مجلسمین
نہ جاوے یہ انکو ہوتا ہے کہ جو عارف باللہ اور حضرتکے دوست اور شریعتکے تابع
ہین اور کرامتین اور خرق عادات رکہتے ہین اور راگکے وقت ذمی اور فاسق اور امرد کو
اور عورت کو دخل نہین دیتے اسطرح خاص انہین کو حلال ہے اور جو اس زمانہ مین فاسق اور جاہل

اور طوائف وغیرہ جمع کر کے راگ سنتے ہین اور حرص نفسانی سے متلذذ ہو کر راگ والون کو
آفرین کرتے ہین اور بہت انعام دیتے ہین یہ بڑا گناہ ہے اُسکا حلال جاننے والا کافر ہے یقینی
اس فساد سے اس زمانہ کے اہل کو بھی فتوی دینا چاہیئے قولہ تعالیٰ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ
فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ بات ت ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت
اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے سو اُن سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو ف
اور مدارک مین ہے کہ میسر عرب کی یہان نام ہے دس تیرونکا اُنمین سے جو سات تھے
اُنپر خط کھینچے تھے اور حصے مقرر تھے جیسے کہ فذ کا ایک حصہ تہا اور توام کے دو حصے اور
رقیب کے تین حصے اور حلس کے چار اور نافس کے پانچ اور مسبل کے چھہ اور معلی کے سات اور تین
خالی تھے کچھہ انکا حصہ نتہا ایک سفیح دوسرا منیح تیسرا وغد اُن سبکو ایک خریطہ مین ڈالکر
ہلاتے تھے پھر ہاتھ ڈالکر کسیکے نام پر ایک تیر نکال لیتے تھے جس حصہ کا تیر جسکے نام پر نکلتا تو
اُسے قدر پاتا اور جو بے حصہ والا نکلتا تو کچہہ نہ پاتا اور جو اُسمین باقی رہتا فقرا کو دیتے
آپ نکہاتے اور بہت فخر سمجھتے اور میسر مین نرد اور شطرنج وغیرہ داخل ہے اور تفسیر احمدی مین
ہے کہ شطرنج اور نرد مین جو قمار ہو تو حرام ہے اور جو قمار نہو تو نرد بالاتفاق حرام ہے اور شطرنج ہمارے
نزدیک حرام ہے اور شافعی کے نزدیک مباح ہے بشرطیکہ نماز اور اسلام سے مانع نہو خلاصہ
یہ قمار کے ساتہہ جو کچہہ ہو وہ حرام ہے اور بدون قمار کے جسمین نص قطعی ہے وہ حرام ہے
بالاتفاق اور جسکے دلیل مین شبہہ ہو اسمین اختلاف ہے اور شراب کے حرمت کا بیان کتاب الا

منتہی ہین

سترہ مین مفصل ہوگا قولہ تعالی فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ
الظّٰلِمِیْنَ ۝ ف تو نہ بیٹھ بعد نصیحت کے نا انصاف قوم کے ساتھ ف تفسیر
احمدیہ مین ہے ظالم عام ہے بدعت والا ہو یا فاسق یا کافر انکے پاس بیٹھنا منع ہے صاحب ہدایہ نے
کتاب الکراہیۃ مین کہا ہے کہ جو مسلمان دعوت کے مقام مین جاوے اور اُس مقام مین بازی
یا راگ ہو اگر یہ حال اُسکو پہلے ہی سے معلوم ہے تو اُس مقام مین نجاوے اور جو نہین جانتا
اور گیا اگر منع پر قادر ہو تو منع کرے اور جو قادر نہو تو اگر ایسا ہی بزرگ ہے کہ لوگ اسکی اقتدا
کرتے ہین چلا آوے اور کہانا نکہاوے اور اگر بزرگ نہین ہے تو اگر بازی وغیرہ دستر خوان
ہے تو نہ بیٹھے اور جو وہ اُس سے دور ہو تو بیٹھنا اور کہانا اُسکا درست ہے قولہ تعالی
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ
بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ ف اے ایمان والو اگر آوے
تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو کہین جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پہر کل کو
لگو اپنے کئے پر پچہتانے ۝ ف تفسیر احمدیہ مین ہے کہ اِس سے دلیل ہے کہ فاسق کی خبر
واجب التوقف ہے اور عادل کی خبر گو ایک ہی ہو بلا توقف مقبول ہے اور خبر واحد
کئی شرطون سے حدیث کے باب مین واجب العمل ہوتی ہے وہ یہ کہ مخبر مین اسلام ہو
اور عدالت اور عقل اور ضبط فاسق اور کافر اور لڑکے اور معتوہ کی خبر واجب العمل نہین
ہے پر غیر حدیث مین جیسے دین کی بات ہو مثلاً کہانے کی حلت یا حرمت کی خبر
یا پانی کی طہارت یا نجاست کی خبر محمد کے نزدیک سامع کو تحری ثابت ہے اگر سچا جانے تو

غسل کرے اس سے ہی کہ جو پانی کی نجاست سے خبر دے اور سامعہ نے سچا پایا تو تیمم
کرے یا ایسا معاملہ ہو کہ جسمین الزام نہو جیسے وکالت یا اذن تجارت وہان عاقل کی خبر
معتبر ہی عادل ہو یا فاسق لڑکا ہو یا بالغ کافر ہو یا مسلمان یا جو اسمین ہر طرح الزام ہو جیسے
خصومتون کی حقوق اسمین عدالت اور لفظ شہادت اور اہلیت بالولایت معتبر ہی
اور جو اسمین ایک وجہ الزام ہو اور ایک وجہ سے نہو جیسے وکیل کا تغیر کرنا یا ماذون کو اذن
منع کرنا تو وہان سے شہادت کے دو چیزون سے ایک چیز معتبر ہی یا دو مرد یا دو عورتین
اور ایک مرد یا ایک عادل ہو قولہ تعالی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاکِفُ فِیْہِ
وَالْبَادِ وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ؕ ت جو لوگ منکر
ہوئے اور روکتے ہین اللہ کی راہ سے اور ادب والی مسجد سے جو ہم نے بنائی سب لوگون کے
واسطے برابر ہی اسمین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اسمین پہلے پڑے راہ سے شرارت
اسے ہم چکہا دینگے ایک دکہ کی مار ف تفسیر احمدی مین ہی کہ شافعی مسجد الحرام سے
نفس مسجد مراد لیتے ہین اور حنفیہ مکہ مراد لیتے ہین اس صورت مین دلیل ہی کہ مکہ کی زمین بیچنا
بیچا نہئے یہ ہی مذہب ابی حنیفہ کا خلاف شافعی کے اور صاحب ہدایہ نے نقل کیا ہی کہ مکہ کے
گہر بیچنا درست ہی اور زمین مکروہ ابو حنیفہ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جسطرح بنا کی
بیع درست ہی ویسی ہی زمین کی بھی اور کشاف وغیرہ مین ہی کہ مکے کے گہر بیچنا درست
نہین ہی اسمین تنافع ہوا اور سعید بن جبیر سے ہی کہ الحاد فی الحرم سے احتکار مراد ہی

فصل ستر عورت کا بیان ہے قوله تعالى قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ
يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ
اَوْ اٰبَائِهِنَّ اَوْ اٰبَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ
اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَائِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ
غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ
النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ
وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ف کہہ دے ایمان والونکو
نیچے رکھین ٹک اپنی آنکھین اور تہامتے رہین اپنی ستر اسمین خوب ستہرائی ہے انکی اللہ
کو خبر ہے جو کرتے ہین فائدہ تہامتے رہین ستر یعنے نہ کسیکا ستر دیکھین نہ اپنا دکہاوین اور یہ حکم
جو کرتے ہین کفر کی رسمین مٹا اسکے قید تہی اور کہہ دے ایمان والیونکو نیچے رکھین ٹک اپنی
آنکھین اور تہامتے رہین اپنی ستر اور نہ دکہاوین اپنا سنگار مگر جو کہلی چیز ہے اسمین سے اور ڈالین
اپنی اوڑہنی اپنی گریبان پر اور نہ کہولین اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا خاوند کے
باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بہائی کے یا اپنے بہتیجون کے
یا اپنے بہانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتہہ کے مال کے یا کمیرون کے جو مرد کچہہ
غرض نہین رکہتے یا لڑکون کی جنہونے نہین پہچانی عورتون کی بہید اور نہ دہمکا دین اپنے

دونہی بیبیون کو پردہ کا حکم کیا اور ابن مکتوم کے اندھا پن کا عذر قبول نفرمایا اور ولا یبدین زینتھن
مین جو لفظ زینت کا ہے اُس سے شافعی نے سرمہ اور زیور وغیرہ مراد لیا اس صورت مین معنے
یہ ہین کہ اجنبی کو اپنی سنگار نہ دکھاوین مگر جو خود بخود کھل جاوے کاموں کیوقت تو اندیشہ نہین
جیسی انگلیون سے انگوٹھی یا آنکھ سے سرمہ یا ہتھیلی سے خضاب اور ہمارے نزدیک
زینت کا محل مراد ہے یعنے سر اور کان اور گردن اور سینہ اور دونو بازو اور ہتھیلی کہ ان مین
تاج اور قرط اور قلادہ اور حمیل اور کنگن اور گوجری پہنتی ہین اور معنے یہ ہین کہ ان عضا
ظاہر نکرین پر جو عضو کہ ضرورت سے کھلے رہتے ہین جیسے چہرہ اور ہتھیلی فقط انکا کھولنا مضائقہ
نہین کیونکہ ان دونو عضو کے ستر مین گواہی اور محاکمہ اور نکاح وغیرہ مین حرج ہے اور صحیح یہ ہے
کہ قدم کا کھلنا بچاہئے پر بعضون کے نزدیک جائز ہے کہ عورت مرد اجنبی شہوت والے سے
ان اعضا کو چھپا آوے جو اُسکے غیر ہے اُس سے چھپانا ضرور نہین ہے اور بارہ شخص مستثنی ہین
بعضے زوجیت کے سبب جیسی زوج کہ اسکو سارا بدن تا آنکہ فرج بھی دیکھنا روا ہے اور بعضے
اسلئے کہ عورتون کو انکی آمد و رفت مین حاجت بہت ہے اور انسے فتنہ کا ڈر بھی نہین ہے
یا حرمت مصاہرت کے سبب جیسے زوج کا باپ اور بیٹا تا محرمیت کے سبب جیسے اُسکے باپ
اور بیٹے اور بھائی اور بھتیجے اور بھانجے یہ عام ہین محارم نسبتی ہوون یا محارم رضاعی اور
دادا باپ مین اور پوتا بیٹے مین داخل ہے اور چچا ماموں کا ذکر نہین ہے اسلئے کہ محارم مین
داخل ہین اور بعضون کے نزدیک مستثنی سے خارج ہین کیونکہ جو موضع زینت کا دیکھین
احتمال ہے کہ اپنے بیٹون سے کہین تو وجہ فساد کا ہو اور بعضے اس جہت کہ وہ ہم جنس ہین جنکی

طرف اشارہ ہے اور نسا نعت اکثر اسپر ہے کہ نسلے مسلمان عورتین مراد ہین اسمین

پوچھا گیا التابعین اور جو سید او وشنیہ کو دکھانا نہین روا ہے اور بعضون کے نزدیک عام ہے اور

صاحب مدارک نے خاص حرہ مراد لی ہے اسمین پوچھا گیا کہ غیر کے لونڈیکو بھی زینت دکھانی

کیا ہے کیونکہ جو اسکی لونڈی ہو تو اسکا ذکر او ما ملکت ایمانھن مین ہے یہ شافعی کے ایک

قول مین اور امام مالک کے نزدیک عام ہے لونڈی ہو یا غلام اور ہمارے نزدیک خاص

لونڈیکو اسمین پوچھا گیا کہ ہمارے نزدیک غلام کو سیدہ کا زینت کا مقام دیکھنا حرام ہے تصریح ہے

مدارک اور ہدایہ مین اور بعضون نے کہا ہے جو بہتر کا ہے تو اُسپر اظہار زینت کیا اور جو نہو تو نہین

پر ما ملکت کافرہ اور مسلمہ کو البتہ عام ہے اور بعضے اسلئے کہ شہوت والی نہین ہے بڑی

ہوان یا لڑکی اور خصی اور مجبوب کو بعضون نے تابعین غیر اولی الاربۃ مین داخل کیا اور ہمارے

نزدیک نہین داخل اور ولا یضربن بارجلھن کی یہ معنے ہین کہ زمین پر پانو مار کر یا ایک پانو

دوسری پر مار کے نہ چلین تو گوجری وغیرہ کی آواز معلوم نہو حضرت نے فرمایا ہے خدا ایسے

لوگونکی دعا قبول نہین کرتا جو اپنی عورتونکو گوجری پہناتے ہین

کتاب الاشربۃ

قولہ تعالیٰ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ مِنْهُ سَكَرًا وَرِزْقًا

حَسَنًا **ت** اور میوون سے کھجور کے اور انگور کے بناتے ہو اُس سے نشا اور روزی خاصی

ف تفسیر احمدی مین ہے کہ بعضون نے سکر سے شراب مراد لی ہے اسصورت مین منسوخ ہے

اور بعضون نے نبیذ مراد لی ہے اور نبیذ یا نعوہ کہ جو انگور اور منقی اور خرمے کا شیرہ یکا ہین یہانتک

کو دو ثلث جل جاتا ہے تب باقی چھوڑ دیتے ہیں وہ سخت ہوتا ہے شیخین کے نزدیک
جبتک نشہ کو نہ پہنچے حلال ہے اور زبیب و تمر سے سرکہ اور وہ شراب اور خرما اور منقی جو کہ
اور شراب کے حق میں چار بار حکم ہوا پہلے یہ آیہ ارشاد ہوئی اس سے پوچھا گیا کہ مطلقاً حلال ہے
پھر حکم ہوا قل فیہما اثم کبیر و منافع للناس اس سے معلوم ہوا کہ اسمین گناہ ہے پھر حکم ہوا یا ایہا الذین
امنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکاری اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے وقت شراب حرام ہے
بعد اسکے یہ آیۃ آئی یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر الآیہ اس سے صراحت اسکا حرام ہونا
معلوم ہوا شراب کی ماہیت میں اختلاف ہے ہمارے نزدیک انگور کا پانی جب جوش دیا
جاوے اور شدید ہو اور کف لاوے وہ شراب ہے پر صاحبین کے نزدیک قذف بالزبد شرط
نہیں ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک شرط ہے اور فتوی اسی پر ہے اور بعضوں کے نزدیک نام ہے
نشہ والی چیز کا اور ہمارے نزدیک شراب بعینہ حرام ہے اور بعضوں کے نزدیک نشہ کی سبب
حرام ہے اور نجس ہے نجاست غلیظہ اسکا حلال جاننے والا کافر ہے مسلمان کو اسکی قیمت
والنی حرام ہے اور نفع اسکا حرام ہے اسکے پینے والے کو حد واجب ہے گو نشہ نہ لاوے اور جو اسکو
پہیکا وے اسکی حرمت نہیں جاتی پر سرکہ بنانا اسکا درست ہے ہمارے نزدیک بخلاف
شافعی کے **قولہ تعالی** یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی
حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰی تَغْتَسِلُوْا **ف**
اے ایمان والو نزدیک نہو نماز کے جب تمکو نشا ہو جبتک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو اور نہ جب
جنابت ہو مگر راہ چلتے ہوئے جبتک کہ غسل کر لو **ف** تفسیر احمدی میں ہے اس سے معلوم ہوا

اور تیزنگیا بات میں حد نہیں ہے اشد کا نا زجر ہے ابو یوسف صاحب کے نزدیک بھی یہی ہے
وجیہ صاحب کے لئے اور ابو حنیفہ کے بھی نشا صحو و خمار کے حق میں اور وجیہ حد کے
لئے وہ ہے کہ نطق ایسا بہکے جس سے مرد اور عورت نہ پہچانے اور صاحبین و شافعی کہتے ہیں کہ
وجیہ حد کے لئے وہ ہے کہ اسکی چال اور حرکات میں لڑکھڑاہٹ ہو اور اسکا ذکر ہے
ہدایہ کی باب حد الشرب میں مفصل اور کشاف اور بیضاوی میں بھی ہے یہاں
یا نجاست کا نشہ مراد ہے

کتاب الجنایات والدیات

قوله تعالى وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا
خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ
كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ
بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

اور مسلمان کا کام نہیں کہ مار ڈالے مسلمان کو مگر چوک کر اور جس نے مارا مسلمان کو چوک کر
تو آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی اور خونبہا پہنچانا اسکے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ خیرات کریں
پھر اگر وہ تھا ایک قوم میں کہ تمہارے دشمن ہیں اور آپ مسلمان تھا تو آزاد کرنی گردن
ایک مسلمان کی اور اگر وہ تھا ایک قوم میں کہ تم میں اور انمیں عہد ہے تو خونبہا پہنچانا اسکے
گھر والوں کو اور آزاد کرنی گردن ایک مسلمان کی پھر جسکو پیدا نہو تو روزے ہیں دو مہینے

لگے بخشوانے گو اللہ سے اور اللہ جانتا سمجھتا ہے ف موضح القرآن مین ہے کہ خون کی صورتین کئی ہین یہان وہ مذکور ہے کہ مسلمان کو کافرون مین امتیاز نکیا اور مار ڈالا ہر طرح خطا کے قتل مین دو چیزین لازم ہین ایک تو آزاد کرنا بردہ مسلمان اور مقدور نہو تو روزے دو مہینے کے متصل یہ اپنی تقصیر کا تدارک ہے اللہ کی جناب مین دوسری خون بہا ادا کرنا اسکے وارثون کو یہ انکا حق ہے وہ اگر خیرات کر کر چھوڑ دین تو مختار ہین سو اگر اسکے وارث مسلمان ہین یا کافر ہین لیکن صلح رکھتے ہین تو ادا کرنا واجب ہے اور اگر کافر ہین اور دشمن ہین تو واجب نہین خونبہا مذہب حنفی مین مسلمان کی دو ہزار سات سو چالیس روپیہ ہین تخمیناً اور دیتے آتے ہین قاتل کے برادری کو تین برس مین بتفریق ادا کرین اور تفسیر احمدی مین ہے کہ خطا سے مومن کو مارا یا ذمی کو اور مومن یا مسلمانون سے ہے یا جیون سے کہ اپنے ایمان کو چھپاتا رہے جو مومن کو مارا وہ مسلمان کی ذیل مین سے ہے تو اسکا حکم شروع آیہ مین ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور مقتول کے وارثون کو خونبہا دے پر جو مقتول کے وارث خون بہا معاف کرین تو فقط غلام آزاد کرنا اسپر واجب ہے اور کفارہ قتل مین غلام کا اسلام شرط ہے کافر غلام آزاد کرنا روا نہین اور اور کفارہ یمین کافر بھی درست ہے کیونکہ قید ایمان کی منصوص ہے ف الاکلیل مین ہے کہ آیہ سے معلوم ہوا کہ مومن کے قتل کرنے مین گناہ ہے اور جو خطا سے یہ حرکت ہوئی تو گناہ نہین اور الا ان یصدقوا سے معلوم ہوا کہ اہل دیت کو ابرا روا ہے اور الیٰ اہلہ سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ مقتول کی زوجہ بھی دیت مین وارث ہوتی ہے کیونکہ وہ بھی اہل مین سے ہے اور بعضون نے حجت کی ہے کہ جو قاتل ہو مقتول کے اہل سے ہو تو

ہوتا ہے اور عموم آیت شامل ہے امام کو بھی جو خطا سے کسیکو مارے اور عموم ہے اس باب میں ہے
دلیل پکڑی کہ غلام کے قتل میں بھی خونبہا اور کفارہ چاہیے اور لڑکا اور دیوانہ جو قتل کرے
تو اسپر بھی کفارہ ہے اور جو قتل میں شریک ہو ہر ایک پر کفارہ کامل ہے اور ابو حنیفہ نے دلیل پکڑی
ہے کہ مسلمان اور ذمی کا خونبہا برابر ہے یہودی ہو یا نصرانی یا مجوسی کیونکہ اللہ نے دونون قتلون مین
کفارہ اور خونبہا مذکور فرمایا تو واجب ہے جسطرح کفارہ مین برابر ہین دیت بھی خونبہا مین برابر ہون
اور رقبہ مومنہ سے دلیل پکڑی ہے کہ وہ غلام مومنین سے اضعف آزاد کرنا نہین روا ہے
اور دلیل ہے کہ ولد الزنا کا آزاد کرنا روا ہے اور آیت مین ہے کہ جو غلام نپاوے تو دو مہینے پے درپے
روزے رکھے اور جب کفارہ غلام آزاد کرنے یا روزے رکھنے پر موقوف ہوا تو اُس
بوجہا گیا کہ قتل کے کفارہ مین کہانا کہلانا نہین ہے قوله تعالیٰ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ
عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلَی الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَی بِالْأُنْثَی فَمَنْ عُفِیَ لَهُ
مِنْ أَخِیهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَیْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِکَ تَخْفِیفٌ مِنْ رَبِّکُمْ
وَرَحْمَةٌ فَمَنِ اعْتَدَی بَعْدَ ذَلِکَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِیمٌ وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیَوٰةٌ یَا أُولِی الْأَلْبَابِ
لَعَلَّکُمْ تَتَّقُونَ ۝ ف اے ایمان والو حکم ہوا تم پر بدلا برابر مارے گیون مین صاحب کے بدلے
صاحب اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پھر جسکو معاف ہوا اسکے
بھائی کے طرفسے کچھہ ایک تو چاہیے مرضی پر چلنا موافق دستور کے اور پہچانا اُسکو نیکی سے
یہ آسانی ہوئی تمہاری رب کے طرفسے اور مہربانی پھر جو کوئی زیادتی کرے بعد اسکے
تو اُسکو دکھہ کی مار ہے اور تمکو قصاص مین زندگی ہے اے عقلمندو شاید تم بچتے رہو

قصاص کا بیان یعنی خون کا بدلہ ۱۲

سے لفظ کتب سے اور کتب کے لفظ سے دلیل ہے کہ عمداً مین قصاص واجب ہے اور اس صورت
مین رد ہے شافعی پر کہ وہ کہتے ہین قصاص اور دیت مین مقتول کے وارثون کو اختیار ہے
اور فمن عفی له من اخیه شیٔ کے دو وجہ ہین پہلی یہ کہ فمن عفی له سے قاتل اور من اخیه سے
مقتول کا ولی اور شیٔ سے عفو کرنا بعض خون کا یا عفو کرنا بعض ورثہ کا مراد ہے مدعا یہ کہ جو قاتل کو مقتول کا
ولی کچھ خون معاف کرے یا ورثہ مین سے بعض اپنا حصہ معاف کرے تو واجب ہے کہ طالب
قاتل کی اتباع کرے اور مطالبہ جمیل اور قاتل اسکو خوب ادا کرے اور دوسری یہ کہ عفی
بمعنے اعطی ہو یعنے دیا گیا اور لفظ من سے مقتول کا ولی اور من اخیه سے قاتل اور شیٔ سے مال مراد
ہو اور الیه کی ضمیر راجع ہو من کیطرف معنے یہ ہین کہ جو مقتول کے ولی کو قاتل نے کچھ مال دیا بطریق صلح کے
تو واجب ہے کہ مقتول کا ولی بغیر تکلیف کے اور قاتل بیدرنگ کے ادا کرے اس صورت مین آیہ بیان ہے
صلح علی المال کے لئے اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مقتول کے ولی جو قصاص معاف کرین
تو بلا عوض ساقط ہوتا ہے اور جو مال پر صلح کرین تب بھی قصاص ساقط ہوتا ہے پر مال واجب
ہوتا ہے اور جو بعضے وارثون نے معاف کیا یا مال پر صلح کی تب بھی قصاص ساقط ہوتا ہے
پر اورونکا حصہ دیت کا باقی ہے صلح والیکو مال ہے یا اور معاف کرنے والیکو کچھ نہین ہے اور شافعی
کا یہ مذہب ہے کہ جو ولی بالکل قصاص یا بعض معاف کرے تو اسکو روا ہے کہ قاتل کا پیچھا کرے
دیت کے لئے امام زاہد نے شافعی پر رد کی ہے کہ باوجود ترک قتل کی دیت کا لینا عفو نہین اور
ذلك تخفیف من ربكم اس لئے فرمایا کہ توریت مین فقط قصاص تھا اور انجیل مین فقط عفو
اس امت کے لئے تخییر فرمائی قصاص اور عفو مین اور فمن اعتدی سے یہ مراد ہے کہ قاتل عفو کے بعد اور لو

قتل کریں یا مقتول کے قاتل کے غیر کو قتل کریں یا دیت کے بعد قصاص چاہیں ف

باب القصاص فی النفس و فیما دون النفس

قوله تعالیٰ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ت

اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جی بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلا برابر پھر جس نے بخش دیا تو اس سے وہ پاک ہوا اور جو کوئی حکم نہ کرے اللہ کے اتارے پر سو وہ لوگ ہیں بے انصاف ف اس آیہ میں بیان ہے قصاص نفس کا اور قصاص ما دون النفس کا پہلا بیان ہے النفس بالنفس کہ وہ ناسخ ہے الحر بالحر والعبد بالعبد والانثی بالانثی کا کما ابو حنیفہ کے نزدیک تو جائز ہے حر کو عبد کے عوض قتل کریں یا مرد کو عورت کے عوض خلاف شافعی کے اور النفس بالنفس سے دلیل ہے کہ مسلمان ذمی کے عوض قتل ہوا اور دوسرا بیان ہے العین بالعین الخ فقہا نے کہا ہے کہ جیسے کسی کی آنکھ میں ایسا مارا کہ روشنی جاتی رہی پر آنکھ قائم ہے اس سے قصاص کی یہ صورت ہے کہ آئینہ گرم کر کے سامنے کے چہرہ پر روئی تر رکھ کے آنکھ کے مقابل کریں تو اس کی روشنی جاتی رہے یہ طریقہ صحابہ کا ہے اور جو آنکھ نکال ڈالے تو قصاص نہیں کیونکہ اس میں کلیہ ہے کہ جب مماثلت باقی رہتی ہو تو قصاص ہے اور جو نہ رہتی ہو تو نہیں اور اس صورت میں حفظ مماثلت نہ ہوا ہے اور جیسے کسی کی زبان جڑ سے کاٹ ڈالا تو کا

سینے کاٹا جاوے اور جو ہاتھ کاٹا تو اسکے عوض نہ کاٹا جاوے کیونکہ مماثلت کی حفاظت
نہین ہو سکتی اور کان جس طرح سے کاٹا جاوے اسکے عوض مین قطع ضرور ہے کیونکہ یہان مماثلت
محفوظ رہتی ہے ایسا ہی جو دانت اکھاڑ ڈالا تو اسکے عوض دانت اکھاڑا جاوے اور جو ریت دیا
تو ریتا جاوے کیونکہ حفظ مماثلت اس طرح ہو سکتی ہے اسی ضابطہ سے فقہا نے کہا ہے کہ دانت کے سوا
اور ہڈیون مین قصاص نہین اور جو ہاتھ کٹی کے جوڑ سے کاٹے تو اسکے عوض مین قطع ہے اور جو نصف
ساعد سے کاٹے تو قطع نہین ایسا ہی جو پانو جوڑ سے قطع کرے تو قصاص ہے اور جو جوڑ سے
نہ قطع کرے تو قصاص نہین اور زبان اور ذکر مین قصاص نہین اور ابو یوسف کہتے ہین جو
جڑ سے کاٹے تو قصاص ہے ہم کہتے ہین کہ ذکر منقبض اور منبسط ہوتا ہے اسمین مساوات کا اعتبار
نہین ہو سکتا پر جو حشفہ سے کاٹے تو قصاص ہے کیونکہ قطع کا موضع معلوم ہے اور جو تھوڑا حشفہ کاٹا
اور تھوڑا اوپر تو قصاص نہین اور فمن تصدق سے اشارہ ہے کہ جب ولی مقتول قصاص معاف
کرے تو ساقط ہوتا ہے

کتاب الوصایا

قوله تعالى كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا
الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَمَا
سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِينَ يُبَدِّلُونَهُ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ فَمَنْ خَافَ
مِنْ مُوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

فرض کیا گیا ہے تمپر جب حاضر ہووے کسیکو تم مین سے موت اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کرنا ماں باپ کو اور ناتے

مین عمداً ایسا ہو وصی یا حاکم یا وارث یا اور جو مطلع ہو ایسی وصیت پر اسکو عدل سے جاری کرے اور بوجھا گیا کہ فمن بدلہ بعد ما سمعہ خاص ہے اُسی وصیت کے حق مین کہ جو انصاف سے ہوا اور معلوم ہوا کہ جو صلح کروا دے آپسمین اور خود اُمین داخل ہوا کہ حق مین زیادتی یا نقصان ہوا بنا مندی تو رخصت ہے اور معلوم ہوا کہ اجتہاد جائز ہے اور گمان غالب پر عمل کرنا درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو تہائی سے زیادہ وصیت کر گیا تو وصیت باطل نہین جیسے بخلاف اُنکے کہ جنہنے بطلان کا گمان کیا پر جو وصیت سے زیادہ ہے اُسقدر البتہ باطل ہو گی

کتاب المیراث

قولہ تعالیٰ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ت اللہ کہہ رکھتا ہے تمکو تمہارے اولاد مین مرد کو حصہ برابر ہے دو عورتون کے پھر اگر نری عورتین ہون دو سے اوپر تو انکو دو تہائیان جو چھوڑ مرا اور اگر ایک ہے تو اُسکو آدھا اور میت کے ماباپ کو ہر ایک کو دونو مین چھٹا حصہ جو چھوڑ مرا اگر میت کی اولاد ہے پھر اگر اُسکو اولاد نہین اور وارث ہین اُسکے ماباپ تو اُسکی ماکو تہائی پھر اگر میت کے کئی بھائی ہین تو اُسکی ماکو چھٹا حصہ پیچھے وصیت کے جو دلوا مرا یا قرض کی تہائی

باپ اور بیٹے تمکو معلوم نہین کون تمسے بہت پہنچتے ہین تمہارے کام مین حصہ باندھا اللہ کا بیشک
اللہ خبردار ہے حکمت والا ف موضح القرآن مین ہے کہ اس آیت مین وہ میراثین فرمائین اولاد کی
اور ماں باپ کی اولاد اگر ملے ہین مرد اور عورت تو مرد کا دوہرا حصہ عورت کا اکہرا اور اگر فقط عورتین ہین بیٹیان
تو ایک کو آدھا مال اور زیادہ ہون تو دو تہائی برابر بانٹ لیوین اور ماں کا حصہ اگر میت کو اولاد ہے
یا بہائی بہن ہین ایک سے زیادہ تو چھٹا حصہ اور اگر وہ نہین نہین تو تہائی اور باپ کا حصہ اگر
میت کو اولاد ہے تو چھٹا حصہ اور اگر اولاد نہین تو عصبہ ہوا اور میت کا مال اول اسکے دفن
اور کفن کو لگاوے جو کچھ بچے وہ اسکے قرض مین دیوے جو کچھ بچے تو اسکی وصیت مین
ایک تہائی تک لگاوے اسکے بعد میراث کے حصے ہین اور ان حصون مین عقل کا دخل
نہین اللہ صاحب نے مقرر فرمائے وہ سب سے دانا ہے اور اکلیل مین ہے کہ یہ آیت اصل ہے فرائض
مین دلیل پکڑی ہے جسنے کہا ہے کہ بیٹے کی اولاد حکم اولاد مین ہے بالاجماع اسکو ترکہ دیا جاتا ہے
اور بیٹی کی اولاد حکم اولاد مین نہین ہے اور جب بیٹی اور بیٹا دونو ہون تب بیٹے کو دو تہائی
اور بیٹی کو ایک تہائی چاہئے اور جو تین لڑکیان یا زائد ہون انکو دو تہائی اور جو دو لڑکی ہون
اسکا حکم قرآن مین مذکور نہین ہے ابن عباس نے کہا ہے کہ آدھا چاہئے کیونکہ دو تہائی کے دینے
کے لئے شرط کیا ہے اللہ نے کہ دو سے زیادہ ہون اور اور لوگون نے کہا ہے کہ دو تہائی چاہئے
پھر اختلاف ہے کہ بعضون نے کہا ہے کہ یہ حکم حدیث سے ثابت ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ دو بہنون کی تہائی
کی قیاس پر کہ وہ دو ہون یا تین یا زیادہ برابر ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ علاتی بہنون کے قیاس
پر ہین کیونکہ ان مین سے جو ایک ہو اسکو آدھا ہے اور دو کو دو تہائی اور یہ اولی ہے الخ سے

معلوم ہوا کہ ہر ایک کو باپ سے چھٹا حصہ ہے جب میت کے ولد ہو لڑکی ہو یا لڑکا بہت
ہوں یا ایک اور اسکے کوئی لڑکا ہو تو ماں کو ایک تہائی اور باپکو دو تہائی اور ابن عباس نے
فلامہ الثلث کے ظاہر سے دلیل پکڑی کہ جب میت زوج اور ابوین یا زوجہ اور ابوین چھوڑ
مرا تو اسکے ماں کو ثلث ہی دینگے ماں کی میراث باپ کے میراث پر زیادہ ہوگی اور آیت
معلوم ہوتا ہے کہ میت کا باپ جو موجود ہو تو ماں کے حصہ کے بعد مابقی لیوے میت کے بہائیونکو
کچھ نہین اور جو باپ موجود نہو ماں کے حصہ کے بعد انکا حصہ ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ باوجود باپ کے
چھٹا حصہ بہائیونکو چاہیے اور اخوۃ کے ظاہر سے بعضون نے دلیل پکڑی کہ ماں کو محجوب اسوقت
کرینگے کہ تین سے کم نہو اور اسکے ظاہر سے یہ بھی دلیل پکڑی ہے کہ حاجب بہائی ہوتے
ہین بہن نہین کیونکہ اخوۃ کا اطلاق خاص مردون پر ہے یہ جمہور خلاف ان دو صورتونکے
ہین اور وصیت ذکر مین مقدم ہے دین پر اس سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ ترکہ مین وصیت
بھی مقدم ہے دین پر اسکا یہ جواب ہے کہ وصیت کو ذکر مین اسلئے مقدم کیا تا اسکے اجرا مین
لوگ سستی نکرین اور عموم وصیت سے دلیل پکڑی ہے بعضون نے کہ وصیت جائز ہے قلیل ہو
یا کثیر یہان تک سارے مال پر بھی ہو اور جائز ہے وارث کے لئے گو وہ حربی ہو یا ذمی اور من بعد
وصیۃ یوصی بہا اور دین کے لفظ سے دلیل ہے کہ قرض منع کرتا ہے وارث کو ترکہ کے ملک سے
اور بعضون نے دلیل پکڑی کہ دین حج اور دین زکوۃ کا میراث پر مقدم ہے کیونکہ قول اسکا او دین
عام ہے **قولہ تعالی** وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ
لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ

مِّمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ
مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ؕ ف اور انکو آدھا مال جو چھوڑ مرین تمہاری
عورتین اگر نہو انکو اولاد پہر اگر انکو اولاد ہی تو تم کو چوتہائی مال جو چھوڑا بعد وصیت کے جو دلوا مرین یا قرض
کی اور عورتون کو چوتہائی مال جو چھوڑ مرو تم اگر نہو تمکو اولاد پہر اگر تمکو اولاد ہی تو انکو آٹھوان حصہ جو کچھ
تم نے چھوڑا بعد وصیت کے جو تم دلوا مرو یا قرض کی ف موضح القرآن مین ہی کہ یہان تک مرد
اور عورت کی میراث فرمائی عورت کے مال مین مرد کو آدھا ہی اگر عورت کو اولاد نہین اور اگر
اولاد ہی اس مرد سے ہو یا اور سے تو مرد کو چوتہائی اور اسیطرح مرد کے مال مین عورتکو چوتہائی اگر مرد کو
اولاد نہین اور اگر اولاد ہی تو عورتکو آٹھوان حصہ ہی ہر جنس مالمین نقد یا جنس سلاح یا زیور یا حویلی
یا باغ باقی عورتکا مہر میراث سے جدا ہی قرض مین داخل ہی اور اکلیل مین ہی کہ زوجہ کو زوج کے
مالمین چوتہائی یا آٹھوان ہی خواہ ایک زوجہ ہو خواہ بہت اور زوج کو ولد زوجہ کا محجوب کرتا ہی
آدھی سے بلکہ اوسوقت چوتہائی دین گے لڑکا ہو یا لڑکی اسی خاوند سے ہو یا اور سے اور
ایسا ہی زوجہ کو ولد زوج کا محجوب کرتا ہی چوتہائی سے بلکہ اوسوقت آٹھوان حصہ دین گے
وہ ولد اسی زوجہ سے ہو یا اور سے اور فان کان لکم ولد سے ابن عباسؓ دلیل پکڑی ہی
کہ ولد کا ولد حاجب نہین ہوتا **قوله تعالیٰ** وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّورَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ
وَّلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ
فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصٰى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ
عَلِيمٌ حَلِيمٌ ؕ ف اور اگر جس مرد کی میراث ہی باپ بیٹا نہین رکھتا یا عورت ہو اور

اُسکا ایک بہائی ہی یا بہن تو دونومین ہر ایک کو چہٹا حصّہ پہر اگر زیادہ ہوئے اِس سے
تو سب شریک ہین ایک تہائی مین بعد وصیت کے جو ہو چکی ہی یا قرض کے جب اورونکا
نقصان نکیا ہو یہ رکہا اللہ نے اور اللہ سب جانتا ہی تحمل والا ف موضح القرآن مین ہی کہ بیان
میراث فرمائی بہائی بہن کی سو بلکہ پیچہ اور بیٹے کے ساتہہ بہائی اور بہن کو کچہہ نہین جب
باپ بیٹا نہو تب بہائی بہن کو پہنچے بہائی بہن تین طرح ہین یا سگے جو ماں باپ مین
شریک ہین یا سوتیلی جو باپ مین شریک ہین یا اخیافی جو ما مین شریک یہ میراث ان
تیسرون کی ہی ایک کو چہٹا حصہ اور زیادہ کو تہائی اُنمین مرد اور عورت کو برابر اور وہ دو قسم کے
بہائی بہن مثل اولاد کے ہین جب باپ بیٹا نرہا ہو پہلے سگے وہ نہون تو سوتیلی اُس سورۃ کے
آخر مین اُنکی میراث ہی اور یہ فرمایا کہ وصیت پہلی ہی جب اورونکا نقصان نکیا اور نقصان
کی دو طرح ہی ایک یہ کہ مال کی تہائی سے زیادہ دلوامرا وہ تہائی تک جاری ہی زیادہ نہین
دوسری یہ کہ جسکو میراثکا حصہ ملیگا اُسکو اپنی طرف سے رعایت کر کر کچہہ اور دلوامرا وہ معتبر نہین
اگر سب وارث راضی ہون تو یہ دونو وصیتین قبول رکہین نہین تو نرکہین **فائدہ** یہ پانچ
میراثین جو فرمائین یہ حصہ دارون کے ہین اور انکے سوائے اور قسم کے وارث ہین جنکو عصبہ کہتے
ہین اُنکو حصہ نہین اگر عصبہ ہو اور حصہ دار نہو تو سب مال عصبہ لیوے اور جو دونون ہون
تو حصہ دارون سے جو بچے وہ عصبہ لیوے اور جو کچہہ نہ بچے تو کچہہ نہ لیوے عصبہ اصل تو وہ ہی جو مرد ہو
عورت نہو اور عورتکا واسطہ نرکہے اُسکے چار درجے ہین اول درجہ مین بیٹا اور پوتا ہی
دوسرے درجہ مین باپ اور دادا تیسرے درجہ مین بہائی اور بہتیجا چوتہے درجہ مین چچا

اور چچا کا بیٹا یا پوتا ایک درجہ میں اگر کئی شخص ہوں تو جو میت سے قریب ہو وہ مقدم ہے
جیسے پوتے سے بیٹا بھتیجے سے بھائی مقدم ہے سوتیلے سے سگا مقدم ہے باقی اولاد میں اور
بھائیوں میں مرد کے ساتھ عورت بھی عصبہ ہے اور وہ نہیں نہیں فائدہ اگر دونوں قسم کے
وارث نہوں تو تیسری قسم ہے ذو الرحم یعنی ایسے قرابت والے جسمیں واسطہ عورتکا ہے اور حصہ
دار نہیں جیسے نواسے اور نانا اور بھانجا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی اور انکی اولاد انکا حساب
بھی عصبے کا سا حساب ہے اور اکلیل میں ہے کہ کلالہ اسکو کہتے ہیں کہ باپ اور بیٹا نرکھتا ہو
اسکا وارث ماں کا بیٹا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اصول اور فروع حاجب ہوتے ہیں ولہ کے معنی اسکو
جو ایک ہے تو چھٹا حصہ ہے لڑکا ہو یا لڑکی اور سعد بن ابی وقاص کی قراءۃ ہے وله اخ او اخت من ام
اور جو دو ہیں یا زیادہ تو ایک تہائی چاہئے زیادہ نہیں اسمیں مرد اور عورت برابر ہیں
اور غیر مضار سے یہ مراد ہے کہ تہائی سے زیادہ پر وصیت گناہ کبیرہ ہے **قوله تعا**
وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ
فَآتُوهُمْ نَصِيبَهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ط **ت** اور ہر کسی کے ہم نے
ٹھہرا دیے وارث اس مال میں جو چھوڑ جاویں ماں باپ اور قرابت والے اور جیسے قرار باندھا
تم نے انکو پہنچاؤ انکا حصہ اللہ کے روبرو ہے ہر چیز **ف** اور اکلیل میں ہے کہ موالی سے ابن
عباس نے عصبہ مراد لی ہے اور والذین عقدت ایمانکم کا حکم منسوخ ہے آیہ اولو الارحام
بعضہم اولی ببعض سے چنانچہ بخاری وغیرہ نے ابن عباس سے اخراج کیا ہے اور جو ابو حنیفہ نے
اس سے موالاۃ کی توارث پر حجت پکڑی ہے غیر صحیح ہے اور حسن نے کہا ہے کہ یہ آیۃ اس صورت میں

ہے کہ جو کوئی کسیکے لئے وصیت کرجاوے پھر جسکے لئے وصیت کی تہی اسکے مرنیکے قبل مرگیا اور وصی نے حکم کیا کہ موصی لہ کے وارثون پر وصیت جاری ہو اور ابن مسیب نے کہا ہے کہ یہ آیت وصیت مین ہے نہ میراث مین سلہ قولہ تعالیٰ يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ت حکم پوچھتے ہین تجھسے تو کہہ اللہ حکم بتاتا ہے تمکو کلالہ کا اگر ایک مرد مرگیا کہ اسکو بیٹا نہین اور اسکو ایک بہن ہے تو اسکو پہنچے آدہا جو چہوڑ مرا اور وہ بہائی وارث ہے اس بہن کا اگر نہ ہووے اسکو بیٹا پہر اگر بہنین دو ہون تو انکو پہنچے دو تہائی جو کچھہ چہوڑ مرا اور اگر کئی شخص ہین اس ناطے کے مرد اور عورتین تو مرد کو دو برابر حصہ عورتکا بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے کہ نہ بہکو اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ف موضح القرآن مین ہے کہ کلالہ کے معنے نا راضعیف بیان فرمایا اسکو جسکے وارثون مین باپ اور بیٹا نہین کہ اصل وارث وہی تہے تو اسوقت سگے بہائی بہن کو بیٹا بیٹی کا حکم ہے سگے نہون تو یہی حکم سوتیلونکا نری ایک بہن کو آدہا اور دو کو دو تہائی اور ملے ہوئے بہائی بہن تو مرد کو حصہ دوہرا عورتکو اکہرا اور جو نرے بہائی ہون تو انکو فرمایا کہ وہ بہن کے وارث ہین یعنے حصہ مین معین نہین وہ عصبہ مین فائدہ اگر بیٹی ہو اور بہن ہو تو حصہ بیٹی کو اور بہن عصبہ ہے یعنے حصہ دارون سے بچے سو وہ لے اکلیل مین ہے قتادہ سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ مین فرمایا کہ پہلے سورہ نسا مین باپ اور بیٹے کے

نصفین حکم ہے پہر زوج اور زوجہ اور ماں کے اولاد کے حق مین ارشاد ہے بیچ آخر سورہ مین سکے
بہائی بہنون کے حق مین حکم ہے پہر سورہ انفال کے اخیر مین اولوالارحام کے حق مین ارشاد ہے
قولہ تعالی وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ ت اور ناتے
والے آپسمین حقدار زیادہ ہین ایک دوسرے کے اللہ کے حکم مین ف موضح القرآن مین ہے
کہ ناتے والا اگرچہ پیچھے مسلمان ہوا یا ہجرت کر آیا پہلا ناتے ولے مسلمان مہاجر کا حقدار ہے
یعنے میراث وہی لیگا اگرچہ رفاقت قدیم اور دوست ہے اور اکلیل مین ہے کہ اس سے دلیل پکڑی ہے
جو ذوالرحم کو وارث گردانتا ہے اور ابن فرس نے کہا ہے کہ اس سے دلیل پکڑی ہے اسنے جو کہتا ہے کہ جنازہ
کے نماز مین والی سے قریب والی ہے

المتفرقات

قولہ تعالی هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ت وہی ہے جسنے بنایا تمہارے
واسطے جو کچھ زمین مین ہے سب ف تفسیر احمدی مین ہے کہ لکم کا لام انتفاع کے معنون مین ہے
اس سے دلیل ہے کہ جس چیز مین نفع ہو وہ اصل مین مباح ہے یہ مذہب ہے کرخی اور ابوبکر
رازی اور بعض حنفیہ اور شافعیہ اور سب معتزلہ کا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ایسی چیزین
اصل مین حرام ہین کیونکہ جو مباح ہوتی تو سب آدمی مہمل اور غیر مکلف ہوتے قولہ تعالی
وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ت
اور اس سے ظالم کون جسنے منع کیا اللہ کی مسجدون کہ پڑھے وہان نام اسکا اور دوڑا انکے
اجاڑنے کو ۱۰ ف اکلیل مین ہے کہ رازی نے کہا ہے کہ ذمی کو مساجد کے آنے سے منع کرنا

اور جو وہ مسجدوں میں جاویں مسلمانوں کو پیاسے کر وہاں نکال دیویں **قولہ تعالیٰ**

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ قَالَ لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ **ت** اور جب آزمایا ابراہیم

اسکے رب نے کئی باتوں میں پھر اسنے وہ پوری کی فرمایا تجھکو کرونگا سب لوگوں کا پیشوا بولا

اور میری اولاد میں بھی کہا نہیں پہنچتا میرا اقرار بے انصافوں کو **ف** تفسیر احمدی میں ہے کہ کلمات

دس تھے پانچ سر میں بال مونڈنا یا کترانا اور مونچھہ کترانی اور منھہ میں پانی ڈالنا اور ناک میں

پانی ڈالنا اور مسواک کرنا اور پانچ سارے بدنمین بغل کے بال اکھاڑنا اور ناخن کٹانا اور

ناف کے نیچے بال مونڈنا اور پانی سے استنجا کرنا اور ختنہ کرنا حضرت ابراہیم پر فرض تھے اور

ہم پر سنت سر کے بال مونڈنا یا کترانا مرد کو علی سبیل التخییر سنت ہے اور عورتکو نہیں درست ہے

پر ایام حج میں کترانا اسکا ہے اور مونچھہ کترانی اوپر کی ہونٹھہ کے مقابل سے سنت ہے اسکے

چھوڑنے میں بڑا عذاب ہے اور منھہ میں اور ناکمین پانی ڈالنا اور مسواک کرنی مرد اور عورتکو

ہر وضو میں سنت ہے اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زہار کے مونڈنا سنت ہے اور چالیس دن کے

بعد مکروہ ہے اور ناخن کٹانا ہر جمعہ کو ہفتہ میں جسدن چاہے مستحب ہے اور پانی سے استنجا اسوقت

سنت ہے کہ نجاست مخرج سے درم مقدار نہ بہے جو بڑہ گئے تو واجب ہے اور ختنہ مردونکا

سنت ہے اور ابو حنیفہ نے اسکی مدتمین توقف کیا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بارہ برس تک

اکثر مدت ہے اور عورتکو ختنہ مضائقہ نہیں اور اہل سنت نے کہا ہے کہ امام کی لفظ اگر اپنی معنے

متعارف پر ہو تو ظالم سے کافر مراد ہے کیونکہ کافر ظالم مطلق ہے اور اگر امام سے نبی مراد ہے

اور ظالم اتقی نے اصلی یہ ہے کہ اس صورتین پوچہا آیا الا انبیا الناہ ان سے [illegible] کیونکہ ہوتا

ہے جو ظالم ہے اور اکثر لیل مین ان کا لات سے مناسک حج کا ادا ہے اور بعضون نے یہ سب انکو رات

ادا ولی ہے اور جمعہ کا غسل زیادہ کیا ہے اور رازی کے قول سے معلوم ہوا کہ عید سے نوبت مراد

قوله تعالیٰ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ

لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ

اور نہ کہاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین ناحق اور نہ پہنچاؤ انکو حاکمون تک کہ کہاؤ کاٹ کر لوگون

کے مالین سے مارے گناہ کے اور تمکو معلوم ہے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ اثم سے مراد جہوٹی گواہی

ہے یا جہوٹی قسم یا صلح کرنا باوجود اسکے کہ جسکے لئے حکم کیا ہے اسکو ظالم جانتا ہے [illegible]

حکام سے حکام شریعت مراد ہین جیسے قاضی اور مفتی اور سلطان اور حاصل یہ ہے کہ جو تم

جانتے ہو کہ فی الحقیقت دعوی مین اور گواہ لانے اور سوگند اور صلح مین باطل ہیں اور ظالم

تو ریتے ہیں تو اس مالکو نہ لو اور نہ کہاؤ اسمین دلیل ہے کہ ایسا مال کہانا حرام ہے اور جو قاضی

جہوٹی گواہی پر حکم کرے ظاہر مین جاری ہوگا پر باطن مین نہین یہی ہے مذہب شیخین اور شافعی

کا خلاف ابی حنیفہ کے کہ انکے نزدیک ظاہر اور باطن جاری ہوگا اور بعضون نے کہا ہے

کہ حکام سے حکام ظالم مراد ہین مدعا یہ کہ ظالمون کو رشوت دیکر آدمیونکا مال فساد اور تہمت

اور حیلہ خوری سے نہ کہاؤ یہ حرام ہے پر بعض فتاوی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ حاکم یا جلیس

اور انیس ہوا اس سے جب کسی سے کچھ لیا اسکے کام بنانے پر تعہد ہوا اور کسی اور مسلم کا

نہ ڈوبتا ہو تو لینا ہے تو لینا جائز ہے اور بہ اس سے زیادہ ظلم کا دفع کے لئے رشوت دینا روا ہے

اور اکلیل مین ہے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بے وجہ شرعی مال کہانا حرام ہے اور ناحق اڑانا یا

حرام ہے مجاہد نے آیۃ کے تفسیر مین کہا ہے کہ ایسی مت کرو جو تم آپکو ظالم جانتے ہو اور پوچہا گیا

حاکم ظاہر اسباب پر حکم کرے وہ ایسے کامون پر ثواب پاتا ہے پر واقع مین نہین قولہ

تعالیٰ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَأْتُوا

الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ف تجہسے پوچہتے مین چاند کا نیا نکلنا تو کہہ وقت ٹہرے ہین واسطے

لوگونکے اور واسطے حج کے اور نیکی یہ نہین کہ گہرونمین آؤ چہت پر سے لیکن نیکی وہی ہے

کہ جو کوئی بچتا رہے اور گہرونمین آؤ دروازونسے اور اللہ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پہنچو ف

اکلیل مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مہینے شرعی ہلالی ہین نہ عددی اور حنفیہ نے اس سے دلیل

پکڑی ہے کہ سال بہر حج کا احرام باندہنا جائز ہے اور حقیقت مین یہ دلیل حنفیہ کی نہین ہوسکتی

کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا تو ہلال کی حاجت کیا تہی اور ہلال کی حاجت فقط اس لیے ہے تو حج مخصوص

ہوجاوے شہر معلوم مین مسئلہ قولہ تعالیٰ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ

بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ

لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي

الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

عَلِيًّا كَبِيْرًا وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا

اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا

نسووین اور جو سووین تو مرد عورت کیطرف پیٹھہ دے کر سووین اور صحبت نکرے
یہ دو روایت ابن عباس کی ہین اور عکرمہ نے کہا ہے کہ جدائی سے یہ مراد ہے کہ نہ بولین نہ یہ
صحبت نکرین اور اگر مانین تو مارنا روا ہے پر جو اطاعت کرتے ہو تو مارنا روا نہین ہے اور ابن ابی حاتم نے
علی اور ابن عباس کی طریق سے نکالا ہے کہ وان خفتم الآیہ اُن مرد اور عورت کے شان مین کہ آپسمین کہنپاو
اللہ نے حکم کیا کہ ایک شخص مرد کے طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے مقرر ہو وہ دیکہین کہ کون
گنہگار ہے جو مرد ہو تو اُسکو نفقہ کے لئے بند کرین اور عورت سے علیحدہ رکہین اور جو عورت ہو تو خاوند
سے بند کرین اور نفقہ موقوف رکہین پہر جب اُن دونون کی رائی عورت اور مرد کے ملاپ پر
یا بگاڑ پر متفق ہو وہ ہی چاہئے جو مصلحت دیکہے کہ دونو مین ملاپ ہو اور ایک اُنمین سے راضی ہے
اور دوسرا ناراض پہر کوئی مر گیا جو راضی تہا وہ ناراض کا وارث ہوگا اور ناراض راضی کا وارث نہوگا
اور فابعثوا کا خطاب حکام سے ہے اور سدی سے روایہ ہے کہ زوجین سے اول صورت سے بعضون نے
دلیل پکڑی ہے کہ دو منصف حاکم کے طرف سے ولی ہین جو چاہین طلاق یا غیر طلاق کا حکم کرین زوجین
کی رضا شرط نہین ہے اور دوسری صورت سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ دو منصف زوجین کے وکیل
ہین رضا زوجین کی شرط ہے اور حسن اور قتادہ نے کہا ہے کہ منصفون پر ملاپ کروانا واجب ہے
اور طلاق کا اختیار انکو نہین ہے کیونکہ اُسکا ذکر اللہ نے نہین کیا **قولہ تعالی** وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا
تُشْرِکُوا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ
وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا
مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ۔ اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اُسکی ساتہہ کسیکو اور ماباپ سے نیکی

اور قرابت والون سے اور یتیمون سے اور فقیرون سے اور ہمسایہ قریب سے اور ہمسایہ اجنبی سے اور
برابر کے رفیق سے اور راہ کے مسافر سے اور اپنے ہاتھ کے مال سے ف تفسیر احمدی مین ہے کہ
اس آیہ مین بیان ہے سب حقوق کا جو بیت کے حق چار ہین عہد کو پورا کرنا موجود پر راضی ہونا
حدود کو نگاہ رکھنی ہونے پر صبر کرنا اور والدین کے حق دو قسم ہین ایک قسم حیات مین ہے
جیسے نفقہ دینا اور کلام مین ادب کرنا اور اس چیز مین کہ موافق شرع کے ہے اطاعت کرنی اور
دوسری قسم بعد موت کے ہے جیسے اُنکے لئے دعا کرنی رحمت کی اور استغفار پڑھنا
اور ایسے ہی لڑکون کے حق ہین والدین پر گو یہان اللہ نے بیان نہین فرمایا پر حدیثون مین یون
لکھا ہے کہ ساتوین دن عقیقہ کرنا اور ناپاکی اسکی دور کرنی اور چھٹے برس ادب سکھانا
اور ساتوین برس محرم سے علیحدہ سولانا اور تیرھوین برس نماز کے لئے مارنا اور سولھوین برس
شادی کر دینی جب یہ ادا کرے ہاتھ پکڑ کر کہے کہ تجھکو مین نے ادب سکھایا اور شادی کر دی
اب پناہ مانگتا ہون دنیا مین تیرے فتنے سے اور آخرت مین تیرے عذاب سے اور ایسے ہی
حق استاد کے شاگرد پر اور شاگرد کے استاد پر اور شیخ کے طالب پر اور طالب کے شیخ پر
بلکہ استاد اور شیخ باپ سے افضل ہے تو ادب انکا زیادہ چاہئے اور اقربا دو قسم ہین ایک وے
جو قرابت مین اقربا ہون دوسرے وہ جو دوستی مین اقربا ہون اقربا کا حق یہ ہے کہ انسے آشتی کری
سلام کی اور کینہ اور حسد نکرے گو کوئی معاملہ مین نزاع ہو گئی ہو اور جب اور قبیلے کے لوگ
اُس پر غلبہ کرین تو مین نزاع مین اُنسے ملے پر دوستی کے اقربا مقدم ہین اقربا قرابت پر اور یتیم اور
مسکینون کا حق یہ ہے کہ انپر مہربانی اور احسان کرے اور سوال سے انکو غنی کرے اور جو کہ تین اپنا

ظلم کرے تو اسوقت مدد کرے اور یتیم کے مال کو نکھاوے کیونکہ یہ حرام نص سے ثابت ہے
اور جار ذی القربیٰ وہ ہمسایہ ہے کہ جو اسکے گھر سے قریب ہو یا ہمسایہ بھی ہو اور نسب یا دین
مین بھی اتصال ہو اور الجار الجنب وہ ہے کہ جسکا گھر دور ہو یا وہ کہ جسے کچھ قرابت نہو اور بعضون نے
کہا ہے کہ جار جنب وہ ہے کہ جسکا گھر گھر سے ملا ہو اور حدیث مین ہے کہ ہمسایہ تین ہوتے ہین ایک وہ
کہ جسکو تین حق ثابت ہین ایک حق ہمسائگی کا دوسرا حق قرابت کا اور تیسرا حق اسلام
کا اور دوسرا وہ کہ دو ہی حق ہون حق جوار اور حق اسلام تیسرا وہ ہے کہ جنکو فقط حق جوار ہی کا ہو
جیسے مشرک اور اہل کتاب ہمسایہ کی حد چالیس گھرون تک ہے اور ہمسایہ کے حق مین
کہ اپنی دیوار ایسی بلند نکرے کہ اسکے گھر کی ہوا بند ہوجاوے اور اسکے پرنالی اور ناودان کو منع نکرے
اور کھانے اور پینے اور کپڑے مین فراموشی نکرے اور رنج اور غم مین مدد کرے جو کھلانیکی طاقت
ہو تو کھلاوے نہین تو کسی کا نشان جیسے دھوان وغیرہ ظاہر نکرے اور صاحب بالجنب سے
اگر زوجہ مراد ہے تو اسکا یہ حق ہے کہ نفقہ دے اور کپڑے اور گھر اور جو ایک سے زیادہ ہون تو رعایت
نوبت کی کرے اور نماز اور روزہ اور طہارت اور حیض اور نفاس اور استحاضہ کے حکم سکھلاوے
اور غیرت کہ غیر محرم کو اپنے گھر مین آنے ندے اور دھمکاتا رہے تو اسپر غالب نہو اور عورتکو
انسی ہی سے کہ خواہش پر نہ چھوڑے خصوصاً دینکے مقدمات مین اور جو حق زوج کے زوجہ پر
ہوتے ہین گو انکا ذکر آیت مین نہین ہے پر بیان کیا جاتا ہے وہ یہ کہ امور دینی اور دنیوی مین اسکی
اطاعت کرے اور بغیر اسکے حکم کے کسیکو کوئی چیز ندے اور اسکے گھر سے باہر نہ نکلے اور جب
وہ ارادہ کرے وطی کا تو یہ اپنے نفس کو اس سے باز نرکھے پر وقت ممنوع مین امکان نکرے

اور صاحب بالجنب سے اگر رفیق اور یار مراد ہے تو اسکے حقوق یہ کہ اسکی مدد کرے اور اسکا
عیب نکرا اور سکہا وا اور نصیحت کرے اور اسکے گناہ اور لغزش کو معاف کرے اور حیات مین
دعاے خیر کرے اور موے کے بعد اسکے لیے استغفار کرے اور اسکے اولاد اور اہل پر احسان کرے
اور ابن السبیل سے اگر مسافر غریب الوطن مراد ہے تو اسکے حقوق قریب ہین حقوق مسکین
اور یتیم سے اور اگر مہمان مراد ہے کہ جو بیطلب آیا تو حق اسکا یہ ہے کہ اُس سے نرمی کا کلام کرے
اور ایسی خدمت کرے کہ راضی ہو اور حتی المقدور اچہا کہانا کہلاوے تین دن تک ایسی
ہی کرے پہر مختار ہے اور لونڈی اور غلام کے حق یہ ہین کہ انکو کہلاوے جو آپ کہاوے
اور پہناوے جو آپ پہنے اور طاقت سے زیادہ کام نلے اور انپر عذاب نکرے اور حق مالک
غلام پر یہ ہین کہ اطاعت کرا اور مال اُسکا نگاہ رکھے اور فجر سے عشا تک اُسکی خدمت مین رہے
سواے اوقات نماز اور روزے کا اور موضح القرآن مین ہے کہ صاحب بالجنب سے وہ مراد فرمائی
کہ جو ایک کام مین ساتھ شریک ہو جیسے ایک استاد کے دو شاگرد یا ایک خاوند کے دو نوکر

قوله تعالى اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا **ف** اللہ تکو فرماتا ہے کہ پہنچاوٴ امانتین امانت والون کو اور جب حکومت کرنے لگو لوگو مین تو حکومت کرو انصاف سے اللہ اچہی نصیحت کرتا ہے تکو اللہ ہے سنتا دیکہتا **ف**
تفسیر احمدی مین ہے کہ یہ آیہ عام ہے سب امانتون اور مکلفون کو اس سے بہت مسئلہ ودیعت
اور عاریت کے نکلتے ہین ایک یہ کہ مستعیر امانت رکہنا کی ملک نہین رکہتا ہے اور دوسرے

کہ جو امانت کو مالک نے گھر تک پہنچایا اور مستعار نفیس جیسے جواہر وغیرہ کو مالک کے گھر تک
پہنچایا حقیقت مین تسلیم نہین بلکہ تسلیم وہ ہے کہ خود مالک کو دے اس سے معلوم ہوا کہ جو امانت
یا مستعار نفیس مالک تک نہ پہنچائی اور تلف ہوگئی تو اُسکا ضمان لازم ہے اور جو مستعار
غیر نفیس مالک کے گھر تک پہنچائی یا مستعار گھوڑے کو مالک کے اصطبل تک پہنچایا تو تسلیم ہے
اور تیسری یہ کہ امانت کے دینے مین مالک اور امانت رکھنے والے کا حاضر ہونا شرط نہین
اور ان تحکموا بالعدل سے دلیل ہے کہ ہر حکم پر عدل واجب ہے امام ہو یا قاضی یا حاکم اور ہر چیز مین
واجب ہے دعوے ہو یا گواہی مانگنا یا سوگند اجنبی سے معاملہ ہو یا قرابت سے اور اکلیل مین
ہے کہ مالکیہ نے عموم آیت سے دلیل پکڑی ہے اسپر کہ جو حربی امان لیکے دار الاسلام مین آیا
اور کسی پاس امانت رکھکے پھر مر گیا یا مارا گیا واجب ہے کہ امانت کو حربی کے اہل کو دیوین
اور یہی کہ اگر دار الحرب مین حربی سے قرض لیا اور نکل آیا اسکا وفا کرنا واجب ہے **قوله تعالیٰ**
وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
حَسِيبًا ۞ **ت** اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بھی دعا دو اُس سے بہتر یا وہی کہو البتہ
اللہ ہر چیز کا حساب کرنیوالا **ف** تفسیر احمدی مین ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو ایک نے جماعت
پر سلام کیا اسکا جواب باین مقدار کہ وعلیکم السلام فرض ہے اور اس سے زائد کہنا یعنی
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا افضل ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ سلام کرنیوالا جو مسلم ہے تو سارے الفاظ
کہنا افضل ہے اور جو ذمی ہے تو اُسیکا پھیرنا چاہیے اور نخعی سے روایت ہے کہ ذمی سے جب غرض ہو
تو ابتداءً اُسپر سلام کرے اور ابو حنیفہ سے ہے کہ ابتداءً مطلقاً نچاہیے اور ابو یوسف سے ہے کہ سلام

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ
مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ف وہ جو تابعدار ہوتے ہین اس رسول کے جو نبی ہے امی
جسکو پاتے ہین لکہا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل مین بتاتا ہے انکو نیک کام اور منع کرتا ہے
بری بات سے اور حلال کرتا ہے انکے واسطے سب پاک چیزین اور حرام کرتا ہے انپر ناپاک اور
اتارتا ہے انپر بوجہ انکے اور پہانسیان جو ان پر تہین سو جو اسپر یقین لائے اور اسکی رفاقت
کی اور مدد کی اور تابع ہوئے اس نور کے جو اسکے ساتھ اترا ہے وہی پہنچے مراد کو ف تفسیر احمدی مین
کر دیا ہے کہ پاک سے وہ مراد ہے جو یہود پر حرام تہی چربی وغیرہ یا وہ جو شریعت مین حلال ہے جیسے وہ ذبیحہ
جن پر اللہ کا نام لیا گیا اور جسکا کسب حرام سے خالی ہوا اور خبائث سے وہ مراد ہین کہ جو آیہ انما حرم
علیکم کے تحت مین ہے یا وہ جو حکم مین خبیث ہو جیسے سود کہانا اور رشوت لینی اسمین دلیل ہے
کہ سوائے مچہلی کے دریا کے اور جانور حرام ہین کیونکہ وہ خبیث ہین اس صورت مین رد ہے شافعی پر
جو قائل ہین کہ سب جانور دریا کے حلال ہین اور قاضی بیضاوی کی رائے یہ ہے اصر اور اغلال
دونون سے تکالیف شاقہ مراد ہے پر اکثرون نے دونون مین فرق کیا ہے صاحب کشاف نے کہا ہے کہ اصر وہ ہے
جو توبہ کے عوض قتل نفس کرا اور اغلال وہ جو انکے شریعتون مین شاقہ تہی جیسے قتل مین فقط قصاص
ہونا اور دیت اور عفو کا مشروع نہونا اور خاطی کے عضو کا کاٹنا اور نجاست کے مقام کو کاٹنا آدمی کا
چمڑا ہو یا کپڑا اور لوٹ کو جلا دینا اور سنیچر کی حرمت رکہنی اور امام زاہد نے کہا ہے کہ رات کو نماز فرض ہوتی تہی
اور جو تہائی مال مین زکوۃ دینی اور سنیچر کی حرمت کری اصر ہے اور خطا کے عضو کاٹنے اغلال ہے
اور بعضون نے کہا ہے کہ دن راتین پچاس نمازین واجب ہوتی اور فقط مسجد مین نماز روا ہوتی اور وہ

قوله تعالیٰ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ ف اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری واسطے اگر وہ
قید سے رہنا کیا چاہین تو کمایا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا اور جو کوئی انپر زور کرے تو اللہ انکے بیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف موضح القرآن مین ہے
کہ لونڈیون سے بدکاری کرواتی مال کماتے تھے سو یہ حرام ہے خواہ وہ خوش ہون خواہ ناخوش ہون ناخوشی مین اور زیادہ وبال سب ناپاک ہے اور باستی مین
لونڈی بکنا ہے قوله تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ
مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ ثَلٰثُ عَوْرَاتٍ
لَكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوَّافُونَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْآيَاتِ وَاللّٰهُ
عَلِيمٌ حَكِيمٌ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ
آيَاتِهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ف اے ایمان والو پروانگی مانگ کر آوین تم مین سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہین
اور جو نہین پہنچے تم مین عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین
اور عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھہ گناہ نہین تمپر نہ انپر انکے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو
ایک دوسرے پاس یون کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا اور جب پہنچے
لڑکے تم مین عقل کی حد کو تو ویسی پروانگی لین جیسے لیتے رہے ہین انسے اگلے یون کھول سناتا ہے اللہ تمکو اپنی باتین
اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف تفسیر احمدی مین ہے کہ لڑکے بالغ کو ہر وقت اذن چاہئے اور مدعا یہ ہے کہ پروانگی لینے
مین خوب احتیاط کرے آدمی اکثر اس سے غافل ہین سعید بن جبیر سے ہے کہ لوگ آیات استیذان کو منسوخ کہتے ہین قسم خدا کی
یہ منسوخ نہین ہے لوگون کی سستی سے ہے اکلیل مین ہے کہ بعضون کے نزدیک منسوخ ہے اور بعضون کے نزدیک محکم ہے پھر بعضون مین حکم
اسکا مستحب ہے یا واجب اور سعید بن جبیر سے ہے ما ملکت ایمانکم عام مراد ہے لونڈی ہو یا غلام اور یہ پوچھا گیا کہ عشا کے وقت سے

بعد ہے اور فجر کے قبل اور ظہر کے وقت اسکا معلوم ہوا اور یہ تینوں جیسے عشا کے قبل اور فجر کے بعد سونا
لکھا ہوا ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ ان تینوں میں عورت کا کشف درست ہے اور واذا بلغ الاطفال الآیہ سے معلوم ہوا کہ لڑکا اور لڑکی بالغ
والدین کے پاس بے اجازت نہ جاوین **قوله تعالی** وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ
أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ **ف**
اور جو بیٹھ رہی ہیں تمہاری عورتوں میں جنکو توقع نہیں بیاہ کی انپر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ
دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے انکو اور اللہ سب سنتا ہے جانتا **ف** موضح القرآن میں ہے
یعنے بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ہے

قوله تعالی لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا
عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ
أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا
فَسَلِّمُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً كَذَلِكَ
يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ **ت** نہیں اندھے پر کچھ تکلیف اور نہ
لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف **فائدہ** یعنے جو تکلیف کے کام ہیں وہ انکو معاف ہیں
جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسے چیزیں اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے
گھر سے یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے یا اپنے

بہن کے گہر سے یا اپنے چچا کے گہر سے یا اپنی پہوپہی کے گہر سے یا اپنے ماموں کے گہر سے یا
اپنے خالہ کے گہر سے یا جسکے کنجیوں کے مالک ہوئے ہو یا اپنے دوست کے گہر سے نہیں گناہ تمپر کہ کہاؤ ملکر
یا جدا جدا پہر جب جانے لگو کبہی گہروں مین تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے اللہ کی ملنے برکت کی ستہری یونہی
کہولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین شاید تم بوجہ رکہو ف موضح القرآن مین ہے کہ یعنی اپنائیت کے علاقون مین
کہالینے کی چیز کو ہر وقت پوچہنا ضرور نہیں نہ کہانے والا حجاب کرے نہ گہر والا دریغ کرے مگر عورت کا گہر اگر اسکے
خاوند کا ہو اسکی مرضی چاہئے اور ملکر کہاؤ یا جدا یعنی اسکی تکرار دلمین نہ رکہو کہ کسنے کم کہایا یا کسنے زیادہ سب نے ملکر
کہایا یا سب نے ملکر کہایا اور اگر ایک شخص کی مرضی ہو پہر ہرگز درست نہیں کسی کی چیز کہانی اور تعقید فرمایا سلام کا
آپسکے ملاقاتین اس سے بہتر دعا نہیں جو لوگ اسکو چہوڑکر اور لفظ ٹہراتے ہین اللہ کی تجویز سے انکی تجویز بہتر نہیں
ف اور مدارک مین ہے بیوت خالاتکم کے تحت مین کہ یہ گروہ کا اذن دلالۃ ثابت ہے [illegible]
لینے کی حاجت نہیں ہے اور مفاتحہ کے ملک سے وکالت یا نگاہبانی مراد ہے یعنے جو وکیل یا نگہبان ہو
خزانہ کا تو بقدر ضرورت اسکو اس سے کہانا درست ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ او ما ملکتم مفاتحہ سے غلاموں کے
گہر مراد ہین کیونکہ وہ مملوک ہوتے ہین انکے گہر سے کوئی چیز بے اذن بہی لینا روا ہے اور صدیقکم سے
یہ مراد ہے جو یار سچا ہو اسکے گہر سے بغیر اذن کہانا درست ہے پر اس زمانہ مین چونکہ بخل غالب ہے اسلئے اذن کہانے
مین چاہئے اور بعضے انصار کا معمول تہا کہ جبتک مہمان نہ آتا تب تک نہ کہاتے اسکی دفع حرج کے لئے حکم ہوا لیس علیکم
جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا اور فاذا دخلتم بیوتا سے اگر بیوت مذکورہ مراد ہے
تو انفسکم سے اہل مراد ہین دین کے ہوں یا قرابت کے اور اگر بیوت خالی یا مسجد مراد ہے تو علیکم سے نبی علیہ السلام
سے حقیقی پر ہے کیونکہ جب خالی گہر یا مسجد ہو تو سنت ہے کہ کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

قوله تعالیٰ والشعراء یتبعهم الغاون ۝ الم تر انهم فی کل واد یهیمون و انهم یقولون ما لا یفعلون ۝ الا الذین آمنوا و عملوا الصلحت و ذکروا الله کثیرا و انتصروا من بعد ما ظلموا و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝ ت اور شاعروں کی بات چلتے ہیں بہکے ہوئے فائدہ تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سر مارتے پھرتے ہیں اور یہ کہ وہ کہتے ہیں جو نہیں کرتے مگر وہ لوگ جو یقین لائے اور کیں نیکیاں اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلا لیا اس پیچھے کہ ان پر ظلم ہوا اور اب معلوم کرینگے ظالم کس کروٹ الٹتے ہیں فائدہ ف تفسیر احمدی میں ہے کہ جب شعراء کا بیان ہوا کہ یہ اوصاف بد ہیں تب عبد اللہ بن رواحہ اور حسان بن ثابت کہ صحابہ تھے اور مشرکین کی ہجو میں اشعار کہتے ڈر گئے ایسا نہ ہو کہ وہ بھی ان صفتوں سے موصوف ہوں اور حضرت پاس آئے تب آیت الا الذین آمنوا الآیۃ نازل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ شعر کہنا گناہ نہیں پر جو شعر کہ اللہ جل شانہ اور رسول کی مدح میں ہو یا مشرکوں کے جواب میں یا ہجو میں تو درست ہے اور اکلیل میں ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوا کہ شعر کہنا اور مدح یا ہجو میں بہت مبالغہ کرنا برا ہے اور زہد اور آداب اور مکارم اخلاق میں شعر کہنا روا ہے قوله تعالیٰ ان الله عنده علم الساعة و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام و ما تدری نفس ماذا تکسب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت ان الله علیم خبیر ۝ ت اللہ جو ہے اس پاس ہے خبر قیامت کی اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو پیٹ کے بیچ میں ہے اور کوئی جی نہیں جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہیں جانتا کس زمین میں مریگا تحقیق اللہ ہی سب جانتا ہے خبردار ف تفسیر احمدی میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی ان پانچوں کے علم کا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اور منجم جو خبر غیب کی بتلاتا ہے وہ قیاس اور طالع کی نظر سے کرتا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جو شے دلیل سے معلوم ہو جاتی ہے غیب میں نہیں ہے الحمد للہ کہ یہ کتاب مستطاب مسمی بہ تفسیر آیات الاحکام ساتھ اختتام کے پہنچی

تتمہ خاص اکلیل سے ہے یہان ہر آیہ کے تحت مین کتاب پر حوالہ کرنیکی حاجت نہین ہے

کتاب الایمان وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ت اور کوئی جی مر نہین سکتا بغیر حکم اللہ کے لکھا ہوا وعدہ **ف** اس سے معلوم ہوا کہ اجل نہ زیادہ ہوتی ہے نہ کم اور جو کوئی مارا جاتا ہے وہ اپنے موت سے مرتا ہے **قولہ تعالیٰ** يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ت اے بیٹو نہ داخل ہوجیو ایک دروازے سے اور پیٹھیو کئی دروازوں سے جدا جدا اور مین نہین بچا سکتا تمکو اللہ کے کسی چیزون سے **ف** اس سے معلوم ہوا کہ چشم بدکی تاثیر حق ہے اور خدا کے حکم سے کوئی بچ نہین سکتا **قولہ تعالیٰ** فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ت پھر نہ کھڑے کرین گے ہم اُنکے واسطے قیامت کے دن تول **ف** اس سے بعضون نے دلیل پکڑی ہے کہ کافرون کے اعمال تولے نجاوینگے وزن فقط مومنون کو مخصوص ہے **قولہ تعالیٰ** تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ت دعا انکی جسدن اُس سے ملینگی سلام ہے **ف** ابن مسعود سے ہے کہ جب ملک الموت روح قبض کے لئے آتا ہے مومنون سے کہتا ہے کہ رب تمہارا تمکو سلام کہتا ہے **قولہ تعالیٰ** وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ت اور جب چھپا کر کہی نبی نے اپنی عورت سے بات **ف** ابن ابی حاتم نے میمون ابن مہران سے اخراج کیا کہ حضرت نے فرمایا ابوبکر او عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے اسے خلافت شیخین کی ثابت ہے

کتاب الوضوء **قولہ تعالیٰ**

ہے تصغیر حرام نہیں ہوتا اور خطوات الشیطان سے بعضوں نے کہا ہے کہ گناہ ہو لگی نذر
کرنی مراد ہے **قولہ تعالیٰ** یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک اے نبی تو کیوں
حرام کرتی ہے جو حلال کیا ہے اللہ نے تجھے **ف** حضرت نے ماریہ قبطیہ کو حرام کیا تھا اسلئے یہ حکم آیا
اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اپنی لونڈی یا کھانا یا زوجہ حرام کرے تو حرام نہیں ہوتی انکو کفارہ
قسم کا لازم ہے **کتاب الاشربہ قولہ تعالیٰ** یسئلونک عن الخمر
والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس تجھے پوچھتے ہیں حکم شراب کا
اور جوئے کا تو کہہ انمین گناہ بڑا ہے اور فائدے بھی ہیں لوگونکو **ف** اس سے بعضوں نے دلیل پکڑی
ہے کہ شراب سے دوا کرنی مباح ہے اور سبکی نے کہا ہے کہ جو اطبا شراب کے منافع کے قائل ہیں سو قبل
حرمت کے تھا اب بعد حرمت کے کوئی نفع اسمین نہیں ہے کیونکہ اللہ خالق ہے اس سے منافع کو سلب کرلیا
اس سے معلوم ہوا کہ شراب سے دوا کرنی بجا نہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام چیزمین
اللہ نے میری امت میں شفا نہیں رکھی **المتفرقات قولہ تعالیٰ**
وامنہم من خوف اور امن دیا ڈر میں **ف** کرمانی نے غرائب التفسیر میں لکھا ہے کہ قریش
کو امن ہے اسبات کا کہ سوائے انکے اور میں خلافت نہوگی اسی سے شرط ہے کہ امام قریشی النسب ہو
قولہ تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء نہ پکڑیں مسلمان
کافروں کو رفیق **ف** اس سے معلوم ہوا کہ کافر سے دوستی کرنا حرام ہے مگر بضرورت جیسے خوف ہو
یا کچھ حاجت ہو اور دوستی کے تحت میں سلام اور تعظیم اور دعا خیر اور توقیر داخل ہے **شعر خاتمہ**
خداوندا کر دے ہمکو اپنے اولیا مین اور جماعت مین نبی احمد کی اور پیرو انکے ہو و آل عبو اقوال

رسول کا صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین بعد اسکے جدا کانہ نزیت اجنساتہ ... تیار ... الحافظ
نگرامی نے باستعمراب ... النعما تاج الفضلا کشاف مدارک جلال الکملا حاذق
کمال بحر العلوم مولانا سید اوزعلی صاحب ... الالف ... ... کے تفسیر آیات احکام
کی اردو زبان مین واسطے نفع عام اور فائدہ تام کے کتابون معتبرسے مثل تفسیر احمدی اور
تفسیر حسینی اور بیضاوی اور عزیزی اور زاہدی اور نیشاپوری اور اکلیل اور معالم التنزیل اور
مدارک اور موضح القرآن اور کشاف اور ہدایہ اور شرح وقایہ اور شرح مشکوۃ شریف
اور جامع الرموز اور غرائب التفسیر اور سوا اسکے اور کتابون سے بکمال احتیاط اور تدبر کثیر کے
نکالکر سنہ ۱۲ ہجری مین تالیف کیا اور التزام یہ کیا کہ جو مسئلہ صریح آیت قرآن یا باشارۃ النص
یا بدلالۃ النص سے نکلے اور ساتھ اسکے مفتی بہ فقہا مستندین حنفیہ کا ہو وہی اسمین مندرج ہو اور
اسی واسطے ترتیب اس تفسیر کی موافق کتب فقہ کے مقرر کی تاکہ ہر شخص جس مسئلہ کی تحقیق چاہے
اسکے باب کے ذیل مین نکالے مثلاً نماز کے مسئلہ کتاب الصلوۃ مین اور زکوۃ کے مسئلے کتاب
الزکوۃ مین دیکھے اور اگر کسی مسئلہ مین شک معلوم ہو تو اولاً اسکے اصل کی طرف رجوع کرے اور
اگر پھر بھی غیر مطابق پاوے اصلاح کر دے کہ بشر بھول چوک سے خالی نہین اور مؤلف کے حق مین اور جو اسکا بانی ہے
دعائے خیر اور برکت کی کرے کیونکہ ایسے مسائل عجیب اور غریب کہ سب تحقیق کئے ہوئے سلف سے آج تک
اردو زبان مین ساتھ اس آسانی ترتیب اور سہولت بیان کے تصنیف اور تالیف نہین ہوئی اسی واسطے
یہ کتاب سنہ ۱۲۷۳ ہجری مین چھپی تھی اور اب بالکل مفقود ہو گئی تھی اور اس کتاب کے شائقین بہت تھے سو اس کتاب کو بتصحیح تمام
بسعی بندہ حقیر عبد الملک ولد مولوی محمد صادق مرحوم نے موافق اصل نسخہ کے بتصحیح مشہورہ بمبئی کے مطبع حیدری مین سنہ ۱۲۹۶ ہجری مین حلۂ طبع کا پہنایا

تصحیح الاغلاط تفسیر آیات الاحکام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	رشد	ارشد	۲۵	۱۷	اس گوجرانوں	ای گوجرانوالہ	۴۸	۱۵	سے سبب	سبب سے	۹۱	۱۴	قائن	قائل
۲	۱۱	ماہر	ماہر	۲۶	۱۴	منہیہ	منبہہ	″	۱۲	تستخفو	تستخفو	۹۸	۸	عفدوا	عفووا
۳	۳	ترنجمد	ترجمہ	″	۸	حسین	حسنین	۵۰	۸	معینہ	معینہ	۱۰۴	۱۷	بہی	ہی
۴	۹	موسیٰ	موسیٰ پر	″	۱۹	یانا	بانا	۴۷	۲	والا	والے	۱۰۷	۱۹	ہامں	ہماتین
″	۷	براہم	ابراہیم	۲۷	۴	پہلے	نہلے	۵۳	۹	ماوکرو	یاوکر	۱۱۰	۵	اشس	جواشس
″	۱۳	موسیٰ	موسیٰ کی	″	۱۳	للمحافین	للمخالفین	۵۵	۱۴	کرتی	کرتا	″	۱۷	بیا	بیاہ
۵	۳	نبیذ	نبیذ	۲۸	۲	حنفیہ	حنیفہ	″	۱۳	مقاما	مقاما	۱۱۲	۱۰	سبب	نسبت
″	۴	پتھر	پتھر	۲۹	۱۲	پیٹ	پیٹھ	۵۶	۱۴	ضرور ہے	ضروری	۱۱۴	۸	احتیاط	احتیاط
۶	۳	ایسا ہی	ایسا ہی ہے	″	۱۹	پیٹ	پیٹھ	۵۹	۵	فرو	فرج	۱۱۵	۹	پہنچی	پہنچیں
۷	۱۳	وجوہ	وجوہ	۳۲	۱۴	لہنا	کہنا	۶۰	۱۴	فتا	فنا	۱۱۶	۹	مائول	ماؤل
۸	۵	تزدیک	نزدیک کے	۳۴	۱۲	بھی	بہی	۶۵	۱۰	ظھو	ظھو	۱۱۸	۱۵	چاہتیاں	چاہتیاں
۱۰	۹	کیکا	کیکا	۳۶	۱	بافری	بازی کی	۶۶	۹	اب	آب	″	۱۹	سلے	بھلی
۱۱	۹	جھگڑا	جھگڑا	″	۷	ہوتی	ہونا	″	۱۳	یاگرا	پاگرا	۱۱۹	۱۹	سلے	پہلی
۱۲	۱۰	دبوندا	دہونڈھا	۳۸	۱۹	بیٹھے	بیٹھے	۶۷	۹	ین پانی	بن پانی	″	۱۷	مین حص	تین حص
۱۳	۱۴	پہچانتا	پہنچتا	۴۱	۱۰	فاطھر	فاطھروا	۶۸	۲	کروانا	گروانا	۱۲۱	۵	ٹھرایا	اور گھبرایا
۱۴	۳	توجبین	توجیہین	۴۲	۱۰	طاہر	ظاہر	″	۱۱	قرض	قرض کے	۱۲۳	۱۴	دینا	دنیا
۱۵	۲	بہلاتے	بھلاتے	″	۱۲	بشرا	بشرا	۷۶	۸	مقام	مقام	۱۲۶	۱۱	جارن	جان کے
۱۶	۴	بیٹھے	تبہی	۴۳	۹	ایدیکم	ایدیکم	۸۰	۵	بہ	بہ	۱۳۲	۱۳	بل	بلکہ
۲۰	۱۷	دوپے	روپے	″	۱۲	لی	کی	۸۱	۳	مقام	مقام	″	۱۲	پہلے	بھلی
۲۲	۱۲	ہین	ہیں	۴۵	۱۴	سونا گلا گیا	سونا کا نہیں گلایا گیا	۸۲	۸	ووقیت	توقیت	۱۴۱	۱۴	لتاکلو	لبتا کلو
۲۳	۱۹	بہتی	بہی	۴۶	۱۷	یطھرن	یطھرن	۸۴	۲	وادی	وادی سینا	″	۱۹	دریاکا	دریا
۲۵	۱۵	دکہائے	دکھائی	۴۷	۱۹	جنبنا	جنبنا	۸۷	۱۱	جلم	حکم	۱۴۲	۴	پوجھی	پوچھا
″	۱۷	بھی	بہی	″	″	جنب	جنب	۸۹	۱۹	پڑھھ	پڑھو	۱۴۳	۷	بپھر	پھر